

اِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ بِطَهَارٍ وَيُزَكِّيَكُمُ اَجْمَعِينَ



1768

تفسیر سورہ

حصہ اول

مؤلفہ

محمد شفیع الخطیب اوکاڑوی، کراچی

ملنے کا پتہ

نوانی منزل ۵۳ - بی، سندھی مسلم سوسائٹی - کراچی



جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں



سفینۂ نوح

حصہ اول

المؤلف

محمد شفیع الخطیب (اڈوکاروی، کراچی)

(ملنے کا پتہ)

نورانی کتب خانہ، ۳۵ بی سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی ۳

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ

اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ نے

فَرَضَ مِنْ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ

تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے اس قرآن میں جس کو اس نے نازل کیا ہے

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدْرِ إِنَّكُمْ

تمہاری عظمت و شان کے لیے یہی بات کافی ہے

مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لِأَصْلَوَاتِهِ

کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز نہیں

(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝

حُبِّ اَهْلِ بَيْتِ

شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے تمام عزیز و اقارب اور احباب سے زیادہ لازم کی ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

میرے جیب فرما دیجئے کہ اے لوگو!
تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے
بھائی، تمہاری عورتیں، تمہارا کنبہ تمہاری کمانی
کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا
تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کے مکان
ان میں سے کوئی چیز سبھی اگر تمہیں اللہ اور
اس کے رسول، اور اس کی راہ میں جہاد
کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو

قُلْ اِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ
وَابْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَاَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ
تَرْضَوْنََهَا احْبَبْ اِلَيْكُمْ
مِنْ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ
فِي سَبِيْلِهِ فَتَرَ لَكُمْ حَتٰى

يَا أَيُّهَا اللَّهُ يَا مُرِيدَ اللَّهِ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ
فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

مَا كَانَتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ
وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ
أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ
وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ (قرآن کریم)

مدینے والوں اور ان کے گرد دیہات
والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے پیچھے بیٹھے رہیں اور نہ یہ کہ
ان کی جان سے اپنی جان کو پیاری سمجھیں

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ و اولاد، عزیز و اقارب، دوست و احباب
مال و دولت، مسکن و وطن اور خود اپنی جان کی محبت سے زیادہ ضروری و لازم ہے۔
اور اگر ماں باپ یا اولاد، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت
و محبت نہ رکھتے ہوں تو ان سے دوستی و محبت رکھنا جائز نہیں۔ قرآن پاک میں
اس مضمون کی متعدد آیتیں ہیں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ ایمان و نجات کا دار و مدار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت پر ہے تو جس مومن کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی اس
کے دل میں ہر اس چیز کی محبت ہوگی جس کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ یہ ایک
قدرتی بات ہے کہ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے محبت و تعلق رکھنے
والی تمام چیزیں اس کو محبوب ہو جاتی ہیں۔ لہذا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبت رکھنے والے آپ کی اولاد، آپ کے اصحاب، آپ کے ارشادات و
انفال اور آپ کے وطن مبارک اور ہر اس چیز کو جس کا روحانی یا جسمانی آپ سے

تعلق ہے جان و دل سے محبوب رکھتے ہیں، کیونکہ ان کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے تو گویا ان کی محبت عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی، اور جو بدبخت ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بعض وعداوت رکھے، یا ان کی توہین و بے ادبی کرے وہ ایمان سے محروم اور دشمن خدا و رسول ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسوں کی مجلس میں نہ جائیں بلکہ ان کے پاس تک بھی نہ بیٹھیں۔ آدمی اپنے اور اپنے باپ کے دشمن کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اور خوشی سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا، تو دشمنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمنان اہلبیت و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسے گوارا کر سکتا ہے؟

خوب یاد رکھو! اہلبیت کرام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت عین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اور ان کی عداوت عین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت ہے۔ اس لئے مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے دل میں دونوں کی محبت رکھے عہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلبیت کرام کے حق میں فرمایا:

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي مَثَلُ سَفِينَةِ
نُوحٍ مَنْ رَكِبَ فِيهَا نَجَا
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ
کہ میرے اہل بیت کی مثال، نوح
د علیہ السلام، کی کشتی کی طرح
ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے

نجات پائی اور جو باہر رہا وہ غرق ہوا ہے

عہ صحابہ کرام خصوصاً فضائل خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے متعلق مولفہ کا رسالہ نجوم اہلبیت ضرور پڑھیں ۱۲

اے غرقہ گناہ زطوفانِ غم مسترس
کشتی نوح عصمتِ آلِ محمد است

اور صحابہ کرام کی شان میں فرمایا۔

اَصْحَابِي كَالنَّجْمِ قَبَائِلِهِمْ
اَقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تو تم ان
میں سے جسکی اقتدا کرو گے راہِ ہدایت پاؤ گے

دیکھئے ایک حدیث میں اہل بیت کرام کو کشتی کی مثل اور دوسری میں صحابہ

کرام کو ستاروں کی مثل فرمایا پس دریائے ایمان و عرفان بغیر رہنمائی نجوم طے نہیں
ہو سکتا، کیونکہ شب تیرہ میں بے ہدایت انجم کشتی میں سوار ہونے والے منزل مقصود کو نہیں
پہنچ سکتے۔ پارہی لگے ہیں جنھوں نے کشتی میں سوار ہونے کا شرف حاصل کیا اور

اور ستاروں کو اپنا رہنما بنایا یعنی دونوں کو حصولِ نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا
نہ ان میں سے کوئی پار لگا جنھوں نے صرف ستاروں کو رہنما بنایا اور کشتی میں سوار
نہ ہوئے اور نہ ان میں سے کوئی پار لگا جو صرف کشتی میں سوار ہوئے اور ستاروں
کی رہنمائی حاصل نہ کی یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی ولی کامل خارجیوں میں ہوا اور نہ رافضیوں
میں، یہ شرف و کمال صرف اہل سنت و جماعت ہی کا حقہ ہے۔

اہل سنت کا ہے یہ پیرا پار اصحابِ حضور

نجم ہیں، اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

کیونکہ اہل سنت کشتیِ محبت اہل بیت نبوت میں سوار ہو کر اور ستارہ محبت اصحاب
نبوت سے روشنی حاصل کرتے ہوئے منزل مقصود کو پارہے ہیں۔

الحمد لله رب العالمين

جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ اہل بیت نبوت کی محبت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مخلوق پر فرض ہے اہل بیت نبوت کی محبت بھی فرض ہونے لگا۔ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ترغیب و تحریر فرمائیں تو معلوم ہوا کہ اہل بیت نبوت کی محبت رایہ ایمان اور رضائے خدا اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب!

لَا تَلَّا سَأَلَكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا
لَا السَّوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى
رَقْرَانِ كَرِيمٍ

فرمادیکھے کہ اے لوگو! میں تم سے اس ردایت
و تبلیغ کے بدلے کچھ اجرت وغیرہ نہیں مانگتا
سوائے قرابت کی محبت کے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ قَرَأْتُكَ هُوَ لِي
الَّذِينَ وَجِبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ
قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَوَلَدَاهُمَا
دَرْقَانِي عَلَى الْمَوَاهِبِ ص ۲۰۰ درمنثور
ص ۱۶۸ صواعق محرقہ ص ۱۶۸

یا رسول اللہ! آپ کے قریبی لوگ
کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب
کی گئی ہے؟ فرمایا علی و
فاطمہ اور ان کے دونوں
بیٹے!

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ
لَمْ يَعْرِفَنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ
جِدِّ مَجْهِي پھیانتا ہے وہ تو مجھے پہچانتا
ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے

کہ میں حسن ہوں فرزند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پھر یہ آیت
تلاوت فرمائی وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ
آبَائِي إِبْرَاهِيمَ آخر تک پھر
فرمایا میں بشیر و نذیر کا فرزند
ہوں اور میں اہل بیت
نبوت سے ہوں جن کی
محبت و دوستی اللہ عزوجل
نے تم پر فرض فرمائی
ہے اور اس بارے میں اس نے
اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ تَلَا وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ
آبَائِي إِبْرَاهِيمَ الْآيَةَ ثُمَّ قَالَ
أَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ أَنَا ابْنُ النَّذِيرِ
ثُمَّ قَالَ وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ
الَّذِينَ افْتَرَضَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ
مَوَدَّتَهُمْ وَمَوَالِيَهُمْ فَقَالَ
فِي مَا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي
الْقُرْبَى

علیہ وسلم پر یہ آیت قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا نازل فرمائی ہے

(الصواعق المحرقة ص ۱۶۸)

حضرت ابو دیم فرماتے ہیں کہ جب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اسیری

کی حالت میں دمشق لاکر ایک جگہ کھڑا کیا گیا تو ایک شامی ظالم نے آپ سے کہا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَتَلَكُمْ وَ
وَأَسْتَأْصَلُكُمْ وَقَطَعَ قَرْنَ
الْفِتْنَةِ فَقَالَ لَهُ مَا قَرَأْتَ
قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا

خدا کا شکر ہے جس نے تمہارا
خاتمہ کیا اور تمہاری جڑوں
کو کاٹا اور فتنہ گردوں کو
مٹایا (معاذ اللہ) آپ نے

إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ قَالَ وَ
أَنْتُمْ لَهُمْ؛ قَالَ نَعَمْ!

(صواعق محرقة ص ۶۱ اور منشور ص ۶۱)

اس سے فرمایا کیا تو نے قرآن میں یہ
آیت نہیں پڑھی: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ
عليه اجر الا المودة في القربى!

اس نے کہا کیا وہ تم ہو؟ فرمایا ہاں بلاشبہ

شیخ جلیل حضرت شمس الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

رَأَيْتُ وِلَادَتِي آلَ طَهٍ فَرِيضَةً
عَلَى رَعْمِ أَهْلِ الْبُعْدِ يُورِثُنِي الْقُرْبَىٰ

آل طہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت و محبت کو فرض سمجھتا ہوں جو مجھے

ان کے قرب کی دولت سے نوازے گی بخلاف ان کے دشمنوں کے جو ان سے دور رہیں گے۔

فَمَا طَلَبَ الْمُنْعَوَاتِ اجْرًا سَلَى الْفُلْدَى
بِتَبْلِيغِهِ إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت و ہدایت پر معاوضہ طلب نہیں

کیا سوائے اہل قرابت کی محبت کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: لوگو! خدا تعالیٰ سے محبت رکھو کیونکہ وہ (تمہارا رب ہے اور) تمہیں نعمتیں عطا

فرمایا ہے۔ وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي (ترمذی و

مشکوٰۃ ص ۵۳) اور مجھے محبوب رکھو اللہ کی محبت کی وجہ سے، اور میرے اہل

بیت کو محبوب رکھو۔ میری محبت کی وجہ سے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَدْيَيْنِ أَبِيهَا
وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي
يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی)

جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں

(حسین) اور ان کے باپ (علی) اور ان

کی ماں (فاطمہ) کو محبوب رکھا۔

وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي

(ابن ماجہ ص ۶۴، المستدرک ص ۱۶۶)

جس نے حسن و حسین کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور

جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے حسن و حسین دونوں میرے بیٹے ہیں۔

مَنْ أَحَبَّ لَهَا أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهَا
أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَبْغَضَ لَهَا
أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَبْغَضَ لَهَا

جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس

نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو

محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور

جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت

میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے

بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس

نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔

(المستدرک حاکم ص ۱۶۶)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن و حسین دونوں کو لئے ہوئے فرما رہے تھے۔

هَذَا ابْنُ ابْنَيْ وَ ابْنَا ابْنَتِي
اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَاجِبْهُمَا
وَ أُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُمَا

(ترمذی باب المناقب) یہ دونوں میرے، اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں پس تو بھی ان کو محبوب رکھ اور اس کو بھی محبوب رکھ جو ان کو محبوب رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیکھا کہ وہ اپنی انگلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں ڈالتے تھے۔ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ لِسَانَهُ فِي فَمِهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَاجِبْهُ
(المستدرک حاکم ص ۱۶۹)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے اے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ!

حضرت برابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کو دیکھا تو فرمایا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَاجِبْهُمَا
دترمذی شریف) اے اللہ میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں پس تو بھی ان دونوں کو محبوب رکھ!

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں
جس نے حسین کو محبوب رکھا اس نے اللہ
کو محبوب رکھا۔

حُسَيْنٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْ حُسَيْنٍ
أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا
رتومذی شریف

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

معرفت آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام
کی دوزخ سے نجات کا باعث ہے اور محبت
رکھنا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پل صراط پر
سے گزرنے کی سند ہے، اور ولایت آل محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی امان ہے عذاب ہے۔

مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ حُبُّ آلِ
مُحَمَّدٍ جَوَازٌ عَلَى بَصْرَاطٍ وَ الْوَلَايَةُ
لِآلِ مُحَمَّدٍ أَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ
شفاشریف ص ۳۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

علی ابن ابی طالب کی محبت گناہوں کو
اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

حُبُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ تَأْكُلُ الذَّنُوبَ
كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

(نزہۃ المجالس ص ۶۱، الرياض النضرہ ص ۲۸۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کی

روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ اپنی اونٹنی قصو پر سوار تھے اور فرما رہے تھے

اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان وہ چیز
چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو مہنبوطی سے پکڑے
رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، وہ چیز اللہ کی
کتاب اور میری عترت اہل بیت ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ
مَا أَن أَخَذْتُ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا
كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي أَهْلَ بَيْتِي
رتومذی، مشکوٰۃ ص ۵۶۵

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبَغِضُنَا هَلْ
الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں

میری جان ہے جس کسی نے بھی ہمارے اہل بیت

سے بغض رکھا، اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔

(مسندك حاكم ص ۱۵)

(ذرقانی علی المواہب ص ۲ الصواعق المحرقة ص ۱۴)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ اہل بیت نبوت کی عقیدت و محبت سرمایہ

ایمان اور ذریعہ نجات ہے اور ان سے بغض و عداوت بے ایمانی اور سبب

ہلاکت ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةٌ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ

کو اپنے اقربا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي (بخاری)

کے اقربا محبوب تر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر

خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، جو ابھی بچے ہی تھے

تشریف لائے اور فرمایا، اترو میرے نانا کے ممبر سے۔

فَقَالَ صَدَقْتُ وَاللَّهِ إِنَّهُ لِمَجْلِسُ

حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تم نے سچ کہا

خدا کی قسم بلاشبہ یہ تمہارے جد امجد کا

أَبِيكَ ثُمَّ أَخَذَهُ وَأَجْلَسَهُ فِي

ممبر ہے، پھر آپ نے ان کو پیار سے اٹھا کر

حَجْرَةٍ وَبَكَى فَقَالَ عَلِيُّ أَمَا وَاللَّهِ

گود میں بیٹھا لیا اور روپڑے۔ حضرت علی نے

مَا كَانَ عَنْ دَائِي فَقَالَ صَدَقْتَ

کہا خدا کی قسم اس نے میرے کہنے سے یہ نہیں کیا۔ حضرت

وَاللَّهُ مَا اتَّهَمْتُكَ

ابوبکر نے فرمایا آپ سچے ہیں مجھے آپ پر کوئی بدگمانی نہیں ہے

(الصواعق المحرقة ص ۱۴۵)

اور اسی کی مثل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی منقول ہے (اصحابہ فی معرفت الصحابہ،

الریاض النضرہ ص ۲۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ

عنه کے عہد خلافت میں جب شہر مدائن فتح ہوا، تو حضرت عمر نے مسجد نبوی میں فرش

چرمی بچھا کر اس پر مال غنیمت جمع کیا۔ سب سے پہلے حضرت امام حسن تشریف

لائے اور فرمایا اے امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے، ہمیں

عطا کرو!

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچوں کا قاعدہ

ہے کہ جب کسی کو اپنے بڑے کے مقام پر بیٹھے ہوئے، یا اس کا کپڑا پہنے ہوئے، یا اس کی

کسی چیز کو استعمال کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہاں سے اٹھو! یا یہ کپڑا

اتار دو کہ یہ ہمارا ہے۔ پس ان کی ایسی باتیں قابل استدلال نہیں ہوتیں۔ اس میں شک نہیں

کہ انہما نے کرام دائمہ عظام کمالات نفسانی اور مراتب ایمانی میں تمام خلق سے ممتاز ہوتے

ہیں لیکن احکام بشریہ اور خواص لڑکپن ان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے مقتدر ہونے

کے لئے حد کمال عقل پر پہنچنا ضروری قرار دیا گیا ہے (تحفہ اشاعتیہ)

آپ نے فرمایا **بِالْبَزْكَتِ وَالْكِرَامَةِ** اور ایک ہزار درہم نذر کئے۔ ان کے جانے کے فوراً بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ان کو بھی ہزار درہم دیے۔ پھر ان کے جانے کے فوراً بعد آپ کے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو پانچ سو درہم دیے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا، یا امیر المؤمنین میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جوان تھا، اور آپ کے حضور جہاد کرتا تھا، اور حسین اس وقت بچے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار ہزار اور مجھے پانچ سو درہم دیے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا پیسہ وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کرو جو حسین کو ہے۔ پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا، ان کے باپ علی مرتضیٰ، ماں فاطمہ الزہراء، نانا رسول خدا، نانی خدیجہ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، بھوپھی ام ہانی ماموں ابراہیم بن رسول اللہ، خالہ رقیہ، ام کلثوم، دختران پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ اس واقعہ کی خبر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو پہنچی، انہوں نے فرمایا میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔ ان کے اس فرمانے کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی۔ آپ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت علی کے دروازہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت علی باہر تشریف لائے جنت عمر نے کہا اے علی تم نے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ”چراغ اہل جنت“ فرمایا ہے، حضرت علی نے فرمایا ہاں میں نے آپ سے سنا ہے حضرت

حضرت عمر نے کہا اے علی یہ حدیث آپ اپنے ہاتھوں سے لکھ کر مجھے دیجئے
حضرت علی نے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ شریف کے بعد لکھا کہ

یہ وہ بات ہے جس کے صائم ہوئے
علی بن ابی طالب واسطے عمر بن خطاب کے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان
سے جبریل نے، ان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے
کہ عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔

هَذَا مَا خَمَّنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
عَنْ جِبْرِيلَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى
أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجٌ
أَهْلُ الْجَنَّةِ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کالکھا ہوا فرمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا
اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل و تکفین یہ کاغذ
میرے کفن میں رکھ دینا۔ جب آپ شہید ہوئے تو وہ کاغذ حسب وصیت آپ
کے کفن میں رکھ دیا گیا۔

(فصل الخطاب، الرياض النظرۃ ص ۲۸۲، اذالۃ الخفا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حضرت
علی مرتضیٰ کی خدمت کر رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

انسوس تجھ پر کیا تو (حضرت) علی کو نہیں پہچانتا
کہ وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے
بھتیجے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کبیرت اشارہ
کر کے فرمایا۔ خدا کی قسم تو نے حضرت علی کی خدمت کر
کے انکو ایذا پہنچائی ہے جو اس قبر میں آرام فرما ہیں۔

وَيَعَاكَ أَلْعَرُفَ عَلِيًّا هَذَا بِنُ عَمِّهِ
وَأَشَادَ إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاللَّهُ مَا أَدَيْتَ إِلَّا هَذَا فِي قَبْرِهِ

صواعق محرقہ ص ۱۴۵

رد قافی ص ۱۴۱

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قحط سالی کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ان کے وسیلہ سے بارش کی دعا فرماتے اور یوں کہتے۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ
بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقَوْا
(بخاری، مشکوٰۃ ص ۱۲۳)

اے اللہ تیری بارگاہ میں ہم اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلہ سے بارش
مانگتے ہیں تو فوراً بارش ہو جاتی۔

ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کے دروازہ پر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر دروازہ پر کھڑے ہوئے حاضر ہونے کا اذن مانگ رہے ہیں اور اتفاق سے ان کو حاضر ہونے کی اجازت نہ ملی حضرت حسن رضی اللہ عنہ یہ خیال کر کے کہ جب انہوں نے اپنے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی، تو مجھے کب دیں گے؟ واپس آگئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس خیال سے واپس چلے گئے ہیں، تو آپ فوراً ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھے تمہارے تشریف لانے کی اطلاع نہ تھی حضرت حسن نے فرمایا کہ میں اس خیال سے واپس آ گیا کہ جب آپ نے اپنے بیٹے کو اجازت نہیں دی تو مجھے کب دیں گے؟ فرمایا کہ۔

أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنْهُ وَهَلْ أَنْبَتِ
الشَّعْرَ فِي الرَّأْسِ بَعْدَ اللَّهِ
إِلَّا أَنْتُمْ (الصواعق المحرقة ص ۱۷۱)

تم اس سے زیادہ مستحق اذن ہو اور یہ بال
سر پر اللہ تعالیٰ کے بعد کس نے اگائے سوا
تمہارے یعنی تمہاری بدولت راہِ راست پائی
اور تمہاری برکت سے اس مرتبہ کو پہنچے

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا

إِذَا جِئْتَ فَلَا تَسْأَلُنْ (صوتی محرمہ ص ۱۷۱) آپ جب تشریف لایا کریں تو بغیر اجازت آجایا کریں

ان روایات سے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا اہل بیت کی توقیر کرنا، اور ان کا محب ہونا، روز روشن کی طرح واضح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں پاؤں سے اپنے کپڑے کے کونے پر خاک جھاڑی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو ہریرہ کیا کرتے ہو؟ ابو ہریرہ نے عرض کیا حضور مجھے معاف رکھیے! واللہ جتنے آپ کے مراتب میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔ (انہار السعادت)

مدینہ منورہ میں ام خالد حسن و جمال میں ایک مشہور نوجوان عورت تھی جس کا نکاح پہلے عبداللہ بن عامر کے ساتھ ہوا تھا، مگر اس نے طلاق دیدی تھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نیرید کی منگنی کا پیغام دے کر بھیجا حضرت ابو ہریرہ شام سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے سب سے پہلے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۃ النور پر حاضر ہوئے وہاں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی آپ نے مدینہ منورہ آنے کا سبب دریافت فرمایا حضرت ابو ہریرہ نے ساری کیفیت بیان فرمائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ام خالد کو ہماری طرف سے بھی پیام نکاح دینا عرض کیا بہت اچھا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ کی حضرت حسین، عباس بن علی عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن مطیع بن اسود رضی اللہ عنہم سے

ملاقات ہوئی، انہوں نے بھی اپنی اپنی منگنی کا پیام دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت سے جا کر ملے اور اپنے آنے کا مقصد بیان کر کے ان تمام حضرات کا بھی پیام دیا۔ ام خالد نے کہا کہ اب میرا ارادہ نکاح کرنے کا نہیں ہے میں چاہتی ہوں کہ بیت اللہ میں مجاور بن کر اللہ کی یاد میں زندگی بسر کروں! آگے جو تمہارا مشورہ ہو بہ آپ نے فرمایا جو انی کی عمر میں بے شوشہ کے رہنا خلاف مصلحت ہے۔ ام خالد نے کہا۔

پھر تم ہی مشورہ دو کہ ان حضرات میں سے کس کے ساتھ نکاح کرو؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا۔ اس معاملے میں تم خود ہی بہتر سمجھ سکتی ہو! اس نے کہا میں بغیر تمہارے مشورے کے کسی کے ساتھ نہ کروں گی۔ فرمایا! اگر تجھ کو میرے مشورہ پر اصرار ہے تو میں سبط رسول اور قرۃ العین بتول کے برابر کسی کو نہیں جانتا۔

اے ناقص العقل! مال دنیا نظر میں نہ لا، اور مصاہرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غنیمت جان! اور سرداران جنت میں سے ایک کے ساتھ نکاح کر کے دونوں جہان میں سرفرازی حاصل کر! ام خالد نے مان لیا اور کہا بہتر ہے حضرت حسن خیر کردو کہ میں ان کے ساتھ نکاح کروں گی۔ حضرت ابو ہریرہ نے اطلاع کی اور اسی روز نکاح ہو گیا۔ ان واقعات کی حضرت امیر معاویہ کو اطلاع ہو گئی۔ حضرت ابو ہریرہ جب واپس حضرت امیر معاویہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا ہم نے تمہیں منگنی کا پیغام دے کر بھیجا تھا، مگر تم نے وہاں پہنچ کر کیا کیا؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا، ام خالد نے مجھ سے مشورہ طلب کیا تھا،

سو میں نے اس کے حق میں جو نیک اور بہتر بات تھی وہ بتا دی۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ نے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے ایسے محنت کرنے والے بھی ہیں جن کی محنت کا بھل گھر بٹھینے والوں کو بے محنت ملتا ہے۔ (الموافقة لابن السمان، تحفة اثناعشریہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے، لوگوں نے ان سے کہا آپ عمر میں ان سے بڑے ہیں اور ان کی رکاب پکڑے ہوئے ہیں بہ فرمایا حسین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں تو کیا ان کی رکاب پکڑنا میرے لئے سعادت نہیں ہے؟ (تسويد القوس للشیخ ابن حجر)

حضرت عبداللہ بن حضرت حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے پاس کسی ضرورت کی وجہ سے گیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔

اِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَأَرْسِلْ إِلَى
أَوْ كَتَبْ فَإِنِّي أَسْتَجِبُ مِنَ اللَّهِ
أَنْ يَدَاكَ عَلَى بَابِي
آپ کو جب کوئی حاجت ہو تو کسی کو بھیج
دیا کریں یا لکھ دیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے
شرم آتی ہے آپ کسی ضرورت کے واسطے میرے
دروازہ پر آیا کریں۔

(الصواعق المحرقة ص ۱۷۸، شفا شریف ص ۳۹)

مورخین لکھتے ہیں کہ جب ہشام بن عبدالملک حج کو گیا، تو طواف کرتے ہوئے حجر اسود کو چومنے کی بہت کوشش کی مگر کثرت ہجوم کی وجہ سے حجر اسود کو چومنے میں

کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک منبر اس کے لئے رکھا گیا۔ اور وہ اس کے اوپر بیٹھ کر لوگوں کے طواف کرنے اور حجر اسود کو چومنے کا نظارہ کرنے لگا۔ اس وقت اس کے ساتھ اہل شام کی ایک جماعت تھی۔ اسی اثنا میں اچانک حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور طواف کرنے لگ گئے۔ جب حجر اسود کی طرف چلے تو لوگ فوراً خود بخود ہٹ گئے۔ اور حضرت امام زین العابدین کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ امام عباسی مقام نے بہ آسانی حجر کو بوسہ دیا یہ دیکھ کر ایک شامی نے کہا یہ کون ہے؟ جس سے اس قدر سبیت میں آگئے ہیں؟ شام نے کہا میں تو اسے نہیں پہچانتا اور یہ اس نے اس ڈر سے کہا تھا کہ کہیں اہل شام آپ کے معتقد نہ ہو جائیں، اس وقت وہاں ابو فراس فرزدق شاعر بھی موجود تھا، کہنے لگا خدا کی قسم میں ان کو جانتا ہوں۔ شامیوں نے کہا اے ابافر اس! یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا ہے

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطَائِفُهُ
وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یہ وہ ہے جس کو سرزمین مکہ و طائف اور بیت اللہ کے حل و حرم اس کے علم و مرتبت کی وجہ سے خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔

هَذَا ابْنُ خَيْرٍ عِبَادِ اللَّهِ كَلِمِهِمْ
لَهَذَا التَّقِيُّ التَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْحَلَمُ

یہ اس کا فرزند ہے جو اللہ کے تمام بندوں سے بہتر ہے۔ یہ خدا ترس پاک و صاف اور نہایت بر و بار ہے۔

هَذَا ابْنُ فَاطِمَةَ إِنْ كُنْتَ جَاهِلَهُ
بِحَدِّهِ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ قَدْ خَتَمُوا

یہ فرزند ہے فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا، اگر تو نہیں جانتا ہے تو جان لے، اور اسی کے خدام
خاتم النبیین ہیں۔

اللَّهُ شَرَّفَهُ قَدَمًا وَعَظَّمَهُ
جَرَى بِدَايِكَ لَهُ فِي لَوْحِهِ الْقَلَمُ

اللہ نے ازل سے ہی ابن کو شرف و کمال بخشا اور بزرگ بنایا ہے اور اس بات میں ان کے
لئے لوح محفوظ میں قلم چل چکا ہے۔

إِذَا رَأَتْهُ قُرَيْشٌ قَالَ قَائِلُهَا
إِلْحِ مَكَارِمٍ هَذَا يَنْتَهِي الْكِرْمُ

جب قریش ان کو دیکھتے ہیں تو کہتا ہے ان کا کہنے والا کہ انہیں کے اخلاق حسنہ اور جو دو کرم پر انتہا

عَمَّ الْبَرِّيَّةُ بِالْإِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ
عَنْهُ الْعِنَايَةُ وَالْإِمْلاقُ وَالظُّلْمُ

یہ ان میں سے ایک ہیں جن کا ساری مخلوق پر احسان عظیم ہے اور انہیں کے سبب رنج
افلاس اور ظلم دور ہوا ہے۔

لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادُ بَعْدَايَتِهِمْ
وَلَا يَدَانِيهِمْ قَوْمٌ وَإِنْ كَرُمُ

کوئی بڑے سے بڑا سخی بھی استطاعت نہیں رکھتا کہ ان کی سخاوت کی انتہا کو پہنچ سکے اور

نہ کوئی قوم، اگرچہ وہ کتنی ہی بخشش کرنے والی ہو۔

59708

كَلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثُ عَمَّةٍ نَفَعُهَا
تَسْتَوِي كِفَانٍ وَلَا يَعْرِ وَهَمَا الْعَدَمُ

ان کے دونوں ہاتھ سخاوت کی بارش، محتاج کے مددگار ہیں جن کا فیض عام ہے۔ ہمیشہ
برستے رہتے ہیں، اور نہ ہونا، کبھی ان کے پیش ہی نہیں آیا۔

مَا قَالَ لَاقِطًا إِلَّا فِي تَشَهُّدِهِ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَأُمَّةٍ نَعَمٌ

انہوں نے کبھی لا (نہیں) تو کہا ہی نہیں بجز تشہد کے کہ نفی شریک باری تعالیٰ ہے، اور اگر
تشہد میں لانا ہوتا تو اس کا وہ لا بھی نعمت رہا ہی ہوتا۔

يَنْهَى إِلَى ذُرْوَةِ الْعِزِّ الَّذِي قَصُرَتْ
عَنْ نَيْلِهِ عَرَبُ الْإِسْلَامِ وَالْعَجَمُ

یہ وہ ہیں جنہوں نے عروج کیا ہے عزت کی ایسی بلندیوں پر کہ وہاں تک پہنچنے سے تمام
عرب و عجم کے لوگ قاصر ہیں۔

يَنْشُقُّ نُورَ الْهُدَى مِنْ نُورِ غُرَّتِهِ
كَالشَّمْسِ يَنْجَابُ عَنْ إِشْرَاقِهَا الظُّلْمُ

اس کی پیشانی کے نور سے ہدایت کا نور ٹپکتا ہے جس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے جس طرح
آفتاب کے طلوع ہونے سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔

مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ شُعْبَةٌ
طَابَتْ عَنَّا صِرَاةُ الْخَيْمَةِ وَالشَّيْمُ

اس کی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مشتق ہے اس لئے اس کی اصل،

اس کی عادتیں اور خصلتیں نہایت پاکیزہ اور عمدہ ہیں۔

سَهْلُ الْخَلِيقَةِ لَا تَخْشَى بَوَادِرَهُ
يَزِينُ اثْنَانِ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالشِّيمُ

یہ ایسا نرم خو ہے کہ اس کے غضبناک ہونے کا خوف نہیں، اس کو دو چیزوں حسن خلق اور مکارم اخلاق نے زینت دی ہے۔

يَغْضِي حَيَاءً وَبَغْضِي مِنْ مَهَابَةٍ
فَمَا يُكَلِّمُ إِلَّا حِينَ يَتَبَسَّمُ

یہ تو حیا سے نگاہ نیچی رکھتا ہے اور لوگوں کی نگاہیں اس کی ہیبت سے جھک جاتی ہیں اور کوئی اس سے کلام نہیں کر سکتا (بوجہ ہیبت کے) مگر جب کہ یہ تبسم فرمائے۔

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِينٌ وَبَغْضُهُمْ
كُفْرٌ وَقُرْبُهُمْ مَنَعٌ وَمَعْتَصِمٌ

یہ اس پاکیزہ گروہ کا ایک فرد ہے جن کی محبت دین، اور جن کا بغض کفر، اور جن کا قرب نجات اور پناہ ہیں آتا ہے۔

إِنَّ عُدَّةَ أَهْلِ التَّقَى كَأَنُورِ الْيَتِيمِ
أَوْ قَيْدٍ مِّنْ خَيْرِ أَهْلِ الْأَرْضِ قَبْلَهُمْ

اگر متقی لوگوں کا شمار کیا جائے، تو ان سب کے امام پیشوا یہی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ تمام روئے زمین پر سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا جائے گا کہ یہی لوگ ہیں۔

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ ذِكْرَهُمْ
فِي كَلِّ بَدِءٍ مَخْتُومٍ بِهِ الْكَلِمُ

اللہ سے ذکر کے بعد ان مقدس لوگوں کا ذکر مقدم ہے، ہر کلام کی ابتدا اور انتہا میں

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هَذَا بِصَاثِرَةٍ
الْعَرَبُ تَعْرِفُ مَنْ أَنْكَرَتْ وَالْعَجَمُ

تو تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے؟ اس کو ضرر پہنچانے والا نہیں، کیونکہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اس کو عرب بھی جانتے ہیں اور عجم بھی۔

مَنْ يَعْرِفُ اللَّهَ يَعْرِفُ أَوْلِيَّتَهُ
فَالدِّينُ مِنْ بَيْتِ هَذَا أَنَا لَهُ الْأَمَمُ

جو اللہ کو جانتا ہے، وہ ان کی بزرگی بھی جانتا ہے۔ دین حق انہیں کے گھر سے تمام جہان کو نصیب ہوا۔

أُمِّي الْخَلَاءِيقِ لَيْسَ فِي سِرِّ قَابِئِهِمْ
لَا فُؤَادِيَّةٍ هَذَا أَوْلَاهُ نِعَمٌ

مخلوقات میں سے کون لوگ ہیں جن کی گردن میں اس کے اور اس کے ہنرگوں کے احسانات و انعامات کے ہار نہ ہوں۔

جب ہشام نے یہ سب کچھ سنا تو اس نے غضب ناک ہو کر فرزدوق کے قید کرنے کا حکم دیا چنانچہ عسفان (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک کنواں ہے) میں فرزدوق کو قید کر دیا گیا حضرت انا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشفقت و محبت بارہ ہزار درہم فرزدوق کو بھیجے، تو اس نے یہ کہہ کر واپس کر دئے کہ میں نے آپ

کی تعریف اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے اور اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے کی ہے نہ کہ بامید عطا و النعماء، انا عالمی قائم نے فرمایا فرزوق کو کہو کہ اگر تو ہم اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے، تو اس کو واپس نہ کر بلکہ رکھ لے کیونکہ ہم اہل بیت نبوت، جب کسی کو کوئی چیز بخش دیتے ہیں، تو اس کو ہرگز واپس نہیں لیتے چنانچہ فرزوق نے وہ درہم قبول کر لئے

(حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ص ۱۳۹ الصواعق المحرقة ص ۱۹۸)

شیخ ابو سعید مادری نے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھا ہے کہ آپ تعظیم و توقیر اور احترام سادات میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے چنانچہ ایک دن مجلس واحد میں چند بار تعظیماً کھڑے ہوئے اور سبب اس کا ظاہر نہ ہوا اہل مجلس نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ان لڑکوں میں ایک لڑکا سید ہے جب اس کو دیکھتا ہوں تعظیم کو اٹھتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ جو صحبت و تلمذ اور علم اور طریقہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو حضرات ائمہ اہل بیت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور زید بن علی بن حسین سے حاصل ہے وہ بیان سے مستغنی ہے اور امام ابو حنیفہ کے والد حضرت ثابت اپنے باپ کے ساتھ بچپن میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کو گئے تھے تو حضرت نے ان کے حق میں دعا بربرکت اولاد فرمائی تھی، بموجب اس دعا کے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ علیہ پیدا ہوئے (تحفہ اشعار شریف)

عہ اگرچہ یہ روایت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق ہے اور انکے ذکر مبارک میں آتی چاہیے تھی مگر چونکہ فرزوق کے اشعار میں جب اہلبیت کا ذکر ہے لہذا اس باب میں ذکر کی گئی۔

امام الائمہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۷

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ

فَوْضٌ مِنَ اللَّهِ فِي قُرْآنِ أَنْزَلَهُ

اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت رکھنا اللہ نے قرآن میں جس کو اس نے اتارا ہے قرض قرار دیا ہے۔

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدْرِ بِكُمْ

مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ

تمہاری عظمت و شان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں نیر فرماتے ہیں ۸

إِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلَيَّا فَاِنَّا

رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيلِ عِنْدَ ذِي الْجَهْلِ

جب ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بیان کیا تو بیشک ہم بہ سبب بیان تفصیل کے جاہلوں کے نزدیک رافضی ہو گئے۔

وَفَضْلُ أَبِي بَكْرٍ إِذَا مَا ذَكَرْتَهُ

رُهِيتُ بِنَضِيبٍ عِنْدَ ذِكْرِي لِلْفَضْلِ

اور جس وقت ہم فضائل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تو اس وقت ہم پر نا صبی ہونے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

قَالُوا تَرَفُّضْتُ قُلْتُ كَلَّا

مَا الرِّفْضُ دِينِي وَلَا اِعْتِقَادِي

جن جاہلوں نے مجھ کو کہا کہ تو رافضی ہو گیا ہے تو میں نے جواب دیا کہ حاشا میرا دین اور میرا اعتقاد رافضیوں کا سا نہیں ہے۔

لَكِنْ تَوَلَّيْتُ غَيْرَ شَيْءٍ
خَيْرٍ اِمَامٍ وَخَيْرِ هَادِي

لیکن اس میں شک نہیں کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی کے ساتھ دوستی و محبت رکھتا ہوں۔

اِنْ كَانَتْ بِرَفِضًا حُبُّ اَلْحَسَنِ
فَلَيْشْهَدِ الشُّقْلَانِ اَنِّي رَافِضِي

اگر آل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی کا نام رافض ہے تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ بیشک میں رافضی ہوں (سیرت الشافعی ص ۲۲)

ف:۔ حب آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رافض نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں۔ جب آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو عین ایمان ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ بلکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تبرک کرنا رافضی و گمراہی اور بے دینی ہے۔

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

حضرت ابوالحسن بن جبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اَحِبُّ لِنَبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ وَابْنِ عَمِّهِ
عَلِيًّا وَسِبْطِيهِ وَفَاتِمَةَ الزُّهْرٰ

میں محبوب رکھتا ہوں نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور انکی اولاد

اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم کو۔

هَمْ أَهْلُ بَيْتِ أَذْهَبِ الرَّجْسِ عَنْهُمْ

وَاطْلَعَهُمْ أَفُقَ الْهِدَايَةِ أَنْجُمًا زَهْرًا

یہی اہلبیت ہیں جن سے ہر قسم کی ناپاکی دور کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان ہدایت پر روشن ستارے بنا کر چمکایا ہے۔

وَتَمَوَّالَاتُهُمْ فَرَضٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

وَحُبُّهُمْ اسْنَى الدُّخَائِرِ الْاُخْرَى

ان کی محبت فرض ہے ہر مسلمان پر، اور ان کی محبت بہترین اور بلندترین ذخیرہ ہے۔ آخرت کے لئے۔

وَمَا أَنَا لِلصَّحْبِ الْكِرَامِ بِبُغْضٍ

فَإِنِّي أَسْرَى الْبُغْضَاءِ فِي حَقِّهِمْ كُفْرًا

اور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والا نہیں ہوں۔ کیونکہ میں ان سے بغض رکھنا کفر سمجھتا ہوں۔

هَمْ جَاهِدُ وَآفِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ

وَهُمْ نَصْرُ وَادِينِ الْهُدَى بِالطَّبَائِصِ

انہوں نے اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کیا جیسا کہ اس کا حق تھا اور انہوں نے دین ہدایت کی ایسی مدد کی جیسا کہ اس کا حق تھا۔

عَلَيْهِمْ سَلَامُ اللَّهِ مَا ذَكَرَهُمْ

لَدَى الْمَلَأِءِ الْعُلَى وَآكْرَمِيهِ ذِكْرًا

(نور الابصار ص ۱۲)

ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو جب تک ان کا ذکر ملاً اعلیٰ میں ہوتا رہے اور یہ ذکر کس قدر مکرم و معظم ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فَلَا تَعْدِلْ بِأَهْلِ الْبَيْتِ خَلْقًا

فَأَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ أَهْلُ السِّيَادَةِ

کہ اہل بیت کے ساتھ تم کسی مخلوق کو برابر نہ کرو کیونکہ اہل بیت ہی اہل سیادت ہیں

فَبُغْضُهُمْ مِنَ الْإِنْسَانِ خُسْرٌ

حَقِيقِيٌّ وَحُبُّهُمْ عِبَادَةٌ

ان کی دشمنی انسان کے لئے خسران حقیقی ہے، اور ان کی محبت و الفت عبادت ہے۔

نور الابصار ص ۱۲۸

شاہ غلام علی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا مظہر جان جانا فرمایا کرتے

تھے محبت اہل بیت موجب ایمان اور سرمایہ بقائے تصدیق ایمان ہے میرا کوئی

عمل سوائے ان حضرات کی محبت کے وسیلہ نجات نہیں (ملفوظات)

حضرت شیخ امان پانی پتی شارح لوائح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ سرمایہ درویشی میرے نزدیک دو چیزیں

سرمایہ درویشی پیش ما دو چیز است

ہیں ایک تہذیب اخلاق دوسری محبت

تہذیب اخلاق و محبت خاندان پیغمبر

اہل بیت نبوت صلی اللہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم. (اخبار الاخبار ص ۲۴)

چنانچہ وہ اسی غلبہ محبت اہل بیت کی وجہ سے سادات کرام کی بے حد

تعظیم کرتے یہاں تک کہ بوقت درس و تدریس بھی اگر کسی سید لڑکے کو دیکھ لیتے،

اگرچہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوتا تو احتراماً کھڑے ہو جاتے اور جب تک وہ نظروں کے سامنے رہتا کھڑے رہتے ہرگز نہ بدھیٹتے اخبار الاخیار ص ۲۴۱

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے ارواح اہل بیت نبوت کو حظیوۃ اقدس میں با تم وجہ واجل وضع مشاہدہ کیا ہے، اور سمجھا کہ ان کو برا جاننے والا بڑے خطرے میں ہے (تفہیمات)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام سلسلے صوفیائے اہل سنت کے طریقت میں منتہی ہوتے ہیں ائمہ اہل بیت پر لہذا یہ حضرات اہل بیت جمیع فرق اہل سنت کے پیرومرشد ہیں، اور جانا چاہیے کہ اہلسنت کے نزدیک پیرومرشد کی عظمت و وقعت کس مرتبے پر ہے۔ اور وہ پیروں سے کیسی عقیدت و محبت رکھتے ہیں کہ ان کے بغض و اہانت کو ارتداد طریقت جانتے ہیں تو انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ اس علاقہ سے اہل سنت کو اہل بیت نبوت سے کس قدر عقیدت و محبت ہوگی۔ لہذا بغض اہل بیت کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے اور یہ تو ایسا جہل ہے جیسے کوئی نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہے (تحفہ اثنا عشریہ)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

| | |
|--|------------------------------------|
| ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ گمان کیسے کیا جاتا ہے | وگوئیم چگونہ عدم محبت اہل بیت برحق |
| کہ اہل سنت کو اہل بیت سے محبت نہیں | اہل سنت گمان بردہ شود کہ آں محبت |
| جبکہ یہ محبت ان بزرگوں کے نزدیک جزو ایمان | نزد ایں بزرگواراں جزو ایمان است |
| ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے نسخہ ہونی پر | وسلامتی خاتمہ راشیوخ آں نسبت |

موقوف ہے اہل بیت کی محبت تو اہل سنت
کا سرمایہ ہے مگر مخالفین اس حقیقت سے
غافل اور اہل بیت کی محبت متوسط سے جاہل
ہیں انہوں نے جانب افراط کو اختیار کیا اور افراط
کے ماسوا کو تفریط خیال کر کے خروج کا حکم
لگا دیا اور سب کو خارجی سمجھ لیا، یہ نہیں جانتے
کہ افراط و تفریط کے درمیان ایک حد وسط
ہے جو مرکز حق اور موطن صدق ہے
جو اہل سنت کو نصیب ہوا ہے۔

شکر اللہ تعالیٰ اسعیم

(مکتوب شریف مکتوب ۳۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مجھ سے فرمایا کہ تمہیں حضرت علیؑ سے ایک مشابہت ہے۔ اُن سے یہود
نے بغض کیا یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر زنا کی تہمت لگائی۔ اور نصاریٰ ان
کی محبت میں ایسے حد سے گزرے کہ ان کی خدائی کے معتقد ہو گئے، ہوشیار میرے
حق میں بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے۔

ایک زیادہ محبت کرنے والا جو مجھے میرے
مرتبہ سے بڑھائے اور حد سے تجاوز کرے گا
دوسرے بغض رکھنے والا جو عداوت میں مجھ پر بہتان بانڈھے گا

مربوط ساختہ اند.....
محبت اہل بیت سرمایہ اہل سنت است
مخالفان ازیں معنی غافل اند و از محبت
الشیان جاہل، جانب افراط را نمود اختیار
کرده اند و ماوراء افراط را تفریط انکاشته
حکم بخروج نموده اند و مذہب خوارج
انکاشته اند۔ نہ دانستہ اند کہ در میان
افراط و تفریط حدیست و وسط کہ مرکز حق
است و موطن صدق کہ نصیب اہل سنت گشتہ است

شکر اللہ تعالیٰ سعتہم

حُبٌّ مَفْرُطٌ يُفْرِطُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ
وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شِبَانِي عَلَيَّ أَنْ يَبْهَتِي
(احمد - مشکوٰۃ ص ۵۴۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

يُحِبُّنِي أَقْوَامٌ حَتَّىٰ يَدْخُلُوا النَّاسَ

فِي حَبِيٍّ وَيُبْغِضُنِي أَقْوَامٌ حَتَّىٰ

يَدْخُلُوا النَّاسَ فِي بُغْضِي

بہت سی قومیں میری محبت میں غلو کر چکی وجہ سے

اور بہت سی قومیں میرے ساتھ بغض رکھنے

کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گی۔

(الریاض النضرہ ص ۲۸۹)

فائدہ۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ

رافضی و خارجی دونوں گمراہی و ہلاکت کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں کیوں کہ رافضی

حد سے بڑھا دیتے ہیں اور خارجی بغض و عناد رکھتے ہیں۔ صراط مستقیم پر اہلسنت ہیں

جو نہ بغض رکھتے ہیں اور نہ حد سے بڑھاتے ہیں۔ بلکہ آپ کے مرتبہ و مقام کے مطابق

آپ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ خود شیعہ مذہب

کی معتبر کتاب ”انج البلاغۃ“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی بھی موجود

ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔

میرے معاملے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے

ایک محبت کرنے والا حد سے بڑھانے والا

وہ محبت اس کو غیر حق کی طرف لے جائے گی دوسرا

بغض رکھنے والا حد سے کم کرنے والا وہ بغض اس

کو خلاف حق کی طرف لے جائے گا اور سب سے

بہتر حال میرے معاملے میں درمیانی جماعت کا

ہے پس اس درمیانی حالت کو اپنے لئے ضروری

سَيُهْلِكُ فِي صِنْفَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ

يَذُوقُ بِهٖ الْحُبَّ اِلَىٰ غَيْرِ الْحَقِّ

وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذُوقُ بِهٖ

الْبُغْضَ اِلَىٰ غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ

النَّاسِ فِي حَالِ النَّمَطِ

الْاَوْسَطِ فَالزَّمُوهُ

وَالزَّمُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ

فَاتَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ
وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ
الشّٰذِمِ مِنَ النَّاسِ
لِلشّٰيْطٰنِ كَمَا اَنَّ
الشّٰذِمِ مِنَ الْغَنَمِ
لِلذِّئْبِ

(نہج البلاغہ ص)

سمجھو۔ اور سواد اعظم بڑی جماعت (اہلسنت)
کے ساتھ والبتہ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ اسی
جماعت پر ہے اور خبردار اس جماعت سے الگ
نہ ہونا کیونکہ جو انسان جماعت سے الگ ہوگا
وہ اسی طرح شیطان کا شکار ہو جائیگا جس
طرح گلے سے الگ ہونے والی بکری بھیرے کا
شکار ہو جاتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس ارشاد سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ آپ کی
محبت وہی باعث نجات ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو اور پھر آپ نے یہ تصریح
بھی فرمادی کہ میرے متعلق وہی عقیدہ و نظر یہ رکھو جو سواد اعظم یعنی مسلمانوں کی بڑی
جماعت کا ہے کیونکہ اس جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور اس جماعت سے علیحدگی
ہلاکت و تباہی کا سبب ہے بلاشبہ سواد اعظم اہلسنت و جماعت ہیں اور وہی حق پر
ہیں۔ الحمد للہ۔

فضائل اہل بیت اطہار

اہل بیت نبوت کے فضائل و کمالات بے شمار ہیں۔ ان نفوس قدسیہ کی شان میں بہت سی آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند ہدیہ ناظرین ہیں۔ فرمایا۔

۱۱) اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (قرآن کریم)

اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے
گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرما دے
اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اس آیت کریمہ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ اہلبیت سے یہاں کون مراد
ہیں۔ دوم یہ کہ ریحس (ناپاکی) سے کیا مراد ہے۔ سوم یہ کہ تطہیر کیا ہے۔

اس آیت کے سیاق و سباق پر نظر کی جائے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت
سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔ کیونکہ اس آیت سے

پہلے یٰنِسَاءَ النَّبِيِّ خُطَابٌ صریح طور پر موجود ہے اور ”بیوت“ کی نسبت وَقَرْنَ
فِي بُيُوتِكُنَّ اور وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ بھی آیت ہذا سے پہلے اور

بعد انہی کی طرف کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بھی قرآن میں اہلبیت کا اطلاق بیویوں
پر ہوا ہے۔ سورہ ہود میں فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت

سارہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ الْعَجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتُ اللَّهِ وَ
بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ۔ سورہ طلاق میں مطلقہ عورت کے متعلق فرمایا

وَلَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بَيْتِهِنَّ سَوَاءً لِيُؤْتِيَهُنَّ سَوْرَةَ يُوسُفَ فِي بَيْتِهِنَّ كَمَا كُنْتُمْ تُحِبُّونَ
 طرف کرتے ہوئے فرمایا اِدْرَاوُدَّتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا یہی وجہ ہے کہ
 بعض لوگ اہل بیت سے مراد صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہی لیتے ہیں
 اور بعض لوگ اہل بیت سے مراد صرف حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا، حضرت علی
 مرتضیٰ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو لیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو اپنی چادر شریف میں
 کر یہ فرمایا اللَّهُمَّ لَوْ لَأَهْلُ بَيْتِي وَطَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيرًا اور جب
 آپ حضرت فاطمہ کے مکان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے الصَّلَاةُ أَهْلَ
 الْبَيْتِ اور پھر آیت تطہیر پڑھتے وغیرہ۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص طور پر ان کے لئے
 اہل بیت فرمانا اور آیت تطہیر پڑھنا اسی لئے تھا کہ کوئی ان کو اہل بیت سے
 خارج نہ سمجھے۔ اسی لئے مسلک حقہ یہی ہے کہ ازواج مطہرات اور حضرت علی
 فاطمہ، حسن، حسین اور دوسرے اقارب مثلاً حضرت عباس و جعفر و حمزہ رضی اللہ
 عنہم سب اہل بیت میں داخل ہیں

اذ نصاب رجس اور تطہیر۔
 ”رجس“ کے مفہوم کو سمجھنے کیلئے آیات ذیل
 غور فرمائیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ
 رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ (۲)
 اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت
 جوئے کے تیر سب (رجس) ناپاک امور
 شیطانی کام ہیں۔

اس آیت میں شراب جوئے بتوں اور جوئے کے تیروں کو "رحس" فرمایا گیا ہے۔

مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا ہوا خون یا

خنزیر کا گوشت کیونکہ وہ (رحس) سخت گندہ

اور مہارے لئے چوپائے حلال کئے گئے ہوانے

انکے جنکا (حرام ہونا) مہتیں سنایا گیا ہے سو بچو

(رحس) بتوں کے نام پر جانور ذبح کرنے کی گندگی سے

ان دو آیتوں میں مردار بہتا ہوا خون لحم خنزیر اور بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے

إِلَّا أَنْ تَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا

أَوْ لَحْمِ خَنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ (۵)

وَأُحِلَّتْ لَكُمْ الْبُحَايِضُ إِلَّا مَا يَتَلَوَّى

عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ

مِنَ الْأَوْثَانِ (۶)

جانور کو رحس) فرمایا گیا ہے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

مَرَضٌ فَرَأَدْتَهُمْ رَاجِسًا

إِلَى رِجْسِهِمْ (۷)

كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ (۸)

فَاعْرِضْهُمُ الْغِيظَ الَّذِينَ

رَضُوا عَنْهُمْ إِيَّاهُمْ رِجْسًا

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا

يَعْقِلُونَ (۹)

اور جن کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تو

بڑھادی اس (سورق) تے ان میں (رحس)

پہلی پلیدی پر اور پلیدی۔

اسی طرح اللہ ان لوگوں پر ڈال دیتا ہے (رحس)

ناپاکی جو ایمان نہیں لاتے۔

سوان (منافقوں) سے منہ پھیر لو کیوں کہ وہ

(رحس) ناپاک ہیں۔

اور وہ ڈال دیتا ہے (رحس) گندگی ان پر

جو عقل و فہم سے کام نہیں لیتے۔

ان آیات میں نفاق، منافقین، گندگی اور ناپاکی کو "رحس" فرمایا گیا ہے۔

فرمایا (سور علیہ السلام) واجب ہو گیا ہے

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ

سَرِّكُمْ دَرِ جُسُوعٍ وَغَضَبِكُمْ

تم پر تمہارے رب کی طرف سے (جس) عذاب

اور غضب۔

(۱۶)

اس آیت میں عذاب الہی کو "جس" فرمایا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شراب، جوا، مردار، جاری خون، لحم خنزیر، بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور منافقین اور منافقت، بے دینی و بے ایمانی، عذاب الہی وغیرہ پر جس کا اطلاق ہوا ہے۔

آیت کے شروع میں اِنَّمَا ہے جو حصر کے لئے آتا ہے۔ اپنے ارادے سے جو قدیم ہے، چاہا ہے کہ اہلبیت کو ان تمام برائیوں سے پاک رکھے اور ختم آیت پر تَطْهِيرًا مَبَالِغَہِ کے لئے فرمایا تاکہ طہارت کامل حاصل ہو اور مجاز کا شک رفع ہو جائے۔ پھر تَطْهِيرًا کی تنوین تعظیم و تکیسیر کے لئے ہے یعنی معمولی طہارت نہیں بلکہ بہت ہی زیادہ عمدہ اور اعلیٰ طہارت ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلبیت کرام کو ان تمام اعتقادی و عملی ناپاکیوں اور برائیوں سے بالکل پاک اور منزه فرما کر قلبی صفائی، اخلاقی ستھرائی اور تزکیہ ظاہر و باطن کا وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز و فائق ہیں۔ اس طہارت کامل کے حصول کے بعد وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں ہاں محفوظ ضرور ہو گئے گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان حضرات کو یہ باطنی خلافت عطا ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ معدن ولایت اور مرجع سلاسل اولیاء امت ہوتے ہیں۔

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں

آیہ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بغرض مناظرہ حاضر ہوا۔ انہوں نے آکر عرض کیا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ ہیں جو کنواری بتول مریم کی طرف القا کئے گئے تھے۔ انہوں نے کہا وہ تو اللہ کے بیٹے ہیں۔ فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا آپ نے کوئی سیا بندہ بھی دیکھا ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو؟ فرمایا اگر یہی دلیل ان کے ابن اللہ ہونے کی ہے تو پھر آدم علیہ السلام کے متعلق تمہیں بدرجہ اولیٰ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ وہ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی تو پھر بھی والدہ تھیں، باوجود اس کے کہ ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں تھا۔ محض ہرٹ دھرمی کرتے ہوئے جھگڑنے لگے تو آپ نے ان کو دعوت مباہلہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

میرے حبیب! ان سے فرما دیجئے کہ آؤ ہم اور تم بلائیں اپنے اپنے بیٹوں کو اور اپنی اپنی عورتوں کو اور اپنی اپنی جانوں کو، پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(۲) فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ
أَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ
وَ أَنفُسَنَا وَ أَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی تین دن کے بعد وہ نماز میں حاضر ہوئے اور کہا:

کرا اور اپنے بڑے بڑے پادریوں کو ساتھ لے کر آئے، ادھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
 والتسلیم اس شان سے تشریف لائے کہ گود میں بائیں طرف شہید کربلا امام حسین
 رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور دائیں طرف آپ کا دست مبارک بکپڑے ہوئے امام حسن
 رضی اللہ عنہ ہیں۔ خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا اور فاتح خیبر شیر خدا حضرت مرتضیٰ
 رضی اللہ عنہما دونوں پیچھے پیچھے ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے
 فرما رہے تھے کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین، آمین کہنا، پھر حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کے دربار میں عرض کیا۔

اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

اللَّهُمَّ هَرُؤًا لِّأَهْلِ بَيْتِي

عیسائیوں کے سب بڑے پادری نے جب یہ حسین و بنیظیر منتظر دیکھا تو پکارا اے عیسائیوں!

اِنِّی لَارِیُّ وُجُوْحًا لُّوَسَّأَلُوْا اللّٰهَ اَنْ

بیشک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر

یَنْزِلُ جَبَلًا لَّا زَالَهٖ مِنْ مَّكَانِهٖ فَلَا

یہ لوگ اللہ سے سوال کریں کہ وہ پہاڑوں کو

تُبْتَهِلُوْا فَتَهْلِكُوْا وَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْهِ

انکی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ انکی دعا سے پہاڑوں

الْاَرْضِ نَضْرَ اِنِّیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

کو انکی جگہ سے ہٹا دے گا خدا کیلئے ان سے

فَقَالُوْا اٰیَا اَبَا الْقَاسِمِ قَدْ اٰیْنَا

مباہلہ نہ کرورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، اور روئے

اَنْ لَا بِنَا هِلْکَ وَاَنْ تَتْرُوْکَ عَلٰی

زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے

دِیْنِکَ وَتَتْرُوْکَ عَلٰی دِیْنِنَا

گا پس انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے ابوالقاسم ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے

آپ اپنے دین پر ہیں اور ہمیں ہمارے دین پر رہنے دیں۔ پھر انہوں نے جذبہ وغیرہ دینے پر صلح کر لی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم عذاب الہی ان کے قریب آگیا

تھا اگر مباہلہ ہو جاتا تو یہ سب بندر اور سُور بن جاتے، اور ان کا خبگل آگ سے
بھڑک اٹھتا اور نجران کے چرند و پرند تک نیست و نابود ہو جاتے۔

(تفسیر کبیر ص ۴۸۸ د خازن و مدارک ص ۲۴۲)

یہ آیت اہلبیت نبوت کی عظمت و شان کی بہت بڑی دلیل ہے لیکن اس
آیت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی بیٹی
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں اگر ان کے علاوہ اور بھی ہوتیں تو وہ بھی مباہلہ
میں شریک ہوتیں نیز اگر صحابہ کرام بھی کسی عظمت و شان کے مالک ہوتے تو حضور
ان کو بھی ساتھ لاتے، بالکل غلط جہالت اور مہنہ پر عداوت ہے اس لئے کہ یہ
ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں
تھیں چنانچہ شیعہ مذہب کی مشہور و معروف کتب مثلاً ہنج البلاغۃ، اصول کافی
حیات القلوب، تحفہ العوام وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ مَا لَا يَخْفَى عَلَى
أَهْلِ الْعِلْمِ رَاهِيَةٌ مَا يَهْدِيهِمْ شَرِيكٌ كَيْفَ هُنَّ هُنَّ تَوَاسِيَتْهُنَّ
عَرْضِ يَهِيَةٌ مَا يَهْدِيهِمْ شَرِيكٌ كَيْفَ هُنَّ هُنَّ تَوَاسِيَتْهُنَّ
کاشمیں اور حضرت ام کلثوم کا ۹ھ میں انتقال ہوا اور مباہلہ ۱۰ھ کا ہے
رضی اللہ عنہن =

اور یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو ساتھ نہیں لائے تو
اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ میں اپنے صحابہ کو ساتھ
نہیں لائے تو اس میں ایک بہت بڑی حکمت تھی اگرچہ بعض روایات سے ثابت
ہے کہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اپنے

اپنے بیٹوں کے ساتھ مباہلہ میں تشریف لائے۔ چنانچہ حضرت امان محمد الباقر
رضی اللہ عنہ اسی آیت مباہلہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

فجاء بابی بکر وولده وبعمر وولده
دبعثمان وولده ولبعای وولده
پس حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی
اپنے اپنے بیٹوں کے ساتھ تشریف لائے
(ابن عساکر تفسیر و منشور ص ۲۰)

یہ تو خود اہلبیت نبوت کے گھر کی شہادت ہے۔ اگر کوئی اس کو بھی نہ مانے
تو سوال یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کی دس سالہ زندگی میں کفار و مشرکین کے ساتھ جتنی بھی
جنگیں ہوئیں۔ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کن لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر کفار
کے مقابلے میں نکلتے رہے؟ ساری دنیا کے حقیقت پسند لوگوں کو اس کا اعتراف
ہے کہ وہ آپ کے صحابہ کرام ہی تھے جنہوں نے بڑے بڑے معرکوں میں وہ ہمیشہ
قربانیوں اور جانثاریوں کا مظاہرہ کیا جس کی تاریخ دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ آج
بھی تاریخ اسلام کے صفحات ان کے عظیم الشان کارناموں سے جگمگا رہے ہیں
اگر ان نفوس قدریہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ میں ساتھ نہیں لے گئے تو اس
سے ان کی توہین و تنقیص کا کوئی پہلو نہیں نکلتا اور نہ ہی ان کی عظمت و شان میں
کوئی فرق آتا ہے۔

بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف اپنی اہلبیت کو لے جانا آپ کی نبوت و
صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اس طرح کہ وہاں جھوٹوں کیلئے لعنت و ہلاکت
کی بددعا ہونی تھی اور اگر آپ صرف اپنے صحابہ کو ساتھ لے جاتے تو عیسائی یہ کہہ
سکتے تھے کہ شاید ان کو عذاب الہی اور ایسی ہلاکت کا خوف ہے اس لئے انہیں بچوں

کو نہیں لائے اور ان کو بچا لیا۔ حالانکہ ان کے رب کا حکم ہے
 اس لئے آپ صرف اپنی اولاد کو ہی میدانِ مباحہ میں لائے تاکہ
 لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ کو اپنی نبوت و صداقت پر پورا پورا یقین ہے
 اگر ادنیٰ سا شبہ بھی ہوتا تو اپنے اور اپنے بچوں کے لئے لعنت و ہلاکت کی دعا
 کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ عیسائیوں کو اپنے عقیدہ کی
 سچائی پر یقین نہیں تھا اور نہ وہ کبھی مباحہ سے اعراض نہ کرتے۔

(۳) اِنَّمَا وَلِيكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ
 وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يَقِيْمُوْنَ
 الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
 وَ هُمْ سٰكِعُوْنَ
 سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا مددگار تو
 اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے ہیں جو
 نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں در ان
 حالے کہ وہ رکوع کرنے والے یا خشوع و
 خضوع کرنے والے ہیں۔
 (تفسر دُرّ منثور ص ۲۹۳)

اس آیت کے شان نزول اور کس کے حق میں یہ نازل ہوئی اس میں شیعہ و
 سنی کا اختلاف ہے شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں
 نازل ہوئی جب کہ انہوں نے بحالت رکوع اپنی انگوٹھی ایک سائل کو عطا
 فرمائی تھی۔

اہلسنت کہتے ہیں کہ یہ آیت مہاجرین و انصار کے حق میں نازل ہوئی اور
 حضرت علی بھی ان میں سے ہیں اور آیت میں جمع کے صیغے اس کے مؤید ہیں۔

نیز شیعہ اس آیت سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِنَّمَا كَلِمَةٌ حَصْرًا ہے اور وَ لِيْ بِمَعْنَى مَتَّصِفٍ در امور ہے، اور یہ تصرف عام ہے یعنی سب مسلمانوں میں تصرف کرنا مراد ہے جو امامت کے مساوی ہے اور یہ ولایت اللہ اور اس کے رسول کی ولایت سے ملی ہوئی ہے پس حضرت علی کی ولایت و امامت ثابت ہوئی اور بسبب فائدہ حصر کے غیر کی یعنی خلفاء ثلاثہ کی امامت کی نفی ثابت ہوئی۔

اہلسنت و جماعت نے اس کا نہایت نفیس اور مسکت جواب دیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر اس دلیل کو اِنَّمَا كَلِمَةٌ حَصْرًا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر کی امامت کی نفی ہوتی ہے تو اسی دلیل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد والے ائمہ کی امامت کی بھی تو نفی ہوگی۔ اس سے اگر اہلسنت کے تین اماموں کی امامت جاتی ہے تو شیعوں کے گیارہ اماموں کی امامت جاتی ہے۔ فَمَا جَوَابِكُمْ فَبُجُوبَانَا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

(۴) اِنَّمَا اَنْتَ مَنذُورٌ بِكُلِّ قَوْمٍ
 هَادٍ (قرآن کریم) وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِيْهِ
 فَقَالَ اَنَا الْمُنْذِرُ لَكُمْ اَوْ مَا اِلَى مُنْكَبِ
 عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ اَنْتَ الرَّهَادِيُّ
 الْمُنْتَبِذُونَ مِنْ بَعْدِيْ

سوائے اس کے نہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 آپ ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے لئے ہادی
 ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ
 پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ میں منذر
 ہوں اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے علی! تو ہادی ہے اور
 میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے۔

(تفسیر و منشور ج ۲، کنز العمال ۱۵۶، تفسیر کبیرہ ۱۹)

یعنی ولایت کے سلسلے تجھ سے جاری ہوں گے اور امت کے اولیا و علما اور اغواث و اقطاب تجھ سے فیض حاصل کریں گے اور آگے اپنے مریدوں کو فیض پہنچائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کرام بیمار پرسی کو تشریف لائے تو صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہارے فرزند بیمار ہیں، تم اللہ کے لئے کوئی نذر مانو چنانچہ حضرت علی اور حضرت سیدہ خاتونِ جنت اور آپ کی لونڈی فتنہ سب نے تین روزوں کی نذر مانی، دونوں شہزادے اللہ کے فضل و کرم سے صحتیاب ہوئے تو تینوں نے روزے رکھے جس دن روزہ رکھا اس دن گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ شمعون خیریری یہودی کے پاس گئے اور چند سیر جو بطور قرض لائے سیدہ نے اس میں سے کچھ جو چکی میں پیسے اور گھر کے پانچ آدمیوں کے حساب سے شام کی روٹیاں پکائیں اور افطار کے وقت لا کر سامنے رکھیں۔ ابھی لقمہ لے کر منہ میں نہ ڈالا تھا کہ دروازے پر آ کر ایک فقیر نے سوال کیا کہ سلامتی ہو تم پر اے اہل بیت رسول اللہ! میں ایک مسکین مسلمان تمہارے دروازے پر آیا ہوں۔ مجھے کھانا دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کے خوانوں پر کھلائے گا! یہ سن کر ان مقدس حضرات نے وہ ساری روٹیاں اس مسکین سائل کے حوالے کر دیں اور خود پانی پی کر سو رہے۔ دوسرے روز بھر روزہ رکھا۔ اسی طرح کچھ جو پیس کر شام کو کھانا تیار کیا۔ افطار کے وقت ایک یتیم آ گیا۔ وہ روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی پی کر تیسرے دن کا بھی روزہ رکھ لیا

تیسرے دن ایک غلام آیا، اور ساری روٹیاں اس کے حوالے کر دیں چوتھے روز صبح کو جو اٹھے تو شدت بھوک اور ضعف سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی جنسور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھنے کیلئے تشریف لائے۔ اس وقت حضرت سیدہ ناز پڑھ رہی تھیں جنسور نے ان سب کی حالت دیکھی تو بہت بے قرار ہوئے۔ یہاں تک کہ آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اس وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا اے اہلبیت رسول اللہ تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۵) يُوفُونَ بِالْغَدْرِ وَيَخَافُونَ
يَوْمًا كَانَ شَرًّا مِّسْطِيرًا
وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ
مَسْكِينًا وَتَيْمَانًا وَاسِيرًا
إِنَّمَا لَطَعْتُمْ لِيُوجِبَ اللَّهُ
لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً
وَلَا شُكْرًا ه إِنَّ خَافَ
مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا
فَوْقَهُمْ اللَّهُ شَرُّ ذَلِكَ
الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ نَصْرَةً وَ
سُرُورًا ه وَجَزَاهُمْ

(یہ ہیں وہ لوگ) جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیل پڑے گی، اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین و یتیم اور اسیر کو اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ کی رضا حاصل کرنے کو کھلاتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں چاہتے بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترس نہایت سخت ہے تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے پالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی عطا فرمائی

عہ تفسیر کبیر ۲۶۶، خان و مدارک ۳۴۷، الریاض النضر ۳۰۲ تفسیر روح البیان ۵۴۶

بِمَا صَبَرُوا وَاجْتَنَبُوا حَرِيْرًا
مَكِيْبًا فِيْهَا عَلٰى الْاَسْرَابِكِ
لَا يَرُوْنَ فِيْهَا شَمْسًا
وَلَا نَرًا مُّهِرًا وَدَانِيَةً
عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَ
ذَلَّلَتْ قُطُوْفُهَا تَدْبِيْلًا
وَيُطَاوُفُ عَلَيْهِمْ بِاَنْبِيَةٍ
مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ
قَوَارِيْرًا قَوَارِيْرًا مِّنْ فِضَّةٍ
قَدَّرُوْهَا لِقَدْرِ رَّاهٍ
وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَأْسًا
كَانَ مِزَاجُهَا سُرَّجَبِيْلًا
عِيْنًا فِيْهَا تَسْمِيْ سَلْسَبِيْلًا
وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مَّخْلُوْقُوْنَ اِذَا رَاٰهُمْ
حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مِّنْ ثَوْرًا
وَ اِذَا رَاٰ اٰيَتَ ثُمَّ رَاٰ اٰيَتَ
نَعِيْمًا وَّمَلَكًا كَبِيْرًا
عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٌ

اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی
بٹڑے صلے میں دیے جنت میں تختوں پر
تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور وہاں دھوپ
اور ٹھنڈی دیکھیں گے اور بستی درختوں کے
سائے ان پر چھائے ہوئے ہوں گے۔
اور ان کے میوؤں کے گچھے جھکا کر نیچے کر
دیئے گئے ہوں گے اور رانپر چاندی کے
یرتوں اور آب خورونکا دور ہوگا جو
شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے
کیسے شیشے چاندی کے ساتیوں نے
انہیں پورے اندازے پر رکھا ہوگا
اور اس میں وہ جام پلانے جائیں گے
جس کی بلونی ادراک ہوگی، وہ ادراک
کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے
سلسبیل کہتے ہیں، اور ان کے
اردگرد خدمت میں پھریں گے
ہمیشہ رہنے والے حسین لڑکے، جب تو
انہیں دیکھے گا تو گمان کرے کہ موتی ہیں
بھڑے ہوئے، اور جب تو دیکھے تو دیکھے

خُضِرُوا وَاسْتَبْرَقُوا وَحَلُّوا
أَسَادِرًا مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَمَهُمْ
رَبُّهُمْ شَرًّا بِأَطْحُوسًا
إِنَّ هَذَا كَاتِلَكُمْ
جَزَاءً وَكَانَ سَعْيِكُمْ مَشْكُورًا

ایک نعمت اور سلطنت بڑی انکے بدن پر ہونے
کریب کے سبز کپڑے اور گاڑھے ریشم کے اور
انہیں چاندی کے کنگن پہنایا جائینگے اور پلانے گا
انکو انکار بپاک شراب اور انسے کہا جائیگا کہ
یہ ہے تمہاری جزا اور تمہاری محنت خوب ٹھکانے لگا

(۶) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اے
ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا رسول اللہ

قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ
فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ قَوْلُوا
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَجِيدٌ (مشکوٰۃ ص ۸۶)

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھا دیا ہے کہ
آپ پر سلام کس طرح پڑھیں اب آپ فرمایا
کہ ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو فرمایا تم
یوں کہو اے اللہ درود بھیجو حضرت محمد اور
آل پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم
اور ان کی آل پر بیشک تو حمید و مجید ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم درود میں اپنے ساتھ اپنے اہلبیت کو بھی اپنا
تبعیت میں دلایا ہے چنانچہ فرمایا۔

لَا تَصَلُّوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ الْتَبَاءَ
مجھ پر کٹا ہوا درود نہ بھیجا کرو بہ حاکم

فَقَالُوا وَمَا الصَّلَاةُ إِلَّا سَبْرًا ۖ

قَالَ تَقُولُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَتَمْسُكُونَ بِلُقْوِ اللَّهِ صَلِّ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ (الصواعق المحرقة ص ۱۲۲)

(۶) وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّهَادَةُ

عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ

بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ خصوصاً آٹھ صحابہ کرام کی

شان میں نازل ہوئی جن میں ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ہیں۔

(تفسیر کبیر ص ۹۵ و تفسیر خازن ص ۲۳۰)

(۸) أَمَّنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ

فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ (قرآن کریم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مؤمن سے

مراد حضرت علی ہیں اور فاسق سے مراد ولید بن عتبہ ہے ان دونوں کا آپس میں کسی بات

پر جھگڑا ہو گیا تو ولید نے حضرت علی سے کہا کہ چپ رہو کیونکہ تم ابھی بچے ہو اور میں

جہاں ندیدہ، زبان دراز، اور نیزہ چلانے میں تم سے زیادہ تیز اور تم سے زیادہ بہادر ہوں

حضرت علی نے فرمایا خاموش رہ کیونکہ تو فاسق ہے! مراد یہ تھی کہ جن باتوں پر تو ناز کرتا

ہے ان میں کوئی بات بھی قابل مدح نہیں، انسان کا شرف ایمان و تقویٰ میں ہے

جسے یہ دولت مسیر نہیں وہ بدلیب ہے تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی

نے عرض کیا کٹا ہوا درود کیا ہے؟ فرمایا

صرف یہ کہنا اللہم صل علی محمد۔ بلکہ یوں کہا کرو

اللہم صلی علی محمد وعلی آل محمد یعنی آل کا نام لیتے بغیر

پڑھنا کٹا ہوا درود آل کے نام کیساتھ پڑھنا پورا درود ہے

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ اور اس کے

رسولوں پر پس وہی لوگ صدیق و شہید ہیں

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

انکے لئے انکے رب کے پاس انکا اجر و نور ہے

کہ وہ ناسق مردود ہے اور علی مومن و مقبول ہیں، لہذا ان میں ابر کبھی طرح ہو سکتی ہے؟
(تفسیر خازن ص ۲۴۳ و الریاض النضرہ ص ۲۴۳)

حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم دعا کرو کہ اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ سے عہد عطا فرما اور مجھے اپنے نزدیک مستحق محبت بنائے اور مومنوں کے دل میں بھی میری محبت ڈال دے حضرت علی نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

(۹) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَكَمُ الرَّحْمٰنُ وَدًا (تفسیر درمنثور ص ۲۸۷)
بشیک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے تو پیدا کرے گا رحمن ان کے لئے (لوگوں کے دلوں میں) محبت

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

لَا یَنْفَعُ مُؤْمِنًا اِلَّا فِیْ قَلْبِهٖ وَ دَعٰی وَاَهْلِ بَیْتِهٖ -
کہ کوئی مومن ایسا باقی نہیں رہے گا جس کے دل میں حضرت علی اور آپ کے اہلبیت کی محبت نہ ہوگی

(زرقانی علی المواہب ص ۱۲ الصواعق المحرقة ص ۱۱۱ الریاض النضرہ ص ۲۴۳)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو اپنے بستر مبارک پر سلا کر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل و میکائیل سے فرمایا کہ دیکھو علی میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کر رہا ہے جاؤ! جا کر ساری رات اس کی حفاظت کرو! چنانچہ حکم پر دو کاروں فرشتے آئے۔

تَامَ جَبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عِنْدَ جَبْرِیْلِ عَلَیْهِ السَّلَامُ سُرِّی طَرَفًا اَوْرَیْمِیْکَیْلَ پَاوُنَ

کی طرف کھڑے ہو گئے اور جبریل امین
بلند آواز سے اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے
کہتے تھے اے ابن ابی طالب آج تیرے جیسا
کون ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے فرشتوں
کے سامنے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اور لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو بیچتا ہے
اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے
اس نے چلائے دو دریا جو مل کر چلتے ہیں
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں دو دریاؤں
سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ ہیں رضی اللہ
عنہما، اور نکالنا ہے ان میں سے موتی
اور مونگا، وہ حسن و حسین ہیں۔
(رضی اللہ عنہما)

سلام ہو الیاسین پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

کہ سلام ہو الیاسین پر یعنی وہ
آل یاسین ہم آل محمد ہی ہیں۔

رَأْسِهِ وَمِثْلًا نَبْدًا بَعْدَ رِجْلَيْهِ
وَجِبْرِيلُ يُنَادِي بِخَبْرٍ مِّنْ مِّثْلِكَ
يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ يَا هِيَ اللَّهُ بِكَ
الْمَلِيكَةُ وَنَزَلَتِ الْآيَةُ
(۱۰) وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْرِكُ
نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ

(تفسیر کبیر ص ۱۹۸۔ ایحاء العلوم ص)

(۱۱) مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (قرآن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
يَلْتَقِيَانِ قَالَ هُوَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ
وَيُخْرَجُ مِنْهُمَا اللَّؤلُؤُ وَ
وَالْمَرْجَانُ قَالَ الْحَسَنُ
وَالْحُسَيْنُ (تفسیر درمنثور ص ۱۳۳)

(۱۲) سَلَامٌ عَلٰى اِلْيَاسِينَ (قرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلٰى اِلْيَاسِينَ قَالَ نَحْنُ آلُ مُحَمَّدٍ
آلِ يَاسِينَ

(ابن ابی حاتم، طبرانی، درمنثور ص ۳۸۶)

ف: بعض نے سلام علی ایہ لیسین بھی پڑھا ہے لہذا مطلب صاف ہے
کیونکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم مبارک لیسین ہے۔
چنانچہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نَقَدْنَا نَقْلَ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُفَسِّرِينَ عَنِ

کہ مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہم أَنَّ الْمُرَادَ

ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آل لیسین سے

بِذَلِكَ سَلَامٌ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الصواعق المحرقة ص ۱۲۶)

آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا

اے مومنو! اپنے اوپر، مت حرام کرو وہ پاک

طَيِّبَاتٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ (قرآن کریم)

اشیا جن کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے حالات بیان فرمائے تو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اور بعض صحابہ کرام نے عہد کیا کہ دنیا چھوڑ کر رہیں

اور ٹھاٹھ پہنیں، ہمیشہ روزہ رکھیں، شب بیداری کریں، بستر پر نہ لیٹیں، گوشت نہ

کھائیں عورتوں کے قریب نہ جائیں، خوشبو لگانا چھوڑ دیں۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

(ابن کثیر، خازن، مدارک صفحہ ۲۸۷ و منشور ص ۳۰۸)

اور سب مل کر اللہ کی رستی کو مضبوطی

(۱۲) وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ

سے پکڑ لو اور متفرق نہ ہو

جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (قرآن کریم)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وہ اللہ کی رسی ہم اہلبیت ہیں جس کے

نَحْنُ حَبْلُ اللَّهِ الَّذِي قَالَ اللَّهُ فِيهِ

بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

(الصواعق المحرقة ص ۱۲۹)

(۱۵) وَمَنْ يَفْتَرِ حَسَنَةً
نَزَدْنَا فِيهَا حَسَنًا (قرآن)

اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے
اس میں اور خوبی پڑھاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَفْتَرِ حَسَنَةً قَالَ الْمَوْدَّةُ
لِأَبِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور جو کوئی نیک کام کرے یعنی آل محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے

(احمد الصواعق المحرقة ص ۱۶۸)

(۱۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ
الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ
نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ذَالِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ (قرآن)

اے ایمان والو جب تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی راز و نیاز کی بات کرنا چاہو تو بات
کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے لو
یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض مالدار لوگ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر غیر اہم باتوں میں سرگوشیاں کرتے ہوئے اتنا
وقت لے لیتے کہ دوسروں کو خصوصاً فقرا و مساکین کو مستفید ہونے کا موقع کم ملنے لگا
اس پر یہ حکم نازل کیا گیا کہ راز و نیاز کی باتوں سے پہلے صدقہ و خیرات دیا کرو۔ اس سے
ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ فقرا و مساکین کی خدمت ہو جائے گی اور مالداروں کے نفس کا
تذکرہ ہوگا اور اجر و ثواب ملے گا۔ دوسرا وہ سمجھ جائیں گے کہ زیادہ سرگوشیاں کرنا اللہ تعالیٰ
کو پسند نہیں اسی لئے یہ قید لگائی گئی ہے چنانچہ اس حکم پر صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے عمل کیا ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کئے۔ فرماتے ہیں میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ۔

مَا الْوَفَاءُ؟ قَالَ التَّوْحِيدُ وَالشَّهَادَةُ
 أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَقُلْتُ مَا الْفَسَادُ؟
 قَالَ الْكُفْرُ وَالشِّرْكُ بِاللَّهِ أَقُلْتُ
 مَا الْحَقُّ؟ قَالَ الْإِسْلَامُ
 وَالْعُرَانُ وَالْوَلَايَةُ إِذَا تَرَهَيْتُ
 إِلَيْكَ قَالَ مَا الْحَيْلَةُ؟ قَالَ تَرْكُ الْحَيْلَةِ
 قُلْتُ مَا عِلَّةٌ؟ قَالَ طَاعَةُ اللَّهِ
 وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَقُلْتُ وَكَيْفَ
 أَدْعُوا اللَّهَ تَعَالَى؟ قَالَ بِالصِّدْقِ
 وَالْيَقِينِ أَقُلْتُ مَاذَا أَسْأَلُ اللَّهَ؟
 قَالَ الْعَافِيَةَ أَقُلْتُ وَمَا أَصْنَعُ
 لِنَجَاةِ نَفْسِي؟ قَالَ كُلُّ خَلَالٍ وَقُلْتُ
 صِدْقًا؟ قُلْتُ مَا السُّرُورُ؟ قَالَ الْجَنَّةُ
 قُلْتُ وَمَا الدَّرَاحَةُ؟ قَالَ لِقَاءُ اللَّهِ
 فَلَهَا فَرَعْتُ مِنْهَا نَزَلَ نَسْخُهَا

مدارك و خازن ص ۲۴۲

و فاء کیا ہے؟ فرمایا توحید اور گواہی دینا کہ
 اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! عرض کیا نسا
 کیا ہے؟ فرمایا اللہ کے ساتھ کفر و شرک! عرض
 کیا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت
 جب تجھے ملے! عرض کیا حیلہ کیا ہے؟ فرمایا ترک
 حیلہ! عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا اللہ اور
 اس کے رسول کی اطاعت! عرض کیا اللہ تعالیٰ
 سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا صدق
 یقین کے ساتھ! میں نے عرض کیا
 اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ فرمایا
 عافیت! عرض کیا اپنی نجات کے لئے
 کیا کروں؟ فرمایا حلال کھا اور نسیح
 بول! عرض کیا سرور کیسے ہے؟ فرمایا
 جنت عرض کیا راحت کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا
 دیدار فرماتے ہیں جب میں ان سوالات سے
 فارغ ہوا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن میں یہ ایک آیت ایسی ہے۔

کہ اس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا
 اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا!

مَا عَمِلَ بِهَا أَحَدٌ قَبْلِي وَلَا يَعْمَدُ بِهَا
 أَحَدٌ بَعْدِي (مدارك و خازن ص ۲۴۲)

۱۷۰) أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (قرآن مجید)

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول
کی اور اس کی جو تم میں صاحب امر ہو۔

حضرت عبدالغفار بن قاسم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق
رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اولی الامر کون ہیں ؟

فَقَالَ كَانَ عَلِيٌّ وَاللَّهُ مِنْهُمْ (خوارزمی)
۱۸۱) فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ
كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (قرآن)

تو فرمایا علی رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے
تو پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں
جانے ہو،

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
نَحْنُ أَهْلُ الذِّكْرِ
(۱۹) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَاتَرْضَى (قرآن)

کہ حضرت علی ابن ابی طالب
نے فرمایا ہم اہل ذکر ہیں
(اے حبیب) عنقریب آپ کا رب آپ کو
اتنا دیگا کہ آپ راضی ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ

مِنْ رِضَا مُحَمَّدٍ أَنْ لَا يَدْخُلَ
مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ
(تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۳۶۳ ح ۱۵۴)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں
سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہلبیت میں سے
کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے اس
حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ
مِنْ أَهْلِ بَيْتِي

میں نے اپنے رب تعالیٰ سے سوال کیا کہ

وہ میرے اہلبیت میں سے کسی کو دوزخ
میں نہ ڈالے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عطا فرما دیا۔

أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَأَعْطَانِي ذَلِكَ
(الصواعق المحرقة ص ۱۵۷)

احادیث

آیات قرآنی کے بعد احادیث مبارکہ بہ ترتیب ہد نہ ناظرین کی جاتی ہیں
پہلے وہ احادیث مبارکہ پیش کی جائیں گی جن کا تعلق امیر المومنین مولائے کائنات
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل سے ہے ان کے بعد وہ احادیث جن کا تعلق
سیدۃ نسا، اہل الحجۃ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد امجاد سے ہے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع
پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کی حفاظت کے
لئے مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ (مطلب
یہ تھا کہ میرے جیسے بہادروں کو میدان جہاد میں جا کر دشمنوں کے سامنے خدا داد
قوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے
نزدیک ایسے ہو جاؤ جیسے کہ حضرت
ہارون حضرت موسیٰ کے نزدیک تھے سوائے
نبوت کے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا
مِثِّي بِنَزْلَةِ هَارُونَ
مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا
نَبِيَّ بَعْدِي (بخاری و مسلم)

عورتوں اور بچوں کی حفاظت و نگرانی پر ایسے ہی شخص کو مقرر کیا جاسکتا ہے جو بہادر ہونے کے علاوہ قریبی عزیز اور عورتوں میں آجاسکتا ہو ظاہر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بسبب بہادر اور داماد ہونے کے اس کے زیادہ مستحق تھے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہی مقرر فرمایا چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی کوہ طور پر شریف لے جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر قوم کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہ و کرے فرمایا کہ جو مقام حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کی بارگاہ میں تھا وہی مقام تمہارا ہماری بارگاہ میں ہے، رہا اس تشبیہ سے حضرت علی کے لئے خلافت بلا فصل ثابت کرنا تو وہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ظاہری حیات ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔ اگر وہ زندہ رہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد خلیفہ بنے ہوتے تو البتہ کسی حد تک یہ تشبیہ قابل استدلال ہوتی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون آپ کے خلیفہ ہوئے۔ لہذا ثابت ہوا کہ تشبیہ صرف اس بات میں ہے کہ جس طرح ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے بھائی، مددگار اور ان کی زندگی میں ان کے کوہ طور جاتے وقت ان کی غیر حاضری میں ان کے خلیفہ تھے۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور علیہ السلام کے بھائی، آپ کے مددگار اور آپ کی ظاہری زندگی میں غزوة تبوک کے موقع پر آپ کی غیر حاضری میں مدینہ منورہ میں خلیفہ و نائب تھے۔ اور چونکہ ہارون علیہ السلام نبی تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ کوئی اس سے حضرت علی کے نبی ہونے کا استدلال نہ کرے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک
علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی
ہر مومن کا دوست و مددگار ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَوَلِيَّ كُلِّ
مُؤْمِنٍ (ترمذی - مشکوٰۃ ص ۵۶۴)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت
کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُسے اللہ کی نافرمانی کی
اور جس نے علی کی اطاعت کی اُسے میری اطاعت کی
اور جس نے علی کی نافرمانی کی اُسے میری نافرمانی کی۔

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَ
مَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ
وَمَنْ أَطَاعَ عَلِيًّا فَقَدْ أَطَاعَنِي
وَمَنْ عَصَى عَلِيًّا فَقَدْ عَصَانِي

(المستدرک حاکم ص ۱۲۱ - الرياض النضرة ص ۲۳)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس نے علی کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا
اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا
اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا
اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ
أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهَ وَمَنْ أَبْغَضَ
عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَبْغَضَنِي
فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهَ (ترمذی ص ۱۲۱ - المستدرک ص ۱۳۳)

(الرياض النضرة ص ۲۱)

بلال بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

غدیر خم میں قیام پذیر ہوئے تو اپنے حضرت علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر دُمرتہ فرمایا تم نہیں جانتے ہو کہ
میں ہر مومن کے نزدیک اسکی جان سے زیادہ عزیز و پیارا اور بہتر ہوں بہ سب نے کہا ہاں!

تو فرمایا اے اللہ! جس کا میں دوست
ہوں اس کا علی بھی دوست ہے، اے
اللہ! اس سے محبت رکھ جو علی سے محبت
رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو علی سے
دشمنی رکھے اس واقعہ کے بعد حضرت علی
حضرت عمر سے ملے تو حضرت عمر نے
فرمایا اے ابن ابی طالب تم صبح و شام

فَقَالَ اللَّهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ
مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ
عَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَ عُمَرُ بَعْدَ
ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ هَيْدِيثًا يَا ابْنَ أَبِي
طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ
مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ
رحمہ - مشکوٰۃ ص ۲۵۰

خوش رہو اور تمہیں ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کا دوست اور محبوب ہونا مبارک ہو!
بعض لوگ اس حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل
ثابت کرتے ہوئے عجیب مضحکہ خیز باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جبریل امین نے
بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ حضرت علی کی خلافت و ولایت کا اعلان
کیجئے مگر آپ ڈرتے تھے اور ان وجوہات کی بنا پر اعلان نہیں کرتے تھے کہ ایک تو
لوگ یہ کہیں گے کہ اپنے داماد کے لئے ایسا کرتے ہیں اور دوسرا آپ کو اندیشہ تھا کہ
لوگ منافق ہیں وہ مانیں گے نہیں (معاذ اللہ) آخر جبریل نے یہ آیت سنائی۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ كَمَا أَمَرَ رَبُّكَ
قَالَ رَبُّكَ لَا يَأْتِيكَ الْغَلْبُ عَلَى الْقَلْبِ الْمُنَافِقِينَ
تھا کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہوں گے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ کسی دشمن ایمان و
اسلام کی من گھڑت بات ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسا ناپاک الزام و بہتان ہے (العیاذ باللہ) جس کا کوئی ایمان والا تصور بھی نہیں کر سکتا چنانچہ پوری آیہ کریمہ میں غور فرمائیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ
تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ
وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اے رسول جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے اس کو پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو پھر آپ نے اسکی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا اور بیشک اللہ کافر قوم کو آپ کے مقابلہ میں کامیابی کی راہ نہیں دکھائے گا۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے اللہ کے کسی حکم کو کسی کے خوف سے چھپایا یا اس کے پہنچانے میں لیس و پیش کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے اپنا فرض منصبی پورا کرنے میں غفلت سے کام لیا اور اس کا حق ادا نہیں کیا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) خدا کی قسم! وہ آپ کی ہی ذات تھی جو مخالفت کے طلاطم خیر طوفان میں بھی کوہ آسا کی طرح مستحکم رہی۔

وہ آپ ہی تھے کہ سر پر مصیبتوں کے پہاڑ اٹھائے، مگر حق و صداقت کی آواز بلند کرنے سے باز نہ آئے۔

صرف ایک ہی واقعہ سے آپ کی غریمیت و استقامت اور استقلال و استحکام کا اندازہ ہو سکتا ہے جب کفار مکہ کے تمام قبیلے اور خاندان آپ کے قتل پر متفق ہو گئے تو انہوں نے آپ کے چچا ابوطالب کو بلا کر کہا، ابوطالب! تمہارا بھتیجا

ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اور ہمارے باپ دادوں کو گمراہ کہتا ہے اور ہمیں
 احمق قرار دیتا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبر نزیہ ہو
 چکا ہے۔ اب ہم کوئی فیصلہ کرنے کے ہی رہیں گے۔ ابوطالب نے شدت سے محسوس کیا کہ
 اب حالات نہایت نازک صورت اختیار کر گئے ہیں بلاشبہ اب یہ لوگ صبر و تحمل سے
 کام نہیں لیں گے اور میں اکیلا ان کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا۔

واپس آئے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کفار کے عزائم سے آگاہ
 کیا اور کہا جانِ عم! میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھانہ سکوں بہ مقامِ غور ہے
 کہ عرب سے وحشی ملک میں جہاں کوئی آئین اور کوئی عدالت نہیں تھی کہ مظلوم اپنا حق
 طلب کر سکے اور سردارانِ قریش سب کے سب دشمن کہ ان کے دلوں میں عداوت و
 انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے اور ظاہری اسباب کے پیش نظر صرف ایک چچا پشت
 پناہ اور سہارا تھا وہ کفار کے عزائم کو دیکھ کر ڈگمگا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں بڑے بڑے
 بہادروں کے پائے ثبات میں بھی لغزش آجاتی ہے مگر عزم و استقلال کے پیکر جناب
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں
 سوزج اور دوسرے میں چاند لاکر بھی رکھیں تب بھی میں اپنے فریضہ کی سرانجام دہی
 سے باز نہ آؤں گا یا تو اللہ میرے اس کام کو پورا کر دے گا یا میں اس پر نثار ہو
 جاؤں گا!

عزم و استقلال کی یہ آواز چچا کے دل کو چیر کر گہرائیوں میں اتر گئی۔ نہایت
 متاثر ہو کر بھتیجے سے کہا! جاؤ کوئی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔
 اندازہ کیجئے ایسے جلیل القدر عظیم المرتبت مجاہد الاکبر۔ الوالعزم رسول کی

طرف ایسی بات منسوب کرنا کس قدر اس کی توہین ہے۔

۵ آئین جوان مرداں حق گوئی تو بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

اصل حقیقت اور واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی تو راستے میں ایک مقام ”غدیر خم“ (غدیر بڑے تالاب اور خم گاؤں کا نام ہے) کے پاس قیام فرمایا یہاں سے لوگوں کے جانے کے راستے جدا جدا ہوتے تھے اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔
 اللَّهُمَّ مَنْ كُنْتَ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ حَبِيبَاكَ بَيَانٌ هُوَ جَوَابٌ. اس فرمان عالی کا سبب یہ ہوا تھا کہ جب مین کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ کے ساتھ خمس (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) لینے کے واسطے مین بھیجا حضرت علی نے مین پہنچ کر خمس پر قبضہ کیا اس میں لونڈیاں اور غلام بھی تھے ایک لونڈی بہت خوبصورت تھی حضرت علی نے اس کو اپنی صحبت سے مشرف فرمایا بعض لوگوں کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی، انہوں نے پہلے تو حضرت خالد سے اس بات کا شکوہ کیا اور پھر یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی علاوہ ازیں بھی ان لوگوں نے حضرت علی کے متعلق کچھ بے جا شکائتیں کیں ان شکایتوں سے آپ نے اندازہ فرمایا کہ ان لوگوں کے دلوں میں اپنے حاکم حضرت علی کی تعظیم و تکریم اور الفت و محبت کی بجائے ایسے جذبات پرورش پارہے ہیں جو آگے چل کر نفرت و عداوت اور بغاوت کی شکل اختیار کر سکتے ہیں نیز آپ کو یہ بھی وحی الہی سے معلوم تھا کہ آئندہ خوارح بھی پیدا ہوں گے جو حضرت علی سے

عداوت و دشمنی رکھیں گے اس لئے آپ نے خاص طور پر وہاں اعلان فرمایا کہ انکے ساتھ محبت رکھنا گویا اللہ و رسول سے محبت رکھنا ہے اور ان سے عداوت رکھنا گویا اللہ و رسول سے عداوت رکھنا ہے (جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم)

ربا لفظ مؤولی سے خلافت بلا فصل ثابت کرنا تو وہ کسی طرح بھی درست نہیں ہے کیونکہ لفظ مؤولی کے معنی خلیفہ کے ہرگز نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے معنی دوست اور مددگار کے ہیں چنانچہ لفظ مؤولی ولی سے ماخوذ ہے اور ولی کے معنی دوست اور مددگار کے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ اللہ وئی الذین آمنوا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست و مددگار ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ بیشیک اللہ تعالیٰ اور جبریل امین اور نیکی کرنے والے مومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤولی یعنی دوست و مددگار ہیں اَنْتَ مَوْلَاَنَا فَالْصُّرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ اے اللہ تو ہمارا مؤولی یعنی مددگار ہے سو ہم کو کافروں پر مدد دے۔

دیکھیے ان آیات میں لفظ "مولا" موجود ہے مگر اس کا معنی خلیفہ ہرگز نہیں بلکہ دوست و مددگار ہے۔ اسی طرح من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا معنی و مطلب یہی ہے کہ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے دوست اور مددگار ہیں اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تمام مسلمانوں کے دوست و مددگار ہیں۔ اور قرینہ بھی یہی بتلاتا ہے کہ مؤولی کے معنی دوست اور ناصر ہی کے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مَن کُنْتُ مَوْلَاہُ کے آخر میں ہے اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اے اللہ اس سے

محبت رکھ جو علی سے محبت رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے اور لفظ مؤولیٰ اور وال من و الہ دونوں کا مشتق منہ ایک ہی ہے، اور جب دو لفظ ہم معنی ایک ہی مقام پر مذکور ہیں تو بوجہ مناسبت معنوی ایک ہی معنی لینا ضروری ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلے میں لفظ عداوت و دشمنی فرمانا صریح قرینہ ہے اس بات کا کہ اس کے مقابلے میں معنی دوستی و محبت کے لئے جائیں تاکہ مقابلہ صحیح ہو۔

چنانچہ اگر یہ نہ مانا جائے اور مؤولیٰ کے معنی امام و خلیفہ کے لئے جائیں تو وال من و الہ کے معنی بھی امام اور خلیفہ کے لئے پڑیں گے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ جو علی کو امام و خلیفہ کرے تو اس کو امام و خلیفہ کر ایسی صورت میں ان سب لوگوں کو امام و خلیفہ ہونا چاہئے جو حضرت علی کو خلیفہ و امام بلا فصل مانتے ہیں پھر شدید حضرات کو بارہ امام نہیں بلکہ سنیوں کو امام مانتے پڑیں گے نیز اگر لقبول شدید مؤولیٰ کے معنی امام تسلیم بھی کر لئے جائیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی امام ہونا لازم آئے گا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں اپنے لئے بھی تو من کنت مولاه فرمایا ہے۔ حالانکہ آپ رسول بلکہ سید اسرسل ہیں امام کا مرتبہ تو بدجہا رسول سے کم بلکہ نبی سے بھی کم ہے تو اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص ہوتی ہے اور پھر شیعوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت علی کی طرح امام ہوں گے اس صورت میں شیعوں کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ثلثہ عشری کہا کریں اثنا عشری کہلانے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ حضور کو اپنا امام نہیں مانتے۔

اگر بالفرض والمحال مولیٰ کے معنی امام ہی مراد لئے جائیں تو بھی ہمارے
اہلسنت کے مسلک کے منافی نہیں اس لئے کہ اہلسنت بھی حضرت علی کو امام مانتے
ہیں۔ ہاں بلافصل نہیں مانتے اور اس فرمان رسول سے بلافصل ہونا کسی لفظ سے
ثابت نہیں ہو سکتا۔

نیز اگر حدیث من کنت مولاً لقبول شیعہ امامت پر دلالت کرتی تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دلیل کو ضرور اپنی
خلافت کے دعویٰ میں صحابہ کرام کے سامنے پیش کرتے آپ پر یہ فرض تھا کیونکہ یہ
مسئلہ ذاتی نہیں تھا بلکہ اس میں اسلام اور اہل اسلام کی منفعت بھی تھی اور اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور اطاعت بھی تھی۔ کیا حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و رضا اور اخطاب
خلافت کو فراموش کر دیا تھا؟

تعجب ہے کہ حضرت علی، امیر معاویہ کے سامنے تو اپنی خلافت و اطاعت
کے حق ہونے کے معاملے میں صرف دلائل ہی پیش نہیں کرتے بلکہ جنگ بھی کرتے ہیں
خلفائے ثلاثہ کے سامنے وہ کسی وقت بھی نہ اس دلیل کو پیش کرتے ہیں اور نہ ان سے
جنگ و جدال ہی کرتے ہیں پس یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ایک تو اس حدیث کا
امامت و خلافت سے کوئی تعلق نہیں دوسرے خلفاء و ثلاثہ کی خلافت و امامت حق
تھی۔ ورنہ حضرت علی جب سب سے خدائے شخص دہ کر اور خصوصاً اللہ و رسول کے ارشاد و رضا
کے خلاف ہوتے دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ ان کے فرزند ارجمند حضرت حسین
رضی اللہ عنہ تو نذیر کی باطل امامت کو تسلیم نہ کریں اور کربلا کے میدان میں اپنی آنکھوں

کے سامنے سارا گھر کا گھر لٹتا دیکھ لیں۔ اور شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ بھی نہ کریں بلکہ خلفاء ثلاثہ کی بیعت کریں ان کے پیچھے نمازیں بھی ادا کریں اور ان کے ساتھ تقریباً چوبیس سال تک پورا پورا تعاون کرتے بلاشبہ یہ ان کے برحق خلفاء و امام ہونے کی دلیل ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دو دیہاتی لڑتے ہوئے آئے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ حضرت علی نے فیصلہ کر دیا تو ان میں سے ایک نے کہا یہ کیا فیصلہ کر لے گا ہمارے درمیان؟ تو یہ سن کر

فَوَثَبَ اِلَيْهِ عَمْرٍ وَاَخَذَ بِتَلْبِيْبِهِ و
 قَالَ رِيْحَكَ مَا تَدْرِي مِنْ هَذَا ؟
 هَذَا مَوْلَانِ وَاَمُوْلِي كُلُّ مَوْمِنٍ لَمْ يَكُنْ
 مَوْلَاةً فَلَيْسَ مَوْمِنًا (الصواعق المحرقة ص ۱۰۱)

حضرت عمر اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کا گریبان پکڑ کر فرمایا جانتا ہے یہ کون ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے مولیٰ ہیں اور جس کے یہ مولیٰ نہیں ہیں وہ مومن نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے دانہ پھاڑا اور اس کو روئیدگی عنایت کی اور جانوروں کو پیدا فرمایا، بیشک نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ

لَا يُحِبُّنِي اِلَّا مَوْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُنِي اِلَّا مَنَّافِقٌ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

مجھ (علی) سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا مگر منافق،

چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھنا منافق کی علامت تھی۔ (ترمذی شریف) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحابہ کرام کے درمیان اخوت (بھائی چارہ) قائم کیا یعنی دو دو صحابہ کو آپس میں
بھائی بھائی بنا دیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے ہوئے تشریف لائے اور عرض
کیا یا رسول اللہ آپ نے تمام صحابہ کے درمیان اخوت قائم کی مگر مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (شکوۃ ص ۵۶)

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو!
حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک لشکر کو کہیں بھیجا، اس میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔

فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ رَافِعُ يَدَيْهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ
لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عِلِّيًّا

(ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
ایک بھنا ہوا پرندہ (بدتہ) آیا تو آپ نے دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ اِنْتِنِي يَا حَيُّ خَلْقِكَ
إِلَيْكَ يَا كَلُّ مَعْنَى لَهَذَا الطَّيْرِ
فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ

ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶

حضرت حباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف
کے دن حضرت علی کو بلایا اور کافی دیر تک ان سے آہستہ آہستہ یعنی خفیہ طور پر باتیں

کہیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے سے بڑی طویل سرگوشی فرمائی ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں

نَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے

مَا أَنْتَجِيهِ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَنْتَجَاهُ

کہے (یعنی اللہ کے حکم سے کی ہے)

ترمذی مشکوٰۃ ۵۶۴

ام المؤمنین حضرت آسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جس نے علی کو بُرا کہا اس نے گویا مجھ کو بُرا کہا

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّيْ (مشکوٰۃ ۵۶۵)

شجاعت

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شجاعت و بہادری کی عام شہرت

ہے آپ کی شجاعت و بہادری کے واقعات اسقدر زیادہ ہیں کہ اگر وہ تفصیل کیسیا

سب کے سب لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ چند ہی ناظرین ہیں

آپ سوائے غزوة تبوک کے باقی تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

رہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ جنگ بدر اور جنگ احد میں آپ نے بڑے بڑے

کافروں کو واصل جہنم کیا۔

جنگ بدر میں سردار لشکر کفار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شعیبہ اور اپنے

بیٹے ولید کو ساتھ لے کر سب سے پہلے میدان میں نکلا اور مقابلہ کے لئے لڑا

لشکر اسلام میں سے حضرت عوف بن عبد اللہ بن رواحہ

مقابلے کو نکلے عتبہ نے نام و نسب پوچھا جب اس کو معلوم ہوا کہ انصار ہیں تو اس نے پکار کر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ لوگ ہمارے جوڑے کے نہیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہ حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث کو بھیجا عتبہ نے ان سے بھی نام و نسب پوچھا ان کے بتانے پر اس نے کہا ہاں تم ہمارے جوڑے کے ہو

عتبہ حضرت حمزہ کے اور ولید حضرت علی کے مقابل ہوا۔ دونوں مارے گئے لیکن عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ کو زخمی کیا۔ حضرت علی نے بڑھ کر شیبہ کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد معرکہ قتال گرم ہو گیا۔ حضرت علی نے بہت سے کفار کو قتل کیا۔ حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

نَادَ فَلَكَ مِنَ السَّمَاءِ يَوْمَ بَدْرٍ يُقَالُ
لَهُ رِضْوَانٌ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ
وَلَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ
الریاض النضرہ ص ۲۵۱ (۲۵۱)
البدایہ و النہایہ ص ۳۳۶ ، ص ۲۲۲

کہ بدر کے دن آسمان سے ایک فرشتہ جس کو رضوان کہا جاتا ہے نے پکارا کہ ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں اور علی جیسا کوئی جوان نہیں۔

جنگ احد میں ابو سعید بن ابوطالب و علیہ السلام نے میدان جنگ میں نکل کر اپنا مقابل طلب کیا اس کے چند بار آواز دینے پر جب کوئی نہ نکلا تو اس نے براہ تکبر و نخوت کہا اے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو تم میں سے مارا جاتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہم لوگوں کو تم دوزخی کہتے ہو۔ لات و عنزی کی قسم تم جھوٹے ہو دیکھو میں کب سے تمہیں پکار رہا ہوں

لیکن کوئی میرے مقابلے میں نہیں آ رہا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو پھر مرنے سے کیوں ڈرتے ہو میرے سامنے کیوں نہیں آتے بہ شیر نیر داں شاہ مرداں مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اس کی یہ ہرزہ سرائی سنی تو فوراً مثل شیر غرآن صفت سے نکلے اور اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور چند منٹوں کے اندر اندر اس کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔ (شمس التواریخ ص ۸۵۲)

محمد بن اسحاق کے قول کے مطابق حضرت علی نے جنگ احد میں بارہ کافروں کو داخل جہنم کیا (شمس التواریخ ص ۸۵۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں مجھ کو سولہ زخم پہنچے ان میں سے چار زخم ایسے کاری پہنچے کہ میں اس کے صدمہ سے زمین پر گر پڑتا تھا مگر ہر مرتبہ ایک جوان خوبصورت جس سے بڑی خوشبو آتی تھی میرا بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیتا اور کہتا جاؤ اللہ کی راہ میں لڑو۔ اللہ اور اس کا رسول تم سے راضی ہیں، جب لڑائی ختم ہوئی تو میں نے یہ ماجرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ فرمایا اس خوبصورت جوان کو پہچانتے ہو یا نہیں؟ میں نے عرض کیا پہچانتا تو نہیں مگر وہ وحیہ کلبی کے مشابہ تھا۔ فرمایا خدا تمہاری آنکھیں روشن کرے وہ جبرائیل تھے

(نور الابصار ص ۹۷ - معارج النبوت ص ۱۰۸)

عمر بن عبدود نامی ایک شخص شجاعان عرب کا سردار مانا جاتا تھا اس کی شجاعت و بہادری کا یہ عالم تھا کہ اکیلا ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جنگ بدر میں یہ مرد غازیان اسلام کے ہاتھوں زخمی ہو کر بھاگا تھا۔ اس نے یہ نذر مانی تھی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ نہ

لے گا اپنے سر پر تیل نہیں لگائے گا جنگ احد میں بمعدہ زخموں کے لڑنے کے قابل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے شریک نہ ہوا غزوہ خندق میں یہ مغرور نشہ جرات سے مخمور میدان جنگ میں مثل جنگی ہاتھی جنگھاڑتا پھرتا تھا اور یکمال نخوت و غرور اشعار رجز پڑھتا اور مقابلے کی دعوت دیتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یا وہ گوئی سن کر فرمایا کون ہے جو اس کا فر و مغرور کا کام کرے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صف سے نکل کر یکمال ادب عرض کیا حضور مجھے اجازت ہو؟ آپ نے کچھ جواب نہ دیا اور وہ برابر مقابلے کے لئے لٹکار رہا تھا حضرت علی نے پھر اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے؟ حضرت علی نے عرض کی ہاں میں جانتا ہوں تو آپ نے اجازت دی اور اپنی تلوار ذوالفقار حضرت علی کو دی اور اپنی زرہ اتار کر پہنا دی اور اپنا عماد مبارک اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر باندھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی الہی عبیدہ بن حارث کو تو نے بروز بدرا اور حمزہ بن عبدالمطلب کو تو نے بروز احد اپنے پاس بلا لیا۔ اب یہ علی تیرا بندہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے۔ میں اس کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ الہی تو اس کی مدد فرما اور صحیح و سالم منظر و منصور پھر مجھ سے ملا۔

شاہ مرداں شیرزاد حضرت علی پا پیادہ اس کے سامنے پہنچے عمرو کا قول تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے تین باتوں کی درخواست کرے تو ایک ضرور قبول کروں گا حضرت علی نے اس سے پوچھا کہ کیا واقعی یہ تیرا قول ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا پھر میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اسلام قبول کرے؟

اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا، فرمایا لڑائی سے واپس چلا جا، اس نے کہا میں قریش کی عورتوں کے طعنے نہیں سن سکتا وہ کہیں گی بڑا مرد تھا کہ نذر پوری نہ کر سکا اور بغیر جنگ کے واپس آ گیا۔ فرمایا پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جا، عمر و سنہسا اور کہا مجھ کو یہ امید نہ تھی کہ اس آسمان کے نیچے کوئی مجھ سے یہ بھی کہے گا کہ لڑائی کے لئے تیار ہو جا، چونکہ حضرت علی پیادہ تھے اس لئے اس کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ سوار ہو کر مقابلہ کرے گھوڑے سے اتر آیا اور تلوار مار کر بے زبان گھوڑے کی کوخپیں کاٹ دیں۔ پھر آپ سے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے نام بتایا۔ اس نے کہا تم ابھی کمسن نوجوان ہو میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا تمہارے باپ میرے دوست تھے مجھ کو پسند نہیں کہ اپنی تلوار خونخوار سے تمہارا خون گراؤں جاؤ تم واپس جاؤ آپ نے فرمایا لیکن مجھ کو تمہارا خون بہانا پسند ہے عمر و اب عنبر سے بیتاب تھا تلوار میان سے باہر نکالی اور ایک دم آپ کے سر پر وار کر دیا آپ نے اس کا وار سپر پر روکا لیکن تلوار نے سپر کو کاٹ دیا اور پیشانی پر لگی جس سے ہلکا سا زخم پیشانی پر آ گیا دشمن کے وار کے بعد شیر خدا نے تلوار ذوالفقار سے ایک ایسا بھر پور وار اس کے شانے پر کیا جس سے اس کا شانہ کٹ گیا اور تلوار نیچے تک اتر گئی گو یاد و ٹکڑے کر دیئے اور ساتھ ہی اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور فتح کا اعلان کیا۔ یہ دیکھ کر ہزار اور سپہبیرہ آپ ٹوٹ پڑے لیکن جب ذوالفقار حیدری بلند ہوئی تو پیچھے ہٹ کر بھاگے۔

حضرت علی نے عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد اس کی زرہ و سلاح جنگ وغیرہ پر کوئی توجہ نہ فرمائی، عمرو کی بہن اس کی لاش پر روتی ہوئی آئی

اور سر ہانے بٹھیہ کر دیکھا تو ہتھیار وغیرہ سب موجود تھے کہنے لگی میرے بھائی کا قاتل کوئی مرد کریم الطبع، گرامی قدر، بہادر اور قومیت میں اسکا ہمسر و مقابل معلوم ہوتا ہے پھر لوگوں سے دریافت کیا۔ اس کو بتایا گیا کہ علی بن ابی طالب نے تیرے بھائی کو قتل کیا ہے۔

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح عطا کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اس کو محبوب رکھتے ہیں) یہاں پر آتا تھا آرزو مندوں کو اس کا ٹنی مشعل ہو گئی۔ مجاہدین کی نیندیں اڑ گئیں، ہر ایک کی یہی تمنا و آرزو تھی کہ اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہو۔ صبح ہوتے ہی سب کے سب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، اور ادب و احترام سے دیکھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دست رحمت کس خوش نصیب کو سرفراز فرماتا ہے۔ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں کی جنبش آریاں بھری لگا ہیں قربان ہو رہی تھیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علی ابن ابی طالب کہاں ہیں عرض کیا گیا انکو تکلیف ہے انکی آنکھوں پر آشوب ہے آپ نے فرمایا انہیں بلا لو حضرت علیؑ نے اپنے آپ نے اپنے دہن مبارک کے شفا بخش لعاب کو انکی آنکھوں میں ڈالا اور دعا فرمائی

اِنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ اَفْقَالُوْا هُوَ
يَشْتَكِي عَيْنَاةً قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ
فَاَتَيْتْ بِهٖ نَبْصَقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ
وَدَعَا لَهٗ فَبَارِئٌ حَتّٰى

كَانَ لَمْ يَكُنْ اِيَّهٖ وَجَعٌ
 اسی وقت ایسا آرام ہو گیا آپ کو کبھی تکلیف
 ہی نہ تھی۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۵۴۳)

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جھنڈا عطا فرمایا اور آپ جھنڈا لے کر قلعہ خیبر کی طرف بڑھے۔ قلعہ کے پاس پہنچ کر آپ نے ایک جگہ جھنڈا گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالائے قلعہ سے جھانک کر پوچھا اے بہادر تو کون ہے جس نے اس طرح بے خوف و خطر یہاں آکر جھنڈا گاڑ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں! یہودی آپ کا نام سن کر چیخ اٹھا اور کہنے لگا لوگو قسم تو رات شریف کی ہم مغلوب ہوئے اور برباد ہوئے۔ سب سے پہلے خیبر کے مشہور بہادر ”مرحب“ یہودی کا بھائی ”حارث“ یہ بڑا بہادر تھا۔ چند مردان جنگجو کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا اور میدان میں آکر مقابلہ کی دعوت دی لشکر اسلام سے دو سپاہی یکے بعد دیگرے اس کے مقابلے میں گئے مگر دونوں شہید ہو گئے۔ پھر حضرت علی اس کے مقابلے میں گئے آپ نے بیک ضرب شمشیر اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا ”مرحب“ نے جب اپنے جوان بھائی کا قتل دیکھا تو انتقامی جذبہ سے لبریز ہو کر سخت جوش و خروش کے ساتھ دوسری زرہ پہنے دو تلواریں لٹکائے دو عمائے سر پر باندھے ان پر ایک بھاری آہنی خود پہنے اور اس کے اوپر ایک گول پتھر بصورت خود باندھے ہوئے ہاتھ میں تیزہ جس کی بھال تین من وزنی تھی قوی ہیکل شیر صورت میں ان میں آگیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قَدْ عَلِمْتُ خَيْبَرُ اِيَّيْ مَرْحَبُ
 شَاكِي السَّلَاحِ بَطْلٌ مُّجَرَّبٌ

خیبر والے خوب جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔ سلاح پوش فن حرب میں ماہر اور

شجاعت میں مشہور ہوں۔

إِذَا اللَّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَقَّبُ

وَاحْجَبْتُ عَنْ صَوْلَةِ الدَّخَلِ

جب کہ معرکہ میں شیر دلاتے اور آگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں اس وقت غالب حرب

کے حملہ سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

خَلَّتْ حِمَايَ أَبَدًا لَا تَقْرُبُ

أَطْعَنُ أَحِبَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ

میرے خوف اور ڈر کی وجہ سے کوئی میرے نزدیک نہیں آتا میں کبھی نیزہ مارتا ہوں

اور کبھی تلوار۔

إِن أُغْلِبَ الدُّهْرُ فَيَأْتِي أَغْلَبُ

وَالْقُرُونُ عِنْدِي بِالذِّمَاءِ مُخْضَبُ

اگر سارا زمانہ مغلوب بھی ہو جائے تو بھی میں غالب تر ہوں اور مدت مقابل میرے نزدیک خون میں نگا ہوا ہے

شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کے مقابلہ میں آئے اور یہ اشعار پڑھے

أَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي أُمِّي حَيْدَرَ

كَلَيْتُ غَابَاتِ كَرِيهِ الْمَنْظَرِ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا میں شیر نیستان کی طرح مہیب اور

بہت ناک ہوں۔

أَكَلَيْتُكُمْ بِالسَّيْفِ كَيْدَ السَّنْدَرِ

أَضْرِبُكُمْ بِمُضْرِبِ بَابِ بَيْنِ الْفَقْرِ

میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تمہیں ناپوں گا یعنی بہت زیادہ قتل کروں گا اور میں

تمہیں ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کا ایک ایک مہرہ جدا جدا

ہو جائے گا۔

وَأَتْرِكُ الْقُرُونَ بِقَاعِ جُرْزَرِ

أَضْرِبُ بِالسَّيْفِ رِقَابَ الْكُفْرِ

میں نیزے کو سخت زمین میں گھاڑتا ہوں اور میں اپنی تلوار سے کافروں کی گردنیں مارتا

ہوں الغرض دونوں میں مقابلہ شروع ہوا شاہ مرداں، شیر نیرداں تلوار ذوالفقار کا اس کے سر پر ایک ایسا دار کیا کہ تلوار خود کاٹتی ہوئی پتھر توڑتی اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی اور ضربت کی آواز فوج تک پہنچی مہرب کے مارے جانے پر یہودیوں نے عام حملہ کر دیا لشکر اسلام بھی ٹوٹ پڑا اور دونوں طرف سے خوب تلوار چلی حضرت علی نے اس معرکہ میں آٹھ نامی گرامی بہادروں کو قتل کیا ایک یہودی نے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری جس سے آپ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی آپ نے خدا واد قوت سے قلعہ کا آہنی در اکھاڑ کر بطور ڈھال ہاتھ میں لے لیا اور لڑتے رہے جب فتح کے بعد آپ نے اس آہنی دروازے کو پھینکا تو حضرت ابورافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سات آدمیوں نے حل کر اس دروازے کو اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھ سکا ایک روایت میں چالیس آدمیوں کا ذکر ہے۔ انا رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے قلعہ خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں بلکہ قوت ربانی سے اٹھایا تھا۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
وَاللَّهِ مَا قَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرٍ بِقُوَّةِ
جَسَدِ إِنِّيَّةٍ وَلَكِنْ بِقُوَّةِ رَبَّانِيَّةٍ

تفسیر کبیر صفحہ ۴۸

شاہ مرداں شیر نیرداں قوت پروردگار
لافتی الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار
کامل ابن اثیر میں ہے کہ لشکر امیر معاویہ نے حضرت عمار بن یاسر کو شہید کیا تو حضرت علی نے صرف بارہ جان نثاروں کو ساتھ لے کر لشکر معاویہ پر حملہ کیا اور پورے لشکر کی صفوں کو چیرتے ہوئے امیر معاویہ کے خیمہ کے قریب پہنچ گئے اور

پکار کر فرمایا اے معاویہ طرفین کے لوگ مفت میں مارے جائیں کیا فائدہ بہ آدمی کے مقابلے میں نکلو جو اپنے حریت کو مار دے وہی مستقل ہو جائے! عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا علیؑ بات تو ٹھیک کہہ رہے ہیں بہ معاویہ نے کہا تم جانتے ہو کہ ان کے مقابلہ میں جو آیا مارا گیا عمرو نے کہا لیکن اس وقت تمہارا ان کے مقابلہ میں نہ لکنا مناسب ہے معاویہ نے کہا میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں تم مجھے مروانا چاہتے ہو مجھے معاف رکھو! (ابن اثیر ص ۱۲۲) اسی میں لکھا ہے، کہ جب معرکہ صفین میں شامیوں کی فوج کثیر نے حضرت علیؑ کے مہینہ لشکر پر حملہ کیا تو لشکر کے پاؤں اکٹھے گئے اور میدان خالی ہو گیا حضرت علیؑ پا پیادہ پیسیرہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت تینوں صاحبزادے آپ کے ساتھ تھے۔ ہر طرف سے آپ پر تیروں کی بوچھاڑ ہوتے لگی۔ ابوسفیان کا غلام احمد آپ پر لپکا آپ کا غلام کیسان اس کے مقابل ہوا۔ دونوں میں سخت لڑائی ہوئی احمد غالب آیا حضرت علیؑ آگے بڑھے اور اس کو پکڑنا چاہا وہ بھاگا مگر اس کی زرہ آپ کے ہاتھ میں آگئی۔ اسی سے اس کو سرتک اور پراٹھا کر زمین پر السیادے مارا کہ اس کے دونوں موندھے اور بازو لٹوٹ گئے۔ شامی ہر طرف سے آپ پر لٹوٹ پڑے۔ اما حسنؑ نے عرض کی آپ دوڑ کر اپنے لوگوں میں جا ملیں تو بہتر ہوگا فرمایا تمہارے باپ کے لئے ایک روز معین ہے نہ دوڑتے سے اس میں کوئی تاخیر ہوگی اور نہ یہاں ٹھہرنے سے اس میں تقدیم۔ خدا کی قسم تمہارے باپ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ وہ موت پر واقع ہوں یا موت ان پر واقع ہو

(ابن اثیر ص ۱۱۸)

جنگ صفین میں مروایت سمعانی حضرت معاویہ کے قول سے ثابت

ہے کہ حضرت علی نے صرف ایک رات میں خود اپنے ہاتھ سے نوشتو^{۹۰۰} سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا۔

(تاریخ التواریخ ص ۲۱۸)

غور فرمائیے نوشتو آدمی کم نہیں ہوتے اگر بلا مزاحمت اتنے آدمیوں کو کوئی شخص قتل کرے تو بھی اس کے دست و بازو شل ہو جائیں گے۔ اور عین معرکہ جنگ میں وہ بھی ایسے وقت جب کہ لشکر جبار کا مقابلہ ہو اور ہر شخص کا خیال ہوتا ہے کہ اپنے مقابل حریف کو قتل کر دے ایسی حالت میں اپنے آپ کو بچا کر اتنے لوگوں کو قتل کرنا کیا سوائے اسد اللہ العالی کے دوسرے سے ممکن ہے؟

ہج البلاغہ ص میں آپ کا قول نقل کیا ہے۔ واللہ لو تظاہرت العرب علی قتالی صا و لیت عنہا کہ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے میرے مقابلے میں آجائیں اور مجھ سے جنگ کرنا چاہیں تو میں ہرگز ان سے منہ نہ پھروں گا۔

اب کہیے جنکی شجاعت کا پیرانہ سالی ہیں یہ حال ہو عین شباب کے عالم میں کیا حال ہوگا۔ اور کیا ایسے شجاع اور بہادر سے ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کا حق شرعی چھین لے اور وہ منہ دکھتا رہ جائے اور کچھ نہ کرے یا معاذ اللہ اس کی صا جزادی کو کوئی چھین لے غضب کر لے یا معاذ اللہ اس کی بیوی کے ساتھ کوئی نامناسب سلوک کرے اور وہ دم نہ مار سکے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی روایتوں کا موجد عبد اللہ بن سبا یہودی ہے جس کی بے دینی و فتنہ انگیزی اور الحاد زندقہ حضرات اہلسنت اور شیعہ کے نزدیک مسلم ہے۔

ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں ۷

زیر پاش ایس جاشکوہ خیر است
دست اداں جاستیم کوثر است

حضرت مولانا روم علیہ رحمۃ القیوم فرماتے ہیں ۷

از علی آموز اخلاص عمل
شیر حق را داں منترہ از دغل

حضرت علیؓ سے عمل کا اخلاص سیکھو! اس شیر خدا کو نفسانی اغراض کی کھوٹ سے
پاک سمجھو!

در غز ابر پہلوانے دست یافت
زود شمشیرے بر آورد و شتافت

ایک مرتبہ جنگ میں آپ نے ایک جنگ جو دشمن کو زیر کر لیا، پھر فوراً تلوار نکال کر
اس پر حملہ آور ہوئے۔

او خدا نداشت بر روی علی
افتخار بہر بنی و ہر ولی

اس نے نعوذ باللہ حضرت علی کے چہرہ اقدس پر تھوک دیا، کون علی جن پر بہر بنی
اور ہر ولی کو فخر ہے۔

در زمان انداخت شمشیر آں علی
کرداواندر غز ایش کاہلی

آنجناب نے فی الفور تلوار ہاتھ سے ڈال دی، اور اس کے ساتھ جنگ کرنے
میں التوا کیا،

گشت حیراں آں مبارز در عمل
از نمودن عفو و رحم بے محل

وہ جنگ جو آپ کے میدان کارزار میں اس بموقع معاف

فرمانے اور رحم کرنے سے حیران رہ گیا۔

در صورت خود کہ داند کسیتی

در شجاعت شیر بانسیتی

آپ بہادری میں تو شیر خدا مانے ہی ہوئے ہیں، مگر مروت میں کون سمجھ سکتا ہے
کہ آپ کس قدر اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔

گفت بر من تیغ تیز افراشتی از چہ افگندی سرا بگذاشتی

وہ کہنے لگا پہلے تو آپ نے مجھ پر تلوار اٹھائی، پھر کیا بات ہے کہ اس کو پھینک دیا اور
مجھ کو چھوڑ دیا۔

راز باکشا اے علی مرتضیٰ اے پس سوہ القضا حسن القضا

اے علی اس راز کو کھول دیجئے اور آپ تو میری بد قسمتی کے بعد خوش قسمتی بن گئے کہ
قصد قتل کے بعد عفو فرمایا۔

گفت من تیغ از پئے حق می زخم بندہ حقم نہ مامور تم

حضرت علی نے فرمایا میں اللہ کے لئے تلوار چلاتا ہوں، میں اللہ کا بندہ ہوں تن اور
نفس کا مطیع نہیں ہوں۔

شیر حقم نیستم شیر ہوا فعل من بردین من باشد گواہ

میں شیر خدا ہوں، شیر حرص نہیں ہوں، چنانچہ میرا یہ فعل میرے کمال دین پر گواہ ہے

من چو تیغم پُر گہر ہائے وصال زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال

میں ایسی تلوار ہوں جس میں وصال کے موتی لگے ہوئے ہیں میں جنگ میں کفار کو

قتل نہیں کرتا، بلکہ میل مقصود یہ ہے کہ دولت ایمان کے ساتھ ابدی زندگی بخشوں

چوں خود انداختی بر روئے من نفس جبیدہ تہ شد خونے من

جب تو نے جنگ کے وقت میرے چہرے پر تھوکا، تو میرا دل حرکت غضبی میں آگیا

اور میرا خلق حسن بگڑنے لگا۔

چوں در آمدِ عتے اندر غزا تیغ را دیدم نہاں کردن زنا

میرے جہاد میں جب ایک نفسانی علت شامل ہونے لگی تو اس وقت میں نے تلوار کو نیام میں ڈال لینا مناسب سمجھا۔

نیم بہر حق شد و نیمے ہوا شرکت اندر کارِ حق نبود روا

کیونکہ میرا جہاد کچھ تو اللہ واسطے رہ گیا، اور کچھ مقتضائے خواہشِ نفسانی ہو گیا اور اللہ کے کام میں شرکت جائز نہیں۔

نا أحب لئلا آید نام من تاکہ البغض لئلا آید نام من

تاکہ میرا خالصاً لوجہ اللہ محبت کرنے والا نام قرار پائے تاکہ میرا مقصود خاص رضائے الہی کے لئے دشمنی کرنا ہو فائدہ مسلمان کا سہرہ کام جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو عبادت ہے۔ اور فرمایا۔

وَلَا يُشْرِكُ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک

نہ کر ساسی لئے فرمایا: "شرکت اندر کارِ حق نبود روا"

قرآن نے دشمن کو دوست بنانے کی جو تدبیر بتائی ہے حضرت علی کرم اللہ

وجہہ کا فعل اس کے عین مطابق ہے چنانچہ فرمایا۔

اُدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي

بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنْتَ

وَلِيٌّ حَمِيمٌ

چنانچہ فرمایا

آندر آمن در کشاد ممر ترا تفت زدی و تحفہ داد ممر ترا

آؤ میں نے تمہارے لئے فیض کا دروازہ کھول دیا ہے، تم نے مجھ پر تھوکا تھا میں
تمہارے لئے ہدایت کا تحفہ لایا ہوں۔

مر جفا گررا چنیں ہامی دہم
پش پائے چپ چناں سر می نہم
میرا معمول ہے کہ میں اہل جفا کو ایسے ہی انعامات دیا کرتا ہوں اور پائے چپ پر
بھی اس طرح سر رکھا کرتا ہوں،

تو اس نے کہا

تبع علمت جان مارا چاک کرد
آب علمت خاک مارا پاک کرد
اے علی آپ کے علم کی تلوار نے ہماری جان کو چاک کر دیا اور آپ کے علم کے پانی نے
ہماری خاک کو پاک کر دیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِعَلِيٍّ لَا يَجِدُ لِأَحَدٍ يَجُذِبُ فِي هَذَا
الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
علی سے فرمایا اے علی میرے اور تیرے سوا
کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ جنابت
کی حالت میں اس مسجد کے اندر آئے۔
ترندی و مشکوٰۃ ص ۶۴

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
(حضرت) علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے

المستدرک حاکم ص ۱۴۶، الرياض النضرة ص ۲۹۱، الصواعق المحرقة ص ۱۲۱، کنز العمال ص ۱۵۸

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

(حضرت) علی کا ذکر عبادت ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی

تھی کہ حضرت علی تشریف لائے، نبی پاک

نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے، میں نے عرض

کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! عرب کے

سردار تو آپ ہیں، فرمایا میں تمام جہان کا سردار

ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔

حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا

فَاَوْحَىٰ اِنِّي رَبِّي فِي عَلِيٍّ ثَلَاثَ خِصَالٍ

اِنَّهُ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامُ

الْمُتَّقِيْنَ وَقَابِلُ الْغُرِّ الْمُحْجَلِيْنَ

(کنز العمال ص ۱۵۲)

پس اللہ تعالیٰ نے محمد کو علی

کے تین القاب وخصال وحی فرمائے کہ

وہ مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا امام

اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جنت تین آدمیوں حضرت علی وعمار و

سلمان کی مشتاق ہے۔

شَاقَّةِ الْجَنَّةِ اِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٌّ وَ

عَمَارٌ وَسَلْمَانٌ (المستدرک حاکم ص ۱۳۱)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے مقام صہبیا میں ظہر کی نماز ادا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا جس وقت وہ واپس تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے، آپ نے حضرت علی کی گود میں اپنا سر مبارک رکھا اور آرام فرمانے لگے حضرت علی نے جنبش تک نہ کی یہاں تک سورج غروب ہو گیا، جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا اے علی کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں!

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ یہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا، تو اس پر سورج کو لوٹا دے حضرت اسما، فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ وہ سورج جو غروب ہو گیا تھا، وہ غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہو گیا یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور زمین پر دھوپ چمکنے لگی، حضرت علی اٹھے اور وضو کر کے نماز پڑھی، پھر سورج غروب ہو گیا اور یہ واقعہ مقام صہبیا کا ہے۔

نَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ
رَسُولِكَ فَإِذَا دُعِيَ الشَّمْسُ
قَالَتْ أَسْمَاءُ قَرَأْتِهَا غَرَبَتْ
ثُمَّ رَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ
حَتَّى وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَعَلَى الْأَرْضِ
ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ
ثُمَّ غَابَتْ وَذَلِكَ فِي الصَّهْبَا

(مشکوٰۃ، ص ۳۸۸، ج ۲)

(ذکر تالیف من الموابب ص ۱۱۳)

اما ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل فرمایا کہ ان کا برائے کا ذکر کیا جو اس کی صحت کے قائل ہوئے ہیں اور پھر ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا۔ کہ ہمارے مشائخ نے ایک جماعت سے انہم شہداء و ابامنصور المظفر

بن از د شیر القباوی الواعظ ذکر بعد
العصر هذا الحديث ونمقه
بالفأليه وذكر فضائل أهل البيت
فغطت سحابة الشمس حتى
ظن الناس أنها قد غابت
فقام على المنبر أو ما إلى
الشمس وانشد لها

ابو منصور المنظر بن از د شیر القباوی کی
مجلس وعظ میں حاضر تھے وہ عصر کے بعد
اسی حدیث رد شمس اور اہلبیت کے
قصائل بیان فرما رہے تھے کہ آسمان پر اس
قدر بادل چھا گئے کہ انہوں نے آفتاب
کو چھپا لیا یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہو گیا
کہ آفتاب غروب ہو گیا تو دفعۃً علامہ صاحب
نے ممبر پر کھڑے ہو کر آفتاب کی طرف
اشارہ کر کے فرمایا۔

لا تغربني يا شمس حتى ينتهي

مدحی آل المصطفیٰ ولینجلید

اے آفتاب! جب تک مدح آل مصطفیٰ اسلمی اللہ علیہ وسلم ختم نہ کروں ہرگز غروب نہ ہونا

واثنی عنانک من اردت ثناء لهم

النسبت اذ كان توقوف رجلیہ

جب تک میں ان کی صفت و ثنا کروں تو بھی اپنی باگ موڑے رکھا اے آفتاب کیا

تو بھول گیا جب کہ تو ان کے واسطے لوٹ آیا تھا اور غروب ہونے سے ٹھہر گیا تھا۔

ان كان للموق وقوفك فليكن

هذا الوقوف لولده ولنسب

اگر اس وقت تو مولائے کائنات کے لئے ٹھہر گیا تھا تو چاہئے کہ اس وقت بھی ان کی

اولاد اور نسل کے لئے غروب ہونے سے توقف کر۔

قالوا نجاب السحاب عن الشمس وطلعت فرماتے ہیں کہ بادل فوراً اٹھ گیا اور

سورج صاف طور پر نظر آنے لگا۔ (الصوارق المحرقة ص ۲۶ روح البیان ص ۱۵۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گئے۔ جب آپ حجر اسود کو بوسہ دینے لگے تو فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا، پھر آپ نے اس کو چوما، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین! یہ پتھر نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے، حضرت عمر نے فرمایا آپ کو کیسے علم ہے؟ حضرت علی نے فرمایا اللہ کی کتاب قرآن سے اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ، كَذَبْتُمْ أَعْتَابَهُمْ وَقَدْ عَلِمْتُمْ لِحَيْثُ رَجَعْتُمْ ۖ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۚ
 تمہارے رب نے بنی آدم کی پیٹھیوں سے ان کی اولاد کو اور ان سے اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا ہاں! تو اللہ تعالیٰ نے اس عہد و پیمانہ کو ایک ورق پر لکھا، اور اس وقت اس حجر اسود کی آنکھیں بھی بھین اور منہ بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا منہ کھول! اس نے کھول دیا۔ اللہ نے وہ ورق جس پر عہد و پیمانہ لکھا ہوا تھا، اس کے منہ میں رکھ دیا اور یہ نکل گیا۔ اللہ نے اس کو فرمایا اے پتھر قیامت کے دن ان کی گواہی دینا جو تیرے پاس اس عہد کو پورا کرتے ہوئے آئیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن یہ حجر اسود آئے گا اور اس کی زبان بہت تیز ہوگی اور ہر اس شخص کی جو ایمان کے ساتھ اس کو چومے گا گواہی دیگا۔

فَهُوَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 يَضُرُّ وَ يَنْفَعُ فَكُلَّ عَمْرٍ
 تو اے امیر المؤمنین یہ اس طرح نفع و
 نقصان پہنچا سکتا ہے، حضرت عمر نے فرمایا

میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی قوم
میں زندہ رہوں جس میں اے ابوالحسن آپ
نہ ہوں۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَنْ أَعِيشَ فِي قَوْمٍ
لَسْتُ فِيهِمْ يَا أَبَا حَسَنِ
(تفسیر منشور ص ۱۲۲)

علم و فضل

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قاضی
(جج) بنا کر مین کی طرف بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں کم عمر نا تجربہ کار اور قضا جانتا نہیں ہوں تو فیصلے کیسے کروں گا؟

فَضْرَبَ صَدْرِي بِبِدْرَةٍ ثُمَّ قَالَ
اللَّهُمَّ اهْدِ قَلْبِي وَتَبِّتْ لِسَانِي
فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ مَا
شَكَّكَتُ فِي قَضَاءِ بَيْنِ
أَشْيَيْنِ (مسند ک حاکم ص ۱۳۵)
تاریخ الخلفاء ص ۶۶

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے
پر اپنا دست مبارک مار کر فرمایا الہی اسکے
دل کو ہدایت کے نور سے روشن کر اور اسکی
زبان کو استقلال عطا فرما! حضرت علی فرماتے
پروردگار کی قسم اس دن سے کسی معاملے
کے فیصلہ کرنے میں مجھے زرہ بھر بھی شبہ نہ ہوا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سب
سے بہتر فیصلہ کرنے والے تھے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک علم و حکمت کا گنجینہ بن گیا، جس کے فیض سے سینے
علوم و معارف کے گنجینے بن جائیں خود اس کے علوم کا کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم
کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں اور
میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا وَفِي
رَوَايَةٍ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

(ترمذی و حاکم ص ۱۲۶)

ذاتِ اور دروازہ شہرِ علوم زیرِ فرمانش حجاز و چین و روم (اقبال)

حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں صحابہ
میں سوا حضرت علی کے کوئی ایسا نہ
تھا جس نے فرمایا ہو مجھ سے پوچھو!

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ
يَقُولُ سَلُونِي إِلَّا عَلِيًّا

(الرياض النضرة ص ۲۶۲ - الصواعق المحرقة ص ۱۲۵، كنز العمال ص ۳۹۷)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علم کے ہزار بابِ تعلیم کئے اور ہر باب
سے آگے علم کے ہزار ہزار باب
کھلتے ہیں۔

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَلْفَ بَابٍ يُفْتَحُ كُلُّ بَابٍ
إِلَى أَلْفِ بَابٍ

(البدایہ والنہایہ ص ۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لوگوں نے پوچھا کہ علی کیسے آدمی تھے؟ فرمایا

ان کا پیٹ علم و حکمت، قوت و طاقت اور
شجاعت سے لبریز تھا اور پھر وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربت بھی رکھتے تھے

كَانَ مُتَلَيًّا جَوْفَهُ حِكْمًا وَعِلْمًا وَ
بَأْسًا وَنَجْدَةً مَعَ قَرَابَتِهِ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(احمد، الرياض النفرة ص ۲۵۶، استيعاب ص ۲۶۶)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلِيٌّ عَيْبَتُ عِلْمِي

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ علی میرے علم بھید کا خزانہ ہے۔

(السراج المنير شرح الجامع الصغير ص ۴۱۴ کنز العمال ص ۱۵۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

بَاتَ الْقُرْآنُ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ
بِمَا فِيهَا حَرْفٌ أَوَّلُهُ ظَهْرٌ وَظُنٌّ وَأَنَّ
عَلِيًّا بَدْرَةٌ مِنَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ
ر كشف الظنون، حلیۃ الاولیاء ص ۶۵)

کہ قرآن سات حرفوں (یعنی قراتوں) میں نازل ہوا
ہے اور کوئی حرف ایسا نہیں جسکا ایک ظاہر اور
ایک باطن ہو اور ہر حرف کے ظاہر و باطن کا
علم حضرت علی کے پاس ہے۔

حضرت مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ سعدی فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

سَلَوْنِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي فَإِنِّي لَا
أَسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ دُونَ الْعَرْشِ
إِلَّا أَخْبَرْتُ عَنْهُ

پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ تم مجھے نہ پاؤ
بلاشبہ عرش کے سوا کسی چیز کے متعلق تم مجھ
سے نہیں پوچھو گے مگر میں اس کی خبر دوں گا۔

کنز العمال ص ۴۱۵ خالص الاعتقاد ص ۴۴)

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کے خطبے میں حاضر تھا، آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا۔

سَلَوْنِي قَوْلَ اللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ

مجھ سے پوچھو خدا کی قسم قیامت تک ہونیوالی

کسی چیز کے متعلق تم مجھ سے بہنیں پوچھو گے
مگر میں تمہیں بتاؤں گا،

شَيْءٌ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ

(خالص الاعتقاد ص ۲۴، الرياض النضرہ ص ۲۶۲)

علامہ سید شریف رحمۃ اللہ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں کہ جعفر و جامعہ
امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دو کتابیں ہیں جن میں آپ نے علم الحروف
کی روش پر ختم دنیا تک جتنے واقعات ہونے والے ہیں سب ذکر فرمائے ہیں۔
آپ کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ عنہم ان کتابوں کے رموز کو پہچانتے
اور ان سے احکام لگاتے تھے چنانچہ مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا بن
امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد ولی عہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا تو
امام علی رضا نے اس کے قبول میں فرمان بنا کر مامون رشید تحریر فرمایا کہ

بلاشبہ تو نے ہمارے حقوق پہچانے
جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے تھے
اس لئے میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا
ہوں مگر "جعفر و جامعہ" بتا رہی ہیں کہ
یہ کاا پورا نہ ہوگا۔

إِنَّكَ قَدْ عَرَفْتَ مِنْ حَقُوقِنَا
مَا لَمْ يَعْرِفْهُ آبَاؤُكَ فَقَبِلْتُ
مِنْكَ عَهْدَكَ إِلَّا أَنَّ الْجَفْرَ
وَالْجَامِعَةَ يَدُلَّانِ عَلَيَّ أَنَّهُ
لَا يَتِيهُ (خالص الاعتقاد ص ۴۵)

(چنانچہ سیاہی ہوا اور امام صاحب نے مامون رشید کی زندگی میں ہی شہادت پائی،
شریح بن ہانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزہ پر مسح کرنے کی نسبت پوچھا
حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ سے پوچھا!

(مسلم، الرياض النضرہ ص ۲۵۵)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لوگوں سے پوچھا
 کہ عاشورا کے دن روزہ کی نسبت تمہیں کس نے فتویٰ دیا ہے ؟
 قَالُوْ عَلِيٌّ ! قَالَتْ اَمَّا اَنْتَ ،
 لوگوں نے کہا (حضرت) علی نے فرمایا وہ
 اَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَنِ
 سنت (نبوی) کو لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں

(الریاض النضرہ ص ۲۵۵)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے
 لَا يَفْتِيَنَّ أَحَدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَ
 کہ حضرت علی کی موجودگی میں کوئی شخص
 عَلِيٌّ حَاضِرًا (استیعاب ص ۴۵)
 مسجد میں فتویٰ نہ دیا کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں
 خَطَبْنَا عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ دیا اور
 أَقْضَانَا عَلِيٌّ
 اس میں فرمایا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں

(استیعاب ص ۴۵ حلیۃ الاولیاء ص ۶۵۱ الریاض النضرہ ص ۲۶۲ صواعق ص ۲۴)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ریش مبارک بہت گھنی اور بھری
 ہوئی تھی چنانچہ ایک دن ایک یہودی جس کی داڑھی بھری ہوئی نہیں، بلکہ کہیں کہیں
 چند بال تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے علی آپ کا دعویٰ ہے کہ
 قرآن میں ہر شئی کا بیان ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو بتائیے قرآن میں میری اس منقر اور آپکی
 گھنی داڑھی کا بھی بیان ہے ؟ فرمایا ہاں سنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتَهُ بِإِذْنِ
 جو اچھی زمین ہوتی ہے وہ اپنے رب کے حکم سے خوب
 رَبِّهِ وَالَّذِينَ خَبثُوا لَيَخْرِجُنَّ إِلَّا نَكِدًا
 اگلی ہے اور جو خراب زمین ہے وہ نہیں اگلی نگر تھوڑا کھو

لہذا وہ اچھی زمین میری تھوڑی ہے، اور وہ خراب زمین تیری تھوڑی ہے،
 حضرت ابی حزن بن اسود فرماتے ہیں کہ ایک مجنونہ عورت نے نکاح کے ۶ ماہ
 بعد بچہ جنماؤگوں نے اس پر زنا کا الزام لگایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت
 کے رحم کا ارادہ فرمایا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ چھ ماہ کے بعد بھی بچہ ہو
 سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (قرآن)** اور بچہ کے
 حمل میں رہنے اور اس کے دودھ چھوڑانے کی مدت تیس مہینے ہے اور دودھ چھڑانے
 کی مدت دو برس ہے فرمایا **فِضْلُهُ فِي عَامَيْنِ** لہذا چوبیس ماہ دودھ چھڑانے اور چھ ماہ
 حمل میں رہنے کے پورے تیس ہوئے نیز مجنون مرفوع القلم ہیں

فَتَرَكَ عُمَرُ رَجْمَهَا وَ
 قَالَ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ
 عُمَرُ
 تو حضرت عمر نے اس کے رحم کا ارادہ ترک کر دیا
 اور فرمایا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا یعنی
 ایک بے گناہ عورت کا سنگسار ہونا میری ہلاکت کا باعث بنتا

دالویاض النضرۃ ص ۲۵۶، استیعاب ص ۴۴۲

ایک شخص نے آپ کے زمانے میں دو عورتوں سے نکاح کیا، اتفاق سے دونوں
 کو ایک ہی رات اور ایک ہی جگہ دو بچے ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے، رات
 اندھیری تھی بعد ازاں دونوں میں اختلاف ہو گیا کہ لڑکی کس کی ہے، اور لڑکا کس کا ہے
 ہر ایک یہی کہتی تھی کہ لڑکا میرا ہے، یہاں تک کہ وہ اختلاف جھگڑے کی صورت
 اختیار کر گیا۔ آخر دونوں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور ماجرا عرض کیا آپ
 نے دونوں کو اپنا اپنا دودھ نکال کر لانے کا حکم دیا، جب وہ لائیں تو آپ نے دونوں
 کا دودھ وزن کیا، جس کا دودھ وزنی نکلا، اس کو لڑکا دے کر فرمایا یہ بچہ اس کا ہے۔

فَقِيلَ لَهُ مِنْ أَيْنَ أَخَذْتَ هَذَا ؟
فَقَالَ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى لِلذَّكْرِ مِثْلُ
حِطِّ الْأَنْثِيِّينَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ
فَضَّلَ الذَّكْرَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي غِذَائِهِ

تو کسی نے کہا کہ یہ مسد آپ نے کہاں سے نکالا
ہے؟ فرمایا اللہ کے اس فرمان سے کہ لڑکوں کے
واسطے لڑکیوں سے دوگنا ہے بیشک اللہ نے مرد کو ہر
چیز میں فضیلت دی ہے یہاں تک کہ غذا میں بھی۔

(نزہۃ المجالس ص ۱۶۲)

حضرت حنش بن معتمر فرماتے ہیں کہ ایک عورت کے پاس دو قریشی سودینا
بطور امانت رکھ گئے، اور کہہ گئے کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تم
کسی ایک کو یہ امانت نہ دینا، ایک سال گزرنے پر ان میں سے ایک نے آکر کہا کہ
میرا وہ سا تھی مر گیا ہے لہذا وہ سودینا مجھے دے دے۔ اس نے دے دیے۔ ایک
سال اور گزر جانے پر وہ دوسرا سا تھی بھی آگیا اور آکر سودینا کا مطالبہ کرنے لگا،
اس عورت نے کہا کہ تمہارا سا تھی میرے پاس ایک سال پہلے آیا تھا اور یہ کہہ کر
کہ میرا سا تھی مر گیا ہے مجھ سے وہ سودینا لے گیا ہے۔ اس نے کہا کیا تمہارے ساتھ
یہ عہد نہ تھا کہ جب تک ہم اکٹھے نہ آئیں یہ امانت کسی اکیلے کو نہ دینا پس اس عورت
اور مرد میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ چنانچہ وہ دونوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور آپ نے دونوں کے بیانات سنے، اور سمجھ گئے کہ یہ آدمی اس
عورت سے دھوکا کر رہا ہے۔ فرمایا

أَلَيْسَ قُلْتُمَا لَا تُدْفِعِيَهُمَا لِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا
دُونَ صَاحِبِهِ؟ قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنَّ
مَالَكَ عِنْدَنَا إِذْ لَهَبْتُ فُجِّي بِصَاحِبِكَ حَتَّى

کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب
تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں تم یہ مال کسی
ایک کو نہ دینا؟ کہا ہاں! تو فرمایا تیرا مال مجھے

نَدْفَعُهَا إِلَيْكُمْ (الرياض النضره ص ۲۶) پاس ہے جا اپنے ساتھی کو لا اور دونوں آ
 شمس التواریخ ص ۷۸) کر اپنا مال لے جاؤ!

ایک مرتبہ کونے سے سات آدمی اکٹھے سفر کو گئے، ایک عرصے کے بعد جب
 سفر سے واپس آئے تو ایک ان میں نہیں تھا، مفقود کی بیوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 کے دربار میں آکر ان چھ آدمیوں پر اپنے خلووند کے قتل کا الزام لگا کر دعویٰ کر دیا حضرت
 نے ان کو بلایا اور ہر ایک کو الگ الگ مسجد کے گوشوں میں بٹھا کر ایک ایک آدمی ان پر
 مقرر فرمایا تاکہ ایک دوسرے کو مل کر بات نہ کر سکیں، پھر ایک کو ان میں سے بلا کر مفقود
 کا حال دریافت فرمایا، اس نے انکار کیا اور کہا ہم نے قتل نہیں کیا، اس کے انکار پر
 حضرت نے بلند آواز سے تکبیر کہی، اس کے پانچ ساتھیوں نے جب آپ کی تکبیر کی
 آواز سنی تو انہوں نے گمان کیا کہ ان کے ساتھی نے سارے حالات بتا کر قتل کا اقرار
 کر لیا ہے، اس وجہ سے حضرت امیر نے تکبیر بلند فرمائی ہے، پھر آپ نے ان میں سے
 ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بلایا تو ان سب نے اس بنا پر اس کے قتل کا اقرار کر لیا کہ ان کے
 ساتھی نے جب اقرار کر لیا ہے اور سارے حالات بتا دیے ہیں، تو اب ہمارا انکار
 کچھ فائدہ نہ دے گا وہ پہلا شخص کہنے لگا اے امیر المؤمنین انہوں نے اقرار کیا ہے میں
 نے تو اقرار نہیں کیا ہے، آپ نے فرمایا یہ لوگ تیرے ساتھی ہیں اور تیرے فعل پر
 شہادت دے رہے ہیں ان کی شہادت کے بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں پہنچاتا پس
 اس نے بھی ان کے ساتھ اس کے قتل میں شریک ہونے کا اقرار کر لیا، جب ان کا
 اعتراف قتل کامل ہو گیا تو آپ نے ان پر اللہ کا حکم جاری فرمایا۔

ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دو آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے آئے، ایک نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرا ایک گدھا تھا اس شخص کی گائے نے اس کو مار ڈالا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ جانوروں کے فعل کا کوئی کیا ذمہ دار ہو سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو، حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ وہ دونوں جانور بندھے تھے یا کھلے تھے؟ یا ان میں سے ایک بندھا، اور دوسرا کھلا تھا؟ گدھے کے مالک نے کہا کہ میرا گدھا بندھا تھا، اور اس کی گائے کھلی تھی، اور یہ اس کے ساتھ تھا۔ گائے کے مالک نے اس کی تصدیق کی، حضرت علی نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ گائے کا مالک، گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا فیصلہ درست ہے۔ چنانچہ وہی فیصلہ جاری کیا گیا۔ (نور الابصار ص ۸۸)

حضرت زربن حبش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے ایک کے پاس پانچ، اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں کہ اتنے میں ایک تیسرا آگیا ان دونوں نے اس کو کھانے کی دعوت دی، وہ بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ وہ تینوں آٹھوں روٹیاں کھا چکے تو وہ تیسرا آدمی اٹھا اور اس نے ان کو آٹھ درہم دے کر کہا کہ یہ عوین ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے ساتھ کھایا ہے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میری پانچ روٹیاں تھیں اور تیری تین۔ لہذا تو تین لے لے اور میں پانچ تین روٹیوں والے نے کہا، میں تین نہیں لوں گا بلکہ نصفاً نصف۔ چار تو اور چار ہیں، اس پر ان میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ تصفیہ کے لئے دونوں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس حاضر ہوئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ جو کچھ تیرا دوست تجھ کو دیتا ہے خوشی سے لے لے۔ اس میں تجھے فائدہ ہے۔ اس نے کہا جب تک مجھے میرا حق نہ ملے میں خوش نہیں ہوں گا، آپ نے فرمایا تیرا حق تو پھر ایک درہم ہے۔ اس نے کہا امیر المؤمنین! میرا حق ایک درہم کیونکر ہے؟

فرمایا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں پندرہ تیرے ساتھی پانچ روٹی والے کی اور نو تیری اور تم نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں، اور تیری نو میں سے ایک تہائی بھی اور تیرے دوست کی پندرہ تہائیاں تھیں آٹھ اس نے کھائیں اور اس کی سات بچیں ایک تہائی تیرے اور سات تیرے دوست کی، آٹھ وہ کھا گیا آٹھ تہائیاں کھا کر اس نے آٹھ درہم دیے لہذا فی تہائی ایک درہم تیرا اور سات تیرے دوست کے تو اس نے عرض کیا! اب میں ایک ہی پر راضی ہوں۔

قَالَ لِأَنَّ الْغَائِنَةَ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ
ثَلَاثًا لِصَاحِبِ الْخُمْسَةِ خُمُسَةٌ عَشْرًا
وَأَنْكَتِ سَعَةً وَقَدْ اسْتَوَيْتُمْ فِي الْأَكْلِ
فَأَكَلَتْ سَعَانِيَةً وَبَقِيَ لَكَ وَاحِدَةٌ
وَأَكَلَ صَاحِبُكَ سَعَانِيَةً مَا بَقِيَ لَكَ
سَبْعَةٌ وَأَكَلَ الثَّالِثُ سَعَانِيَةً
سَبْعَةً لِصَاحِبِكَ وَوَاحِدَةً لَكَ
فَقَالَ رَجُلٌ رَضِيْتُ الْوَأْنَ

راستبغاب ص ۴۷۵۔ کنز العمال ص ۴۹۸
الرياض النضره ص ۲۶۳۔ الصواعق
المحرقة ص ۱۲۷

ایک مرتبہ آپ گھر سے نکل کر کہیں جانے کے لئے سوار ہو رہے تھے، ایک پاؤں رکاب میں تھا کہ ایک تور آگئی اور عرض کیا یا امیر المؤمنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مرا ہے اور مجھ کو لوگوں نے صرف ایک دینار دیا ہے۔ میں آپ سے اپنا حق اور

انصاف پوچھنے آئی ہوں۔ آپ نے اسی وقت فرمایا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں ہوں گی، اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا دو تہلے یعنی چار سو دینار تو ان کے ہو گئے، پھر فرمایا تیرے بھائی کی ماں اور زوجہ بھی ہو گی، اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا سو دینار یعنی سو دینار ماں کے اور تہلے یعنی پچھتر دینار زوجہ کے ہو گئے۔ پھر فرمایا تیرے بارہ بھائی ہیں، کہا ہاں! فرمایا دو سو دینار بھائیوں کو ملے، ایک دینار تیرا حق ہے، پس تو اپنا حق پا چکی ہے، جا لوٹ جا! (مطالب السؤل)

ایک مرتبہ آپ کوفے کے منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المؤمنین! میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور اس کا خاوند کے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے، اور میرے داماد کے وارث اس کو نوں حصہ دیتے ہیں میں آپ سے انصاف کا خواہاں ہوں، فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ کر مرا ہے، عرض کیا ہاں! فرمایا اس کے ماں باپ بھی زندہ ہیں، عرض کیا ہاں! فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نوں حصہ ہو گیا ہے پس تو اس سے زیادہ مت طلب کر! (مطالب السؤل)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

أَعْلَمُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِالْفَرَاغِ
 کہ مدینہ منورہ میں فراغ کو سب سے زیادہ جانتے والے علی بن ابیطالب ہیں،

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (الرياض النضره ۲۵۶)
کرامات حضرت ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کوفی میں تشریف لائے تو ان کے ساتھ بہت سے لوگوں نے عرب سے کوفے میں آکر بوردو باش اختیار کر لی ان میں سے ایک نوجوان آپ کے لشکر میں

داخل ہو گیا اور آپ کے ساتھ لڑائیوں میں حاضر رہا۔ اس نوجوان نے عرب سے آئے ہوئے لوگوں میں سے ایک عورت کے ساتھ اپنا نکاح کر لیا۔ اسی روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمایا کہ فلاں محلے میں ایک مسجد ہے۔ اس مسجد کے قریب ایک مکان ہے، اس مکان میں تجھے ایک عورت اور ایک مرد کے آپس میں تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی، تو ان دونوں کو جا کر میرے پاس لے آؤ! وہ آدمی گیا اور ان دونوں کو لے کر حاضر خدمت ہو گیا، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم رات بھر تکرار کیوں کرتے رہے؟ اس نوجوان نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب خلوت کا وقت ہوا مجھے اس سے قدرتی طور پر ایسی نفرت ہو گئی کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اس کو اسی وقت گھر سے نکال دوں اور میں نے اس سے صحبت وغیرہ نہیں کی، اس وجہ سے میری اور اس کی تکرار ہو رہی تھی، کہ آپ کا خادم پہنچا، اور ہم اس کے ساتھ آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں! آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ بہت سی باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو غیر کے سامنے بیان نہیں کی جاتیں۔ یہ سن کر سب حاضرین سوائے ان دونوں کے اٹھ کر چلے گئے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کیا تو جانتی ہے کہ یہ نوجوان کون ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں! فرمایا اگر ہم تجھ پر تیری کوئی محفی بات ظاہر کریں تو تو انکار تو نہیں کرے گی؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا کیا تو فلاں اور فلاں کی بیٹی نہیں ہے؟ کہا ہاں! فرمایا کیا تیرا بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی؟ اس نے کہا ٹھیک ہے! فرمایا تیرا باپ تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور اپنے پڑوس سے اس کو نکال دیا تھا؟ عرض کیا بالکل ٹھیک ہے! فرمایا کہ پھر تو ایک رات قضاے حاجت کے بہانے

گھر سے نکلی اور اس سے جا کر ملی تو اس نے تجھ سے وطن کی اور تو اس سے حاملہ ہو گئی۔ اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپایا، اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہو گئی، وضع حمل کے وقت وہ رات کو تجھے لے کر گھر سے نکلی اور باہر جا کر تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تم نے بچہ میں لپیٹ کر وہیں رکھ دیا۔ اور آپ وہاں سے چلے کہ ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا۔ تجھے خوف پیدا ہوا کہ کہیں اسے کھانہ جائے تو تو نے ایک پتھر اٹھا کر اس کو زور سے مارا اور وہ پتھر اس بچہ کے سر پر جا لگا۔ اور اس کا سر زخمی ہو گیا۔ تو نے اور تیری ماں نے وہاں پہنچ کر اس کے سر پر پٹی باندھی اور اس کو وہیں چھوڑ دیا اور دونوں گھر چلی آئیں۔ پھر تمہیں اس کا حال معلوم نہیں۔ وہ عورت یہ سن کر حیران خاموش تھی۔ فرمایا: سبح بول اعرض کرنے لگی یا امیر المؤمنین سبح ہے۔ میری ماں کے سوا کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ فرمایا: میں تو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے۔ پھر فرمایا فلاں قوم کے لوگ صبح صبح وہیں سے گزرے وہ اس کو اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا کر جوان ہوا اور ان کے ساتھ کونے میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا۔ یہ تیرا وہی بیٹا ہے پھر آپ نے اس کو جوان سے فرمایا اپنا سر کھول دے! اس نے کھول دیا۔ اور زخیم کا اثر نظر آیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے۔ خدانے اس امر سے جو کہ اس پر حلام تھا اسکو بچایا ہے اپنے بیٹے کو لے اور گھروٹ جا تم دونوں کے درمیان نکاح نہیں ہے۔

فَقَالَ لَهَذَا ابْنُكَ قَدْ عَصَمَهُ اللَّهُ
مِمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِ فُخْدِي وَكَذَلِكَ
وَالضَّرِيءُ فَلَا نِكَاحَ بَيْنِكُمَا
(مطالب المسؤل لطلحة الشافعی

شمس التواریخ ص ۸۰)

آپ کے مہذب خلافت میں ایک حبشی غلام نے چوری کی۔ اس کو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے اقرار کرتے ہوئے کہا جی ہاں! آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ ہاتھ کٹوا کے چلا تو راستے میں اس کو سلمان فارسی اور ابن الکراء نے اس سے پوچھا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟

اس نے جواب دیا امیر المؤمنین، امام المسالین، داماد رسول، شوہر بتول حضرت علی نے، ابن الکراء نے کہا انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹ دیا اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے؟ اس نے کہا میں ان کی تعریف کیوں نہ کروں، انہوں نے میرا ہاتھ عدل کرتے ہوئے از روئے حق کاٹا ہے اور مجھے دوزخ سے بچا رہا ہے! حضرت سلمان فارسی نے اس کا یہ جواب امیر المؤمنین حضرت علی کی خدمت میں آکر عرض کر دیا۔

آپ نے اس حبشی کو بلایا

اور اس کا ہاتھ اس کے پیچھے پر رکھ کر رومال سے ڈھانپ دیا اور دعا فرمائی تو ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ رومال کو ہاتھ سے اٹھا دو تو جو نہی ہم نے رومال اٹھایا اس کا ہاتھ اللہ کے حکم اور اسکی قدرت

وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى سَاعِدِهِ وَغَطَاهُ
بِمِنْدِيلٍ وَدَعَا بِدَعْوَاتٍ فَسَمِعْنَا
صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ اِرْفَعِ الرَّيْدَ اَعْيُنِ
الْيَدِ فَرَفَعْنَاهُ فَاذَّالْيَدُ قَدْ
بَرَّاتُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالَى وَجَمِيلِ
صُنْعِهِ

کی خوبی سے درست ہو گیا تھا۔

(تفسیر کبیر ص ۲۷۹)

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ

حضرت علی اور آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم

نے ایک رات ایک شخص کو سنا جو نہایت دردناک لہجے میں اشعار پڑھ رہا تھا جن کا مضمون یہ تھا کہ اللہ تو بخشنہا رہے میری خطا کو معاف فرما کر مجھے بخش دے حضرت علی نے دونوں صاحبزادوں کو فرمایا کہ اس کو بلاؤ! ان کے بلانے پر وہ شخص حاضر ہوا، اس کا دایاں ہاتھ سوکھا ہوا بیکار تھا، آپ نے اس سے فرمایا کہ میں نے تمہارے اشعار سنے ہیں، کیا معاملہ ہے؟ اس نے عرض کیا حضور میں وہ شخص ہوں جو عیش و عشرت اور گناہوں میں مشغول رہتا تھا، اور میرے والد مجھے نصیحت کیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفتیں بھی ہو ا کرتی ہیں اور سزائیں بھی، جو ظلم کرنے والوں سے دور نہیں ہوتیں، ایک دن انہوں نے مجھے سختی سے نصیحت کی تو میں ان کو مار بیٹھا، انہوں نے قسم کھالی، وہ میرے لئے بد دعا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے مکہ مکرمہ جائیں گے، چنانچہ وہ گئے اور میرے لئے بیت اللہ شریف میں بد دعا کی، بس اسی وقت سے میرا یہ دایاں ہاتھ خشک اور بیکار ہو گیا، میں اپنے کئے پر بہت نادام و شرمسار ہوا۔ ان کی منت و سماجت کی معافی مانگی یہاں تک کہ میں نے ان کو راضی کر لیا تو انہوں نے کہا کہ میں تمہارے لئے دعا کرنے میں بھی وہیں جاؤں گا جہاں بد دعا کی تھی چنانچہ میں نے ان کو اونٹنی پر سوار کر دیا لنگرانٹنی بدگ گئی اور ان کو پتھروں کے درمیان لے جا کر پھینک دیا، وہ اسی وقت مر گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر تمہارے والد خوش ہو گئے تھے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو گئے، اس نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میرے والد مجھ سے خوش ہو گئے تھے، آپ نے چند کعتیں پڑھیں اور آہستہ آہستہ دعا کی اس کا ہاتھ اسی وقت درست ہو گیا فرمایا اگر تمہارے والد خوش نہ ہو گئے ہوتے تو میں تمہارے لئے دعا نہ کرتا (جمال الاولیاء ص ۲۸)

حضرت علی بن زاذان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک حدیث بیان فرمائی تو ایک شخص نے اس کی تکذیب کی آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہو تو میں تیرے لئے بددعا کروں ہ اس نے کہا ہاں!

فَدَعَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْرَحْ حَتَّى
ذَهَبَ بَصَرُهُ

آپ نے اس پر بددعا فرمائی پس وہ وہاں سے ابھی ہٹا بھی نہ تھا کہ اس کی بینائی جاتی رہی

(الرياض النضره ط ۲۹۶) الصواعق المحرقة ص ۱۳۱) البدایہ والنہایہ ص ۵۱۱

تواضع حضرت ابو مطر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مسجد سے نکل کر جا رہا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی اپنا تہ بند اوپر اٹھاؤ یہ میں نے مڑ کر دیکھا تو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ (کرم اللہ وجہہ) تھے آپ کے ہاتھ میں دہہ تھا میں آپ کے ساتھ ہو گیا آپ اونٹوں کے بازار میں تشریف لے گئے اور تاجروں سے فرمایا بیچو مگر قسم نہ کھاؤ کیونکہ اس سے برکت جاتی رہتی ہے اگرچہ چیز بیک جاتی ہے پھر ایک کھجور بیچنے والے کی دکان پر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک غلام رو رہا ہے اس سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی اس نے کہا میں نے اس دکان والے سے ایک درہم کی کھجور خریدی ہے مگر میرے مالک نے واپس کر دی ہے اور یہ مجھ سے واپس نہیں لیتا آپ نے اس دکان دار سے فرمایا یہ غلام ہے اپنا اختیار نہیں رکھتا لہذا اس سے واپس لے لو اس نے تامل کیا تو میں نے کہا تو جانتا نہیں کہ یہ کون ہیں یہ امیر المؤمنین علی ہیں! اس نے کھجوریں واپس لے لیں اور اس غلام کو درہم دے دیا اور عرض کیا آپ مجھ پر خوش ہیں ہ فرمایا اگر مجھے خوش کرتا ہے تو لوگوں کو ان کا حق پورا دو! پھر آپ دوسرے دکان داروں کے پاس تشریف لے گئے فرمایا اگر

مسکینوں کو کھلاؤ گے تو تمہارے کسب میں برکت ہوگی! وہاں سے مچھلی بیچنے والوں کی دکانوں پر تشریف لے گئے اور فرمایا ہمارے بازار میں طانی یعنی وہ مچھلی جو مکر پانی کے اوپر آجاتی ہے نہ بیچنا! پھر پارچہ فروشوں کی دکانوں پر تشریف لے گئے اور فرمایا تین درہم کی ایک قمیص مجھے دو! مگر جب دیکھا کہ دکان دار آپ کو پہچانتا ہے تو اس سے نہیں خریدا۔ دوسری دکان پر تشریف لے گئے، وہ بھی آپ کو پہچانتا تھا اس سے بھی نہ لیا۔ پھر ایک نوجوان لڑکے کی دکان پر تشریف لے گئے جو آپ کو پہچانتا نہیں تھا اس سے تین درہم کا ایک قمیص خریدا۔ جب اس کا والد دکان پر آیا تو کسی نے اس کو خبر کر دی کہ تیرے لڑکے نے امیر المومنین علی کو تین درہم کی ایک قمیص دی ہے وہ اپنے لڑکے پر بہت خفا ہوا کہ تو نے امیر المومنین سے ایک درہم زیادہ کیوں لیا؟ پھر وہ ایک درہم لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ ایک درہم آپ واپس لے لیں! فرمایا کیوں؟ اس نے عرض کیا اس قمیص کی قیمت جو آپ نے میرے لڑکے سے خریدی ہے دو درہم ہے۔ فرمایا

بَاعَتْنِي بِرِصَانِي وَ
أَخَذْتُ بِرِضَاءٍ
بیع و خمر اہل طرین کی رضنا سے ہو گئی، اب
اس کی ضرورت نہیں ہے۔

(کنز العمال ص ۱۴۰ - البدایہ و النہایہ ص ۱۰، الریاض النضرہ ص ۱۳۱)

حضرت عنترہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں قصر خورنق میں حاضر ہوا۔ سخت سردی کے دن تھے آپ نے ایک پرانا کھیس اوڑھا ہوا تھا اور شدت سردی سے کانپ رہے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کے اہل و عیال کے لئے

اس بیت المال میں حصہ مقرر فرمایا ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں۔

تو فرمایا خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ تمہارے مالوں میں سے کچھ لوں، یہ میرا وہی کھیس ہے جس کو میں مدینہ سے اپنے ساتھ لایا تھا۔

فَقَالَ اِنِّي وَاللَّهِ لَا اُرْزَا مِنْ مَالِكُمْ شَيْئًا وَهَذِهِ الْقَطِيفَةُ هِيَ الَّتِي خَرَجْتُ بِهَا مِنَ الْمَدِينَةِ

(الرياض النضرة ص ۳۱۴) (البدایہ والنہایہ ص ۳ شمس التواریخ ص ۱۲۹۸)

حضرت حسن بن جرموز اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) مسجد کوفہ سے نکلے آپ کے اوپر دو کپڑے تھے ایک کپڑا آپ نے بطور تہبند بلندھا ہوا تھا اور دوسرا اوپر اوڑھا ہوا تھا، آپ کے ہاتھ میں درہ تھا، بازاروں میں تشریف لے گئے۔

تو آپ نے دکان داروں کو اللہ عزوجل کا خوف، سچ بولنے، کھرا سودا بیچنے، پیمانے کو پورا کرنے، اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم فرمایا۔

فَاَمَرُوهُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَصِدْقِ الْحَدِيثِ وَحُسْنِ الْبَيْعِ وَالْوَفَاءِ فِي الْكَيْلِ وَالْقِسْطِ فِي الْمِيزَانِ

(الاستیعاب ص ۴، الرياض النضرة ص ۳۰۵، البدایہ والنہایہ ص ۳)

حضرت ابوالنوار پارچہ فروش فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المؤمنین اپنے غلاما قنبر کو ساتھ لئے ہوئے میری دکان پر تشریف لائے اور دو موٹے کپڑے خریدے تو اپنے غلام قنبر سے فرمایا دونوں میں

فَقَالَ لِعُغْلَامِهِ قُنْبَرُ اِحْتَرِ لِيَهُمَا

سے جس کو چاہو لے لو! تو قبر نے ایک پسند
کر کے لے لیا اور دوسرا آپ نے لے کر پہن لیا

سِدَّتْ فَخَيْرٌ قُنْبَرًا أَحَدَهُمَا
وَ أَخَذَ الْآخَرَ فَلَبَسَهُ (احمد)

حضرت ابن عباس اور ابو مطر لہری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ

نے اپنے عہد خلافت میں تین درہم سے ایک تمیض خریدا جب اس کو پہنا تو کہا۔

سب تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے مجھے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَزَقَنِي

عمدہ لباس دیا جس سے میں لوگوں میں زینت

مِنَ الرِّيَاسَةِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي

کروں اور اپنے ستر کو چھپاؤں گا پھر فرمایا میں

النَّاسِ وَ إِذْ أَرَى بِهِ عَوْرَتِي ثُمَّ

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے

قَالَ هَكَذَا تَمِعْتُ رَسُولَ

ہی سنا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۱۰)

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین علی (کرم اللہ وجہہ)

کو کوفے کے بازار میں دیکھا کہ دست مبارک میں تلوار لئے ہوئے فرما رہے تھے۔

مَنْ يَشْتَرِي مِنِّي هَذَا السَّيْفَ؟

کوئی ہے مجھ سے یہ تلوار خریدنے والا.....؟

فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ لَطَالَمَا كَشَفْتُ

خدا کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا میں نے کئی بار اس

بِهِ الْحُرُوبَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ

تلوار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ

لڑائیوں کو فتح کیا ہے اگر میرے پاس ایک تہبند

عِنْدِي ثُمَّ إِنِّي مَالِيعَةٌ

کی قیمت ہوتی تو میں اس کو ہرگز نہ بیچتا۔

کنز العمال ص ۴۰۹، الرياض النضرة ص ۳۱۲، حلیۃ الاولیاء ص ۸۳

حضرت عمرو بن قیس فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت

میں عرض کیا گیا کہ آپ اپنی تمیض کو پیوند کیوں لگاتے ہیں؟

قَالَ يَخْشَعُ الْقَلْبُ وَيَقْتَدِرُ
بِهِ الْمُؤْمِنُ
فرمایا اس سے دل نرم رہتا ہے اور مؤمن اس کی
سیروی کرتا ہے۔

(الرياض النضرة ص ۳۰۶، کنز العمال ص ۴۰۹)

حضرت صالح اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ

رَأَيْتُ عَلِيًّا إِشَارِي تَمْرًا بِدِرْهِمٍ
فَحَمَلَهُ فِي مِحْفَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا
امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا خِمْلَةٌ عِنْدَكَ؟
فَقَالَ أَبُو الْعِيَالِ أَحَقُّ بِخِمْلِهِ
میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ
آپ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور
ان کو چدر میں ڈال کر خود اٹھایا ایک شخص نے
کہا امیر المؤمنین لائے میں اٹھا لیتا ہوں۔
فرمایا میں ہی اس کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہوں
(البدایہ والنہایہ ص ۳۸۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امیر المؤمنین
علی کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے ہیں۔ میں نے
تعجب کیا تو فرمایا کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُخِصِفُ نَعْلَهُ وَيَرْقَعُ ثَوْبَهُ
وَيُرْكَبُ الْعِسَاءَ وَيُرْدِفُ
خَلْفَهُ (احمد)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے اور
کپڑے کو پیوند لگا لیا کرتے اور گدھے پر سواری
فرمایا کرتے اور اپنے پیچھے دوسرے کو
بھی بٹھالیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن شریک اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت
میں فالودہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کو دیکھا کہ فرمایا۔ اس کی خوشبو۔ رنگ اور ذائقہ
کتنا اچھا ہے۔

لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ
اپنے نفس کو ایسی چیز کا عادی بناؤں جس کا
وہ عادی نہیں ہے۔

وَلَعِنَ أَكْرَهُ أَتُ
أَعْوَدَ نَفْسِي مَالًا
تَعْتَدُ

دکنزل العمال ضاً۳) الریاض النضرۃ ص۳۳، حلیۃ الاولیاء ص۵۸
حضرت عبداللہ بن زین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عید الاضحیٰ کے دن
امیر المومنین حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے آگے
حریر رکھا میں نے عرض کیا امیر المومنین اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ اللہ تعالیٰ
نے آپ کے لئے مال و متاع کی کثرت کی ہے (مطلب یہ ہے کہ اس قدر مال و متاع
کے ہوتے ہوئے عید کے دن (حریر) فرمایا اے عبداللہ!

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے فرماتے تھے کہ خلیفہ المسلمین کیلئے
خدا کے مال سے دو پیمانوں سے زیادہ لینا
حلال نہیں، ایک پیمانہ تو اس کے اور
اس کے اہل و عیال اور دوسرا اس کے
بھائیوں کے لئے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَجِلُّ لِلْخَلِيفَةِ
مِنْ مَالِ اللَّهِ إِلَّا قِصْعَتَانِ قِصْعَةٌ
يَأْكُلُهَا هُوَ وَأَهْلُهُ وَقِصْعَةٌ
يَضَعُهَا بَيْنَ أَيْدِي النَّاسِ

(الریاض النضرۃ ص۳۳، البیادۃ والنہایۃ ص۳۳)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت علیؑ
کی خدمت میں دارالامارۃ کوفہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ
دودھ کا رکھا ہوا تھا، روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی اپنے ہاتھوں سے اور کبھی گھٹنے
پر رکھ کر توڑتے تھے یہ دیکھ کر مجھے بہت احساس ہوا تو میں نے آپ کی لوند کی ففتہ سے کہا

اَلَا تَرَوُنَّ عَلٰی هٰذَا الشَّيْخِ
 ان کے لئے جو چھان کر روٹی پکایا کر! کیا تو نہیں دیکھتی کہ روٹی پر بھوسی لگی ہوئی ہے
 اور اس کے توڑنے پر ان کو کیسی مشقت ہوتی ہے، ہفتہ نے جواب دیا امیر المؤمنین
 نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم ان کے لئے کبھی بھی چھان کر نہ پکایا کریں یہ سن کر امیر المؤمنین
 میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابن غفلہ تو اس لونڈی سے کیا کہہ رہا ہے
 میں نے جو کچھ کہا تھا عرض کرو یا اور التجا کی اے امیر المؤمنین آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے
 اور اتنی مشقت نہ اٹھائیے!

تو آپ نے فرمایا اے سوید! تجھ پر افسوس ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل و عیال
 نے کبھی تین دن برابر گریہوں کی روٹی ٹشکم سیر نہ کر
 نہیں کھائی اور نہ ہی کبھی آپ کیلئے آٹا چھانکر پکایا
 گیا اور ایک دفعہ میں مدینہ منورہ میں سخت
 بھوکا تھا تو مزدوری کیلئے نکلا، دیکھا کہ ایک
 عورت مٹی کے ڈھیلوں کو جمع کر کے ان کو
 بھگونا چاہتی تھی میں نے اس سے فی ڈول ایک
 کھجور اجرت ملے کی اور سولہ ڈول ڈال کر اس
 مٹی کو بھگو دیا یہاں تک کہ میرے ہاتھوں
 میں چھالے پڑ گئے پھر وہ کھجوریں لے کر میں
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

فَقَالَ وَيْحَكَ يَا سَوِيدُ مَا شَبِعَ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَ اَهْلُهُ مِنْ خُبْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى
 لَقِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا خَلَّ لَهُ طَعَامٌ قَطُّ
 وَ لَقَدْ جَعْتُ بِالْمَدِيْنَةِ جُوعًا شَدِيْدًا
 فَخَرَجْتُ يَطْلُبُ الْعَمَلِ فَاذْ اِبْرًا مَّرَاةً
 قَدْ جَمَعَتْ مَدْرًا تُرِيْدُ اَنْ تَبْلُوهُ
 فِقَاطَعَتْهَا عَلٰى رِجْلِهَا مَدْرًا
 سِتَّةَ عَشْرَ رُكُوْعًا حَتّٰى مَجَلَّتْ يَدَاىِ
 ثُمَّ اَخَذَتْ الشَّمْرَ وَ اَتَيْتُ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَاخْبَرْتُهُ فَاْكَلَتْ مِنْهُ

حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپ
نے بھی ان کھجوروں میں سے کھائیں۔

ہج البلاغہ میں آپ کا ارشاد مبارک نقل کیا گیا ہے۔ فرمایا۔

وَاللّٰهُ لِيَدُنِّيَا كُمْ هٰذِهِ
اَهْوَنُ لِيْ عَيْنِيْ مِنْ عِرَاقِ
خَيْرِيْ فِيْ يَدِيْ مَجْدُوْمِ
انہج البلاغہ ص ۲۵

خدا کی قسم! جو تمہاری دنیا ہے یہ میری
نظروں میں اس خنجریر کی ادھڑی جو کسی
جذامی کے ہاتھ میں ہو اس سے بھی زیادہ
ذلیل ہے۔

غور و فکر سے کام لینے والے ابھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ جس خلافت کا یہ
حال ہو کہ نہ پیٹ بھر روٹی ملے اور نہ پہننے کو کپڑا، اور کاموں کی اس قدر کثرت کہ
دن رات آرام نہیں، اور دکان، دکان پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے
جانا اور اس پر بھی ہر وقت خوفِ الہی وارد کہ کہیں کوئی کام ایسا نہ ہو جائے جو
عتابِ الہی کا باعث ہو جائے کیا ایسی خلافت کو آدمی شوق سے
قبول کر سکتا ہے؟ مگر چونکہ وہ مقدس ترین لوگ اس خدمتِ دین و خلق کو
عبادت سمجھتے تھے لہذا انہوں نے قبول کر لیا۔

چنانچہ مسئلہ خلافت میں حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
کا وہ ارشاد جو فیصلہ کن ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

حضرت انا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت امیر المومنین
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بصرہ میں تشریف لائے تو ابن الکوار اور قیس بن عبادہ
نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا امیر المومنین! بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ ان کے بعد خلیفہ ہوں گے، کیا یہ بات درست ہے؟ کیونکہ آپ سے بڑھ کر اس بات کو اور کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت علی نے فرمایا یہ بالکل غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا۔ اگر آپ نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو ہرگز منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے نہ ہونے دیتا، اور ان کو قتل نہ دیتا، خواہ کوئی میرا ساتھ دیتا یا نہ دیتا، تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ قتل ہوئے اور نہ آپ کا اچانک انتقال ہوا بلکہ آپ مرض الموت میں چند دن مبتلا رہے جس وقت آپ کی بیماری نے طول پکڑا تو مؤذن نے آپ کو نماز کرنے لئے بلایا۔ آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے نماز پڑھائی اور آپ اپنے مقام پر دیکھتے رہے۔ جب دوسری نماز کا وقت آیا پھر مؤذن نے آپ کو نماز کے لئے بلایا، آپ نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور آپ اپنی جگہ سے دیکھتے رہے۔ حالانکہ ام المومنین (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے آپ کو روکا مگر آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا کہ ابوبکر ہی کو کہو کہ نماز پڑھائیں، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے اپنے امور و معاملات میں غور و فکر کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے واسطے منتخب کیا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے واسطے منتخب کیا تھا۔ کیونکہ نماز دین اسلام کی اصل اور جڑ ہے اور آپ دین و دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے، لہذا ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور بلاشبہ وہی اس کے اہل تھے، اسی واسطے ان کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ

کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا۔ چنانچہ میں نے بھی ان کا حق ادا کیا، اور ان کی اطاعت کی اور ان کے لشکروں میں شریک ہو کر کفار سے جہاد کیا جو کچھ انہوں نے مجھے عطا کیا میں نے لے لیا اور جہاں کہیں انہوں نے مجھے بغرض جہاد بھیجا میں گیا اور دل کھول کر لڑا اور ان کے حکم سے حد شرع لگائی پھر جب ان کا وصال ہو گیا تو چونکہ وہ حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا گئے تھے ہم نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ کیا تھا جب ان کا بھی انتقال ہونے لگا تو میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور اسلام میں اپنی سبقت اور اپنے اعمال و افعال پر نظر کی تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمر اب میرے برابر کسی کو نہیں خیال فرمائیں گے لیکن انہیں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنا جاؤں جس کا انجام اچھا نہ ہو، اسی خیال سے انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی خلافت سے محروم کر دیا، ورنہ ان کے بیٹے سے بڑھ کر خلافت کا کون مستحق ہو سکتا تھا؟ چنانچہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب خلافت کا مسئلہ قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں تھا، جن میں ایک میں بھی تھا، چنانچہ ان چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب خلافت کے لئے بیٹھی اور آپس میں یہ عہد کیا کہ جو خلیفہ منتخب ہو جائے اس کی اطاعت کی جائے۔ اس وقت بھی میرے دل میں خیال تھا کہ یہ مجھ سے دریغ نہ کریں گے لیکن عبدالرحمن بن عوف نے غور و فکر کے بعد حضرت عثمان بن عفان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی، میں نے اب دوسرے چار آدمیوں کے اس کیسے ہوئے عہد پر قائم رہتے ہوئے حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چنانچہ ان کے ساتھ بھی میں اسی طرح پیش آیا جس طرح

ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے ساتھ پیش آیا تھا۔ حضرت عثمان کی بھی شہادت ہو گئی تو میں نے خیال کیا کہ وہ دونوں خلیفہ بن کی خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "صلوٰۃ" کے ساتھ عہد لیا تھا گزر گئے اور جن کے لئے مجھ سے اطاعت کا وعدہ لیا تھا وہ بھی چل بسے لہذا میں نے بیعت لینا شروع کر دیا چنانچہ اہل حرمین شریفین اور اہل بصرہ و کوفہ نے مجھ سے بات کر لی ہے اب اس معاملہ خلافت میں ایک شخص میرا مقابل بن گیا ہے جو نہ تو قرابت میں میرے مثل ہے نہ علم و فضل میں نہ سبقتِ اسلام وغیرہ میں۔ بلاشبہ ہر حالت میں میں اس سے زیادہ مستحق خلافت ہوں!

(تاریخ الخلفاء ص ۶۸)

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اکثر خطبے میں فرماتے رہتے ہیں الہی ہم کو بھی ایسی ہی صلاحیتیں عطا فرما جیسی تو نے اپنے خلفاء راشدین و مہدیین کو عطا فرمائی تھیں، وہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

اور فرمایا وہ میرے حبیب ابوبکر و عمر تھے وہ دونوں ہدایت کے امام اور شیخ الاسلام تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدی تھے جس شخص نے ان دونوں کی اقتدار کی اس نے نجات پائی اور جس نے اس راہ میں ثابت قدمی اختیار کی وہ اللہ کی

قَالَ هُم حَبِيبَانِي أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ أَمَامَا الْهَدَىٰ وَشَيْخَا
الْإِسْلَامِ وَرَجُلَا قَدَرِي
وَالْمَقْتَدَىٰ بِهِمَا بَعْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِقْتَدَىٰ بِهِمَا عَصَرٌ

من اتبع آتاهم أهدي الصراط
المستقيم ومن تمسك بها فهو
من حزب الله (تاریخ الخلفاء ص ۶۹)

حضرت علی مرتضیٰ مولائے مشکل کشا صاحب ذوالفقار حمید رکن رضی اللہ عنہ
کے فضائل و کمالات اس قدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں ان کی گنجائش نہیں
آپ آٹھ برس اور بقول بعض دس برس کی عمر میں اسلام لاکر ان لوگوں میں شمار ہوئے
جو سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کے لئے جنت کا
وعدہ دیا گیا ہے سیدۃ نساء العالمین خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر
اور حسین کریمین رضی اللہ عنہما کے والد ماجد ہیں۔

سادات کرام اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ پروردگار عالم نے
آپ سے جاری فرمایا۔ سلسلہ ولایت و خلافت کے معدن و مخزن بھی آپ ہی ہیں
کر وٹروں اولیاء، غوث، قطب، ابدال، آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہیں، عرب و
عجم، بحر و بر میں آپ کی شجاعت و بہادری کا شہرہ عام ہے۔ آج بھی آپ کے نام نامی و اسم
گرامی کی ہیبت و دبدبہ سے بڑے بڑے بہادران عالم کانپ جاتے ہیں.....

شاہِ مردان شیرِ نیرِ دالِ قوتِ پروردگار

لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

شہادت

جنگ نہروان میں جب سنکیڑوں خارجی امیر المؤمنین حضرت علی اور آپ کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہوئے تو ان کے اندر آپ کے خلاف سخت نفرت بغض و عناد پیدا ہو گیا تھا اور ان کے وہ افراد جو اس جنگ میں اپنی جانیں بچا کر بھاگے تھے ان کو اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کے قتل ہونے کا بھی رنج اور افسوس تھا۔ وہ ان کو یاد کر کے دھاڑیں مار مار کے روتے تھے چنانچہ ان میں سے بعض آدمی مکہ معظمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ علی معاویہ اور عمرو بن عاص ان تینوں کی وجہ سے مسلمانوں میں لڑائیاں جھگڑے ہیں لہذا ان تینوں کو قتل کر کے لوگوں کو ان کے ظلم سے نجات دلائی جائے (معاذ اللہ) چنانچہ عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور برک بن عبداللہ تمیمی و عمرو بن بکیر التیمی نے بالترتیب حضرت علی حضرت معاویہ، حضرت عمرو کے قتل کرنے کا ذمہ لیا اور یہ عہد کیا کہ ایک ہی رات میں ان تینوں کو قتل کر دیا جائے بسترہ رمضان مقرر کر کے یہ تینوں اپنے ناپاک مقصد کو پورا کرنے کے لئے نکلے، چنانچہ عبدالرحمن بن ملجم مرادی خارجی جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قتل کا ذمہ لیا تھا، کوفے میں آیا اور ایک ہزار درہم میں ایک تلوار خریدی اور اس کو زہر کا بھجاؤ دیا اور آپ کی خدمت اقدس میں آنے جانے لگا، آپ جب اس کو دیکھتے تو فرماتے۔

أُرِيدُ حَيَاتَهُ وَيُرِيدُ قَتْلِي
میں اسکی حیاتی چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے

چنانچہ عبدالعزیز العبدی فرماتے ہیں کہ ایک روز ابن ملجم شقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک سواری طلب کی آپ نے سواری دیکر

یہ شعر پڑھا اُرِيدُ حَيَاتَهُ وَيُرِيدُ قَتْلِي مِثْلِي تَوَاسٍ كِي حَيَاتٍ چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے پھر فرمایا اِنَّ هَذَا اَقَاتِلِي بِمِثْلِكَ يٰ هِي مِثْرًا قَاتِلٌ هِيَ كَسِي نِي عَرْضٌ كِيَا فَمَا يَمْنَعُكَ مِنْهُ قَالَ اِنَّهُ لَمُ يَقْتُلُنِي بَعْدُ پھر آپ کو اس کے قتل سے کون سی چیز مانع ہے فرمایا یہ کہ پھر وہ مجھ کو قتل نہیں کر سکے گا۔

(الاستيعاب ص ۲۸۳ شمس التواريخ ص ۱۲۷۴)

حضرت عبداللہ بن سبع فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برسرِ ممبر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت کا بد بخت کیا انتظار کر رہا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا، اور آدمی کو پیدا کیا ہے مجھے ابوالقاسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ یہ داڑھی (آپ نے اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) اس کے تلوار مارنے سے رنگین ہوگی! لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین ہمیں بتائیے کہ وہ کون ہے؟ فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے بعد میرے قاتل کے سوا کسی اور کو نہ مارنا! (الریاض النضرہ ص ۳۳۲۔ البدایہ والنہایہ ص ۲۱۹)

(شمس التواريخ ص ۱۲۷۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا یہ تمہاری داڑھی جب خون سے رنگین ہو جائے گی تو تم ایسے صبر کرو گے، حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہونے والی بات میرے لئے ثابت ہو چکی ہے تو صبر کا مقام نہیں بلکہ وہ تو خوشی اور بزرگی کا مقام ہے۔

چنانچہ ایک روز ابن ملجم آپ کی خدمت میں آ رہا تھا کہ راستے میں اس کی نظر ایک خارجی عورت "قطامہ" نامی پر پڑی جو کہ بڑی خوبصورت اور جوان تھی تو وہ اس

پر عاشق ہو گیا۔ ابن بلجم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی۔ اس نے کہا جانتے ہو میرا مہر کیا ہے؟ کہنے لگا کیا ہے؟ کہا پتین ہزار دینار، اور علی کا قتل بہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خون کی اس وجہ سے پیاسی تھی کہ آپ نے نہروان کی لڑائی میں اس کے باپ اور بھائیوں کو قتل کیا تھا۔ ابن بلجم نے کہا خدا کی قسم تو نے ایسی چیز طلب کی ہے جس کے لئے میں اس شہر میں آیا ہوں کہنے لگی اگر تو علی کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو سمجھ لے کہ نجات پا گیا اور تجھے وہ چیز حاصل ہو جائے گی جو تو چاہتا ہے، اور پھر عیش کی زندگی ہوگی، اور تجھے مہر میں بھی رعایت ہو جائے گی۔ ابن بلجم اور اس عورت کے درمیان اس شرط و مہر پر نکاح کا عہد ہو گیا۔ چنانچہ فرزوق نے کہا ہے

وَلَمَّا سَمَّ مَهْرًا سَأَلَهُ ذُو سَمَاحَةٍ
 كَبْهَرٍ قَطَامٍ بَيْنَ عَرَبٍ وَمُعْجَمٍ
 ثَلَاثَةُ آلَافٍ وَعَبْدٌ وَقَيْنَةٌ
 وَضَرْبٌ عَلِيٍّ بِالْجِسَامِ الْمَصْمَمِ
 فَلَا مَهْرَ أَعْلَى مِنْ عَلِيٍّ وَإِنْ غَلَا
 وَلَا قَتْلَ الْأَذْوَانِ قَتْلَ ابْنِ مُلْجَمِ

(ابن اثیر ص ۱۶۸ و ص ۱۷۹، طبری ص ۸۷)

ایسا مہر کسی جوان مرد نے نہ دیکھا ہوگا جیسا کہ قطامہ کا مجمل مہر تھا یعنی ۳ ہزار درہم اور ایک غلام کا حضرت علی کو شمشیر بُراں سے قتل کرنا حضرت علی کے قتل سے بڑھکر گراں قدر کوئی مہر کوئی نہیں ہو سکتا، اور نہ ابن بلجم کے اس قتل سے بڑھکر کوئی قتل ہو سکتا ہے۔

جس رمضان میں آپ شہید ہوئے اس رمضان میں آپ کا دستور یہ تھا کہ ایک شب حضرت امّا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس اور ایک شب حضرت امّا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اور ایک شب حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس گزارتے اور افطار فرماتے اور تین لقموں سے زیادہ نہیں کھاتے تھے فرماتے مجھے یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملوں کہ میرا پیٹ خالی ہو۔ وَإِنَّمَا هِيَ لَيْلَةٌ أَوْ لَيْلَتَانِ۔ اور اب تو ایک دورات کا معاملہ رہ گیا ہے۔

(ابن اثیر ص ۱۲۸ کنز العمال ص ۴۱۱)

جس رات آپ شہید ہوئے اس رات آپ بار بار مکان سے باہر تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نظر کر کے فرماتے واللہ یہ تو وہی وعدے کی رات ہے جب سحری کے وقت بیدار ہوئے تو اپنے فرزند ارجمند حضرت امّا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آج رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کی امت سے آرام نہیں پایا فرمایا، ان پر دعا کرو! تو میں نے یوں کہا۔

اللَّهُمَّ اَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ
وَاَبْدِلْهُمْ لِي مِنْهُمُ شَرًّا مِنِّي
اے اللہ مجھے ان کے بدلے میں بہتر عطا فرما
اور انہیں میرے بدلے میں برادرے۔

آپ یہ فرما رہے تھے کہ مؤذن نے اذان کہہ دی، آپ گھر سے نکلے اور لوگوں کو نماز کے لئے آواز دیتے ہوئے چلے۔

(الریاض النفرة ص ۳۲۸ الاستیعاب ص ۴۸۳) (ابن اثیر ص ۱۲۸ البدایہ والنہایہ ص ۱۲۱)

حضرت حسن بن کثیر اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں کہ جب نماز کے لئے گھر سے

نکلنے لگے تو بطخیں آپ کے سامنے آکر زور زور سے چلانے لگیں ہم ان کو ہٹانے لگے
 فرمایا ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں، اور آپ تشریف لے گئے مسجد میں وہ بد بخت
 ملعون ابن بلجم چھپا ہوا تھا جب آپ اس کے قریب سے گزرے اور لقبول بعض آپ
 مشغول بہ نماز ہوئے تو اس شقی ازلی نے اس زور سے آپ کے تلوار ماری کہ آپ کا چہرہ
 مبارک کینٹی تک کٹا ہوا چلا گیا۔ آپ نے فرمایا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ رَبِّ كَعْبَةِ
 قَسَمٌ مِّنْ كَامِيَابٍ هُوَ كَيْفَا. اس بد بخت پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور اس کو
 گرفتار کر لیا۔ (الصواعق المحرقة ۱۳۲ ابن اثیر ص ۱۲۸ شمس التواریخ ص ۱۲۸)

حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ
 سے فرمایا کہ دو آدمی سب سے زیادہ شقی و بد بخت ہیں ایک وہ جس نے حضرت صالح
 کی اونٹنی کی کوئچیں کاٹی تھیں اور دوسرا وہ جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور داڑھی خون
 سے تر تیر ہو جائے گی۔ (المستدرک حاکم ص ۱۳۱ الریاض النضرہ ص ۲۰۴، الصواعق محرقة ص ۱۲۲ کنز العمال
 ص ۳۹۹ البدایہ والنہایہ ص ۲۱۸)

آپ نے وصیت فرمائی کہ خبردار میری شہادت کی وجہ سے مسلمانوں میں کشت و
 خون نہ ہونے پائے جان کا بدلہ جان ہے، اگر میں وفات پا جاؤں تو میرے قاتل کے سوا
 کسی اور کو نہ مارنا اور اسے ایک ہی ضرب لگانا، ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا! کیوں کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مثلہ کرنے سے بچو! اگرچہ کاٹ کھانے والا
 کتا ہی کیوں نہ ہو اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اس کے بخشنے اور بدلہ لینے میں اختیار ہو
 گا، پھر میں اپنی رائے کو دیکھوں گا۔

(الریاض النضرہ ص ۳۳۲ ابن اثیر ص ۱۶۹)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کی وفات شریف کا وقت قریب آگیا تو آپ نے مجھے بلا کر وصیت فرمائی۔

یہ وہ وصیت ہے جو علی بن ابی طالب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور ان کے ابن عم اور ان کے صاحب نے کی ہے پہلی تو یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ ہیں، اس نے اپنے علم سے ان کو رسالت کے لئے چن لیا اور اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے پسند کیا، اور جو لوگ قبروں میں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرے گا اور ان کے اعمال کی پرسش فرمائے گا اور جو کچھ لوگوں کے دلوں میں ہے اس کو وہ جانتا ہے اس کے بعد اے حسن میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں۔

هَذَا مَا أَدُخِلُ بِهِ عَلِيَّ ابْنَ
أَبِي طَالِبٍ أَخُو مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ عَمِّهِ
وَصَاحِبِهِ أَوْلُ وَصِيَّتِي أَنِّي
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُهُ وَخَيْرَتُهُ
إِنْ خَاسَرَكَ بِعَلَيْهِ وَأَسْرَتْضَاهُ
بِحَلْقِهِ وَأَنَّ اللَّهَ بَاعَثْتُمْ فِي
الْقُبُورِ وَسَائِلُ النَّاسِ عَنْ
أَعْمَالِهِمْ عَالِمٌ بِمَا فِي الصُّدُورِ
فَتَمَّ إِنِّي أَوْصِيكَ يَا حَسَنُ
وَكَفَى بِكَ وَصِيًّا بِمَا
أَوْصَاخُ بِهِ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْخ

اور میری وصیت تجھ کو کافی ہے اور یہ وہی وصیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو کی ہے پس جب کہ حالات ایسے ویسے ہوں تو گھر میں رہ، اپنے گناہوں پر رویا کر، اے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز وقت پر ادا کر، جب تو زکوٰۃ دے تو اس کے مستحق کو دے، جب کوئی امر مشتبہ ہو تو اس میں ساکت رہ خوشی اور غصہ کی حالت میں میانہ روی اور عدل اختیار کر بہمسایہ کے ساتھ نیکی کر، مہمان کی توقیر و تکریم کر، کمزوروں اور مصیبت زدہ لوگوں پر رحم کر، صلہ رحمی بجا لا، مسکینوں سے محبت کر، اور ان کے پاس بٹھیا کر، تواضع اختیار کر کہ یہ افضل عبادت ہے، موت کو یاد رکھ نہ بہ اختیار کر، اس لئے کہ تو موت سے چھوٹ نہیں سکتا دنیا بلاؤں اور مصیبتوں کے نازل ہونے کا مقام ہے خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ ہر قول و فعل کو شریعت کے مطابق کر جب کوئی چیز امور آخرت میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں جلدی کر اور جب کوئی چیز امور دنیا میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں تامل و تحقیق کر۔ یہاں تک کہ اس میں تیرے لئے بھلائی ہو، ایسے مقامات کہ جہاں تہمت کا اندیشہ ہو اور ایسی صحبتیں جن میں برائی کا گمان ہو نہ جایا کر، اس واسطے کہ جو شخص خود برا ہے وہ اپنے ہم صحبت کو بھی بگاڑ دیتا ہے، اے میرے فرزند تو اپنے اعمال کو اللہ کے لئے خاص اور خالص کر گنہ گار کو تہنیت کر اور اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کر، بھائیوں سے خدا کی راہ میں دوستی کر اور صالح شخص کو بسبب اس کی نیکی کے دوست رکھ۔ فاسق سے کنارہ کر اور دل میں اس کو برا سمجھ اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہ، تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی اس کے مثل ہو جائے، بازاروں میں نہ بٹھیا کر، بیوقوفوں سے بحث و محبت نہ کر اور نہ ان کو دوست رکھ، اپنے معاش

اور عبادت میں میانہ روی اختیار کر عبادت مسنونہ میں سے اسی کو اختیار کر جس کے ادا کرنے کی تجھے طاقت ہو اور پھر اس کو ہمیشہ قائم رکھ سکوت کو اپنے اوپر لازم کر لے کہ اس سبب سے تو برائیوں سے بچ سکے گا۔ نیکی کو اپنی ذات کے لئے مقدم کرتا کہ تجھے غنیمت حاصل ہو، ہر حال میں خدا کو یاد کرتیے عمر نیر و آثار ب میں جو چھوٹے ہوں، ان پر شفقت کر اور جو بڑے ہوں ان کی عزت کر، جب کھانا کھانے لگے تو پہلے اس میں سے صدقہ دے دیا کر، روزہ رکھنا اپنے اوپر لازم کر لے اس لئے کہ وہ بدن کی نزوۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے۔ اپنے نفس سے جہاد کر، ہمنشیں سے ہوشیار رہ اور دشمن سے اجتناب کر! ایسی مجلسوں کو اختیار کر جن میں خدا کا ذکر ہوتا ہو، دُعا زیادہ کیا کر، اے فرزند میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی، اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہوتی ہے، میں تجھے تیرے بھائی محمد حنفیہ کے بارے میں نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے، اور مجھے جس قدر اس سے محبت ہے تو جانتا ہے، اور تیرا بھائی حسین، وہ تیرا ہم بطن بھائی ہے تیری ماں اور تیرے باپ دونوں کا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا نگہبان ہے، میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں کی اصلاح کرے اور سرکشوں اور باغیوں کے شر سے تمہیں بچائے (آمین) بیٹا صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (نور الابصار ص ۱۱)

حضرت صعصعہ بن صوحانؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت بد بخت ابن بلعم نے تلوار سے آپ کو سخت ضرب لگائی سب لوگ جمع ہو گئے، تو آپ نے ہمیں خطبہ دیا۔

فَقُلْنَا يَا أُمَيَّرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَخْلِفَ
تو ہم نے عرض کیا یا امیر المؤمنین ہم پر خلیفہ مقرر فرما دیجیے

عَلَيْنَا فَقَالَ اَتْرَكُكُمْ كَمَا تَرَكْنَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اِسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا
فَقَالَ اَنْ يَّعْلَمَ اللَّهُ خَيْرًا اُولَ عَلَيْنَا
خَيْرًا كُمْ قَالَ عَلِيٌّ فَعَلِمَ اللَّهُ فِينَا خَيْرًا
فَوَلَّى عَلَيْنَا اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

المستدرک حاکم ص ۱۲۵

کنزل العمال ص ۱۱۱

فرمایا میں تمہیں اسی طرح چھوڑتا ہوں جس طرح
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا کیونکہ
ہم نے بھی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ہم پر خلیفہ
مقرر فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا تھا کہ بیشک
اللہ جانتا ہے کہ تم میں کون بہتر ہے اور وہ تمہاری
بہتری کو تم پر مقرر فرمائے گا۔ حضرت علی نے فرمایا
بس اللہ نے ہم میں بہتر حضرت ابو بکر کو جانا
اور ان کو ہم پر مقرر فرما دیا۔

حضرت عمر و بن ذی مفرماتے ہیں کہ میں حضرت علی کی خدمت میں آخری وقت

حاضر ہوا، آپ اپنے سر کو ٹپکا باندھے ہوئے وصیت فرما رہے تھے، جب وصیت سے
فارغ ہوئے تو فرمایا۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ اِنِّي مَفَارِقُكُمْ
فَبَكَتُمْ اَمْ كَلْتُمْ مِنْ وِزْرِ
الْحِجَابِ، فَقَالَ لَهَا اُسْكِنِي
فَلَوْ تَرَيْتِ مَا اَسْرَى لَسَابَكِي
قَالَ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
مَاذَا تَرِي؟ قَالَ لَهَذَا الْمَلِكَةُ
وَقُوْدُ النَّبِيِّوْنَ وَهَذَا مُحَمَّدٌ

سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمتیں برکتیں ہوں
اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں تو پردہ سے حضرت
ام کلثوم کے رونے کی آواز آئی، فرمایا بیٹی
چپ رہو جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اگر تم دیکھتی
تو ہرگز نہ رو تیں، راوی فرماتے ہیں میں نے عرض
کیا یا امیر المؤمنین آپ کیا دیکھ رہے ہیں فرمایا
یہ فرشتوں کی جماعت اور انبیائے کرام اور
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں اے علی! تمہیں بشارت ہو کہ تم اس حالت سے بہترین حالت کی طرف لوٹنے والے ہو!

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا عَلِيُّ
أَبَشِّرْنَا تَصِيْرًا إِلَيْهِ خَيْرٌ مِنَّا
أَنْتَ فِيهِ رَشْمُ التَّوَابِغِ (ص ۱۲۸)

حضرت عبدالرحمن بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

بھڑا بھڑا نے کوئی کلام نہ فرمایا سوائے
کلمہ توحید کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی
روح کو قبض کر لیا۔

ثُمَّ لَمْ تَتَكَلَّمْ إِلَّا بِاللَّهِ إِلَّا
اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى
قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى -

(أَنَا لِلَّهِ وَأَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَرِضَاهُ عَنْهُ

حضرات حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل

دیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور کوفہ کے
دارالامارت میں رات کے وقت آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کی عمر ترسٹھ برس کی تھی
آپ کے کفن و دفن سے فارغ ہو کر لوگوں نے ابن بلجم کے ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹے اور
ایک ٹوکری میں ڈال کر آگ لگا دی اور وہ فنا فی النار ہو گیا (الصواعق الموقوتہ ص ۱۳۲)

حضرت ابن ابی حمزہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت پر حضرت

امام حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا۔

اے اہل عراق کل تم میں ایک ایسا مرد کامل تھا
جس کو رات میں شہید کر دیا گیا اور آج وہ
خدا کے پاس پہنچ گیا جس سے پہلے لوگوں
نے سبقت نہیں کی اور بچھلے اس کو

يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ لَقَدْ كَانَ فِيكُمْ
رَجُلٌ بِالْأَمْسِ قَتِلَ اللَّيْلَةَ وَأَصِيبَ
الْيَوْمِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْاَوَّلُونَ وَلَمْ
يُذْرِكْهُ الْاٰخِرُونَ لَعَلِمَكَانَ النَّبِيُّ

پہنچ نہیں سکتے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم اس کو فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے
تو جبریل ان کے دایہی طرف اور میکائیل
ان کے بائیں طرف ہوتے تھے جب تک
خدائے تعالیٰ ان کو فتح نہیں دیتا تھا۔ وہ
واپس نہیں ہوتے تھے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ
بَعَثَهُ فِي سَرِيَّةٍ كَانَتْ
جَبْرِيْلُ عَنْ يَمِينِهِ وَمِيكَائِيْلُ
عَنْ يَسَارِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ حَتَّى يُفْتَمَ
اللَّهُ عَلَيْهِ - كَذَا الْعَمَالُ ص ۱۲۰
(طبقات ابن سعد ص ۳۸ حلیۃ الاولیاء ص ۴۵)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت
کی خبر پہنچی تو ایک آہ بھری اور فرمایا۔ نَضَعُ الْعَرَبُ مَا تَشَاءُ فَلَيْسَ لَهَا أَحَدٌ يَنْصُرُ
اب عرب جو چاہے سو کرے اس کا کوئی خصم نہیں رہا (استیعاب ص ۴۸۲ الرياض النضرہ ص ۳۳)
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا۔

ذَهَبَ الْفِقْهَةُ وَالْحِكْمَةُ بِمَوْتِ عَلِيٍّ
حضرت علی کی موت سے فقہ اور
ابن ابی طالب راستیاب ص ۴۶ حکمت جاتی رہی۔

آپ کی وفات حسرت آیات پر ابوالاسود ادوئی نے یہ شعر کہے۔

أَلَا يَا وَيْحَكَ السَّعْدَ نِيًّا

أَلَا تَبْكِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

اے آنکھ تجھ پر افسوس ہے کہ تو میری موافقت کرتے ہوئے امیر المؤمنین (علیؑ) پر کیوں نہیں روتی؟

وَتَبْكِي أُمَّ كَلْثُومٍ عَلَيْهِ

بِعِبْرَتِهَا وَقَدْ رَأَتْ الْيَقِينَ

ان پر ام کلثوم رورہی ہیں اور آنسو بہا رہی ہیں اور بیشک انہوں نے یقین جان لیا ہے۔

الْأَقْلُ لِلْخَوَارِجِ حَيْثُ كَانُوا

فَلَا قَرَّتْ عُيُونُ الْحَاسِدِينَ

خوارج جہاں کہیں ہوں ان سے کہہ دو کہ ہمارے حاسدوں کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔

أَفِي شَهْرِ الصِّيَامِ فِجَعْتُمُونَا

بِخَيْرِ النَّاسِ طَرًّا أَجْمَعِينَ

کیا رمضان کے مبارک ماہ میں ہی ہم کو ناقابل برداشت غم دینا تھا ایسے بہترین شخص سے جدا کر کے

وَكُلُّ مَنَاقِبِ الْخَيْرَاتِ فِيهِ

وَحُبُّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اور تم نے اس شخص کو قتل کیا ہے جس میں خوبیاں ہی خوبیاں تھیں اور جس سے اللہ

رب العالمین کے پیارے رسول محبت رکھتے تھے۔

إِذَا اسْتَقْبَلَتْ وَجْهَ أَبِي حَسِينٍ

رَأَيْتَ الْبَدْرَ سَرَّاعَ النَّاطِرِينَ

اگر ابوالحسین حضرت علی کا چہرہ تیرے سامنے آجاتا تو دیکھتا کہ وہ چہرہ دھوئیں کا چاند ہے۔

وَكُنَّا قَبْلَ مَقْتَلِهِ بِخَيْرٍ

نَدْرُءِ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ فِيْنَا

ہم ان کی شہادت سے پہلے خیر و برکت کے ساتھ تھے کیونکہ ہم اپنے اندر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا دوست دیکھتے تھے۔

يُقِيمُ الْحَقَّ وَلَا يَرْتَابُ فِيهِ

وَيُعِدُّ فِي الْعُدَاوَةِ الْأَقْرَبِينَ

وہ حق قائم کرتے تھے جس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کیا جاتا تھا اور وہ دوست و دشمن کے ساتھ برابر عدل کرتے تھے۔

كَانَ النَّاسُ إِذْ فَقَدُوا عَدِيًّا

نَعَامٌ حَامِرًا فِي بَلَدِ سَيِّدِنَا

حضرت علیؑ کو کھو کر لوگ ایسے ہو گئے ہیں جیسے شتر مرغ قحط سالی میں مارا مارا پریشیاں پھرتا ہے

(تاریخ الخلفاء ص ۷۲)

قبر انور کہاں ہے؟

اس میں چند اقوال ہیں حضرت شریک کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند ارجمند
امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے جسد اطہر کو دارالامارۃ کوفہ سے منتقل کر کے مدینہ
پہنچا دیا اور متصل قبر حضرت سیدہ فاطمہ زہرا دفن کیا۔ (مسعودی)

چنانچہ محمد بن حبیب فرماتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلی شخصیت جس کو ایک قبر
سے دوسری قبر میں منتقل کیا گیا، وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں (تاریخ الخلفاء شمس التواریخ^{۱۲۹۰})
حضرت سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ جب آپ شہید ہوئے تو آپ کے
جسد النور کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف چلے تاکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس دفن کریں، ایک جگہ رات گزارنے کے لئے ٹھہرے تو وہ اونٹ کہیں بھاگ
گیا اور اس کا کوئی پتہ نہ چلا اور بعض کہتے ہیں کہ تلاش کرنے پر وہ طے کے کسی
شہر میں مل گیا تھا۔ اس لئے آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا (ابن مساکر، ابو نعیم)

ابن سعد طبقات میں فرماتے ہیں کہ آپ کوفہ کی جامع مسجد میں مدفون
ہیں۔ ابن جوزی نے روایت کیا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ آپ نجف میں مدفون
ہیں۔ جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

حافظ ابو عبد اللہ نے اپنے استاد سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے
حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی تھی کہ جب
میرا انتقال ہو جائے تو مجھ کو ایک تخت پر رکھ کر نجف اشرف لے جانا، وہاں تم
دونوں ایک سفید پتھر دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا، پھر اس مقام پر

زمین کھودنا۔ زمین کھودتے ہوئے تم ایک تختہ پاؤ گے، وہ میری قبر ہے۔ لہذا مجھے وہیں دفن کر دینا (حاکم شمس التواریخ صفحہ ۱۲۹)

علامہ دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید شکار کھیلنے کے لئے نکلا، اس نے اپنے چیتوں کو شکار پر چھوڑا۔ شکار دوڑ کر ایک قبر کے پاس جا کر ٹھہر گیا جیتے بھی قبر سے دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے، ہارون رشید اس بات سے سخت حیران ہوا کہ اتنے میں ایک شخص آ گیا جس کو حالات معلوم تھے اس نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ قبر انور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے۔ ہارون رشید نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہے اس نے کہا میرا باپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس قبر کی زیارت کے لئے آیا کرتا تھا، اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لایا کرتے تھے، اور امام محمد باقر صاحب اپنے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس قبر انور کی زیارت کو آتے تھے اور امام زین العابدین کو اس کا پورا علم حاصل تھا۔ ہارون رشید نے حکم دے کر وہاں ایک پتھر کا کتبہ لگوا دیا۔ یہ پہلی تعمیر تھی جو نجف اشرف میں آپ کی قبر انور پر بنائی گئی، اس کے بعد سلاطین سامانیہ کے عہد دولت میں وہاں بہت سی عمارتیں بنائی گئیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ کے مدفن کو پوشیدہ کر دیا گیا ہے (تاکہ خارجی لوگ بے حرمتی نہ کریں

(الریاض النضرہ صفحہ ۴۳) واللہ تعالیٰ اعلم

ابن عم مصطفیٰ شیر خدا

خواجہ معصوم داماد رسول

ساقی کوثر امام و رہنما

مرفی و محبتی جفت بتول

ارشادات مبارکہ

آخر میں امیر المومنین، امام المتقن، سید السادات مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چند ارشادات عالیہ ہدیہ ناظرین ہیں یہ ارشادات بلاشبہ دریائے علم و عرفان کے بے نظیر موتی اور آسمان رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے تارے ہیں جن کی روشنی میں چلتے ہوئے انسان کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اور اپنے اخلاق پاکیزہ ترین بنا سکتا ہے۔

(۱) الْعِلْمُ وَرِثَةٌ كَرِيمَةٌ
وَالْأَدَابُ حُلْمٌ مُجَدِّدٌ
وَالْفِكْرُ مَهْدَاهُ صَافِيَةٌ

علم ایک ایسی وراثت ہے جو بہت ہی بزرگ ہے
آداب و اخلاق تازہ بہ تازہ زیور ہیں اور غور و فکر
ایک صاف و شفاف آئینہ ہے۔

(۲) الْفَقْرُ يُخْرِسُ الْفَطْنَ
مِنْ حُجَّتِهِ

احتیاج عقل مند آدمی کو دلیل و حجت بیان
کرنے سے گونگا بنا دیتی ہے۔

(۳) الصَّبْرُ شَجَاعَةٌ وَالزُّهْدُ
تَزْوَةٌ وَالْوَسْعُ جُبْنَةٌ

صبر شجاعت ہے، زہد ثروت ہے، اور
پرہیزگاری سپر ہے۔

(۴) الْبَسَائِشُ حِبَالُ الْمَوَدَّةِ
ر (۵) الصَّدَقَةُ ذَوَاءٌ مُنْجِمٌ

بشاش اور خوشنور رہنا دوستی و محبت کا جال ہے
صدقہ دینا ایک کامیاب دوا ہے۔

(۶) إِلَى قَدْرَتِ عَلِيِّ عَدُوِّكَ
فَاَجْعَلِ الْعَفْوَةَ شُكْرًا

جس وقت تو دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہو جائے تو
اسکو اسی شکریہ میں معاف کر دے کہ تجھے اس پر قدرت

حاصل ہوگئی

لِلْقُدْرَتِ عَلَيْهِ

جب تمہیں نعمتوں کے گوشے مل جائیں تو ناشکرے بن کر نعمتوں کی انتہا کو دور نہ کرو۔

فرصت کا زمانہ بادلوں کی طرح گزر جاتا ہے لہذا فرصت میں عمل خیر کی طرف سبقت کرو۔

بڑے بڑے گناہوں کا گناہ یہ ہے کہ درمائدہ و غمگین لوگوں کی فریاد سنی کی جائے۔ اور نصیحت زدہ لوگوں کو مسرور خوش کیا جائے۔

شرف ترین بے نیازی یہ ہے کہ اپنی آرزوؤں کو ترک کر دیا جائے۔

جس نے آرزوؤں کو طویل کیا اس نے عمل کو خراب کیا وہ برائی جو تجھے نادم و پشیمان کر دے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس نیکی سے بہتر ہے جو تجھے کبر و غرور میں مبتلا کر دے کریم کی سلطوت سے ڈر و جب کہ وہ بھوکا ہو، اور خلیل و لایم کے حملے سے ڈر و جب کہ وہ شکم سیر ہو۔

لوگوں میں افضل وہ معاف کرنے والا ہے جو انتقام لینے پر سب سے زیادہ قادر ہے۔

سناوت یہ ہے کہ سائل کے سوال سے پہلے دیا جائے وہ عطا جو سوال کرتے پر ہو وہ سناوت نہیں بلکہ وہ حیا اور لوگوں کی ملامت کے ڈر سے ہے۔

(۶) إِذَا وَصَلَتْ إِلَيْكُمْ أَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُبْقِرُوا أَقْصَابَ بَقِيَّةِ الشُّكْرِ

(۷) لَفُرْصَةٌ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ فَأَنْتَهُزُوا فَرَصَ الْخَيْرِ

(۹) مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ غَاشَّةِ الْمَلْهُوفِ وَالتَّنْفِيسِ عَنِ الْمَكْرُوبِ

(۱۰) أَشْرَفُ الْبَعْتِ تَرْكُ الْمُنَى

(۱۱) مَنْ أَطَالَ الْعَمَلَ سَاءَ الْعَمَلُ

(۱۲) سَيِّئَةٌ لَسْوُوكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ

(۱۳) أَخْذُ رِوَاصُولَةِ الْكَرِيمِ إِذَا جَاعَ وَاللَّيْمِ إِذَا شَبِعَ

(۱۴) ۱۰ لِي النَّاسِ بِالْعَفْوِ أَقْدَرُهُمْ عَلَى الْعُقُوبَةِ

(۱۵) السَّخَاءُ مَا كَانَ ابْتِدَاءً فَإِذَا مَا كَانَ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَحَيَاءٌ وَتَذَلُّهُمْ

(۱۲) لَا غِنَىٰ كَالْعَقْلِ وَلَا فَقْرٌ كَالْجَفْلِ
 وَلَا مَيْرَاتٍ كَالْأَدَبِ لَا ظَهِيرٌ كَالشَّارِقِ
 (۱۳) الصَّبْرُ صَبْرَانِ
 صَبْرٌ عَلَىٰ مَا تَكْرَهُ
 وَصَبْرٌ عَمَّا تَحِبُّ
 (۱۸) الْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ
 (۱۹) الْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ
 (۲۰) مَرْءٌ عَقْرَبٌ حُلْدَةٌ اللَّبْسَةِ
 (۲۱) فَقْدُ الْأَجِبَةِ غُرْبَةٌ
 (۲۲) إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ
 (۲۳) لَا تَرَى الْجَاهِلَ إِلَّا مُفْرَطًا
 أَوْ مُفْرَطًا

کوئی بے نیازی عقل کے برابر اور کوئی احتیاج جہالت کے برابر
 اور کوئی میراث ادب کے برابر اور کوئی مددگار یا ہم مشورہ کے برابر نہیں
 صبر کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ جو چیز طبیعت کو ناگوار
 ہو اس پر صبر کرے، دوسری یہ کہ جو چیز محبوب ہو
 اس کے حاصل نہ ہونے پر صبر کرے۔
 قناعت وہ مال ہے جو نسیبت ہونے والا نہیں
 مال، تمام خواہشات کی بنیاد ہے
 عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کا کاٹنا نہایت شیریں ہے
 دوستوں کا مفقود ہو جانا غربت ہے۔
 جب عقل کامل ہو جاتی ہے کلام کم ہو جاتا ہے۔
 جاہل کو نہیں دیکھو گے مگر یا تو افراط میں یا
 تفریط میں۔

(۲۴) لَا تَسْجَحِ مِنْ إِعْطَاءِ الْقَلِيلِ
 فَإِنَّ الْحِزْمَانَ أَقَلُّ مِنْهُ
 (۲۵) وَلَا يَسْتَحِينُ أَحَدٌ إِذَا
 سئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ
 لَا أَعْلَمُ وَلَا يَسْتَحِينُ أَحَدٌ
 إِذَا لَمْ يَعْلَمْ الشَّيْءَ أَنْ يَقُولَ
 (۲۶) لَيْسَ الْخَيْرُ أَنْ يَكْثُرَ مَالُكَ

تھوڑی بخشش کرنے سے شرم نہ کر کیونکہ مسائل
 کو بالکل محروم کر دینا تو اس سے بھی کم ہے۔
 اگر کسی سے ایسی چیز کا سوال کیا جائے جسے وہ نہ جانتا ہو تو
 وہ اپنی لاعلمی کے اعتراف و اقرار میں ہرگز شرم نہ کرے
 (یعنی صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا) اور جو شخص جس چیز کو نہیں
 جانتا وہ اسکے حاصل کرنے بھی ہرگز شرم نہ کرے۔
 نیکی و بھلائی یہ نہیں ہے کہ تیرا مال و اولاد زیادہ ہو جائے

وَلَدُكَ وَلَكِنَّ الْخَيْرَ أَنْ تَكْثُرَ
عِلْمُكَ فَيُعْظَمَ حِلْمُكَ وَإِنْ تَبَاهَى
النَّاسَ بِعِبَادَةِ رَبِّكَ

(۲۷) إِنَّ قَوْلِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ
وَإِنْ بَعَدَتْ لِحْنَتُهُ وَأَنَّ عَدُوَّ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ عَصَى اللَّهَ وَإِنْ قُرِبَتْ
قَرَابَتُهُ

(۲۸) يَا أَيُّهَا النَّاسُ زَمَانٌ
لَا يُقَرَّبُ فِيهِ إِلَّا الْمَاحِلُ
وَلَا يُظَرَّفُ فِيهِ إِلَّا الْفَاجِرُ
وَلَا يُضَعَفُ فِيهِ إِلَّا الْمُنْصِفُ
يَعْدُونَكَ الصَّدَقَاتُ فِيهِ غُرْمًا
وَصِلَّةَ الرَّحِمَاتِ وَالْعِبَادَةَ
اسْتِطَالَةَ عَلَى النَّاسِ فَعِنْدَ
ذَلِكَ يَكُونُ السُّلْطَانُ
بِمَشُورَةِ النِّسَاءِ وَ
إِهْلَاءِ الصَّبِيَّانِ وَتَدْبِيرِ الْجِصْيَانِ

بلکہ نیکی و بھلائی یہ ہے کہ تیرا علم و حلم زیادہ ہو جائے
اور تو اپنے رب کی عبادت کے ساتھ
لوگوں میں قابل فخر ہو۔

بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست
وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتا ہے اگرچہ
بلحاظ جسمانی رشتہ کے دور ہو، اور بلاشبہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن وہی ہے جو
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اگرچہ بلحاظ
رشتہ داری بہت ہی قریب ہو۔

ایک زمانہ لوگوں پر آئے گا جس میں بُرے لوگ
بادشاہوں کے مقرب ہوں گے۔ فاسق و
فاجز لوگ دانا و خوب صورت
سمجھے جائیں۔ منصف و عادل کو کمزور و
ضعیف کر دیا جائے گا۔ صدقہ دینا تارادان
سمجھیں گے۔ صلہ رحم کر کے احسان جتائیں
گے، عبادت کر کے لوگوں پر بزرگی جاہیں
گے۔ بادشاہ عورتوں کے مشورے پر چلے گا
امارت و حکومت لڑکوں کی اور
تدبیر ہیٹروں کی سی ہوگی۔

دنیا و آخرت دو دشمن اور متفاوت ہیں دونوں کے راستے مختلف ہیں تو جس نے دنیا کو بہت زیادہ محبوب رکھا اور اسی سے دوستی کی اس نے آخرت کو دشمن بنایا اور اس سے عداوت کی اور یہ دونوں (دنیا و آخرت) مشرق و مغرب کی مانند ہیں اور چلنے والا ان دونوں کے درمیان ہے، اب جس قدر ایک طرف سے قریب ہوگا، اسی قدر دوسری طرف سے دور ہوتا چلا جائے گا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر فرائض کو لازم کیا ہے تو انہیں ضائع نہ کرو، اور تمہارے لئے حدود مقرر کر دی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جن اشیاء سے تمہیں منع فرمایا ہے ان سے باز رہو اور جن اشیاء سے خاموشی اختیار فرمائی ہے ان کو نسیان کی وجہ سے نہیں چھوڑا (بلکہ وہ اشیاء مباح ہیں، کرو یا نہ کرو، ہاں) ان کے بارے میں تکلیف نہ اٹھاؤ!

اس انسان کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جو عجیب و غریب ہے اور وہ دل ہے اور اس کے لئے حکمت کا مواد ہے اور بعض دل

(۲۹) إِنَّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ
عَدُوٌّ اِنْ مَتَّعَاوَتَايَا وَ سَيِّدَانِ
مُخْتَلِفَانِ فَمَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا
وَلَوَّاهَا أَبْغَضَ الْآخِرَةَ وَ
عَادَاهَا وَ هِيَ اَبْنَزَلَتِ
الشُّرُقِ وَ السُّغْرِبِ
وَمَا شِ بَيْنَهُمَا كَلِمَاتٌ قُرْبٍ
مِنْ وَ اِحِدٍ بَعْدَ مِنَ الْاٰخِرِ
(۳۰) اِنَّ اللّٰهَ اَفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ
الْفَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا
وَ حَدَّ لَكُمْ حُدُودًا
فَلَا تَعْتَدُوهَا وَ نَهَاكُمْ
عَنْ اَشْيَاءٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا
وَ سَكَتَ لَكُمْ عَنْ اَشْيَاءٍ
وَلَمْ يَدَّ عَلَيْهَا لِسَانًا فَلَا
تَتَكَلَّفُوْهَا

(۳۱) لَقَدْ عَلِقَ بِنِيَاطِهَا
الْاِنْسَانَ بَضْعَةً هِيَ اَعْجَبُ
مَا فِيْهِ وَ ذَا لِكَ الْقَلْبُ وَ لَهُ

حکمت سے خالی ہوتے ہیں! تو اگر اسے کسی چیز کی امید ہو تو طمع اسے ذلیل کر دیتی ہے اور اگر طمع کا ہیجان ہو تو حرص اسے ہلاک کر دیتی ہے، اور اگر یا اس پر مسلط ہو جائے تو تاسف اور افسوس اسے مار ڈالتا ہے۔ اگر غضب اسے عارض ہو تو خشمناکیاں شدید ہو جاتی ہیں، اگر خوشی و خرمی اس کی مساعت کرے تو وہ بیاری اور ہوشیاری کو فراموش کر دیتا ہے اگر ناگہاں اسے خوف لاحق ہو جائے تو وہ خوف اسے روگرداں کر دیتا ہے اگر امن اس کے واسطے وسیع ہو تو غرور اسے اڑالے جاتا ہے، اگر کوئی مصیبت اس پر پڑ جائے تو آہ و زاری اسے رسوا کر دیتی ہے اگر کسی مال کو حاصل کرے تو یہ تو نگری اسے گمراہ کر دیتی ہے، اگر فقر و فاقہ کے دانت اسے کاٹ کھائیں تو یہ بلا اسے (جملہ امور سے) روگرداں کر دیتی ہے، اگر بھوک کی تکلیف ہو تو ضعف اسے بٹھا دیتا ہے اگر شکم بھر ہو تو حد سے گزر جائے تو شکم سیری بھی

مَوَادِّ مِنَ الْحِكْمَةِ وَاضْدَادُ
مِنْ خِلَافِهَا فَإِنَّ سَنَحَ لَهُ
الرِّجَاءُ إِذْ لَهُ الطَّمَعُ وَإِنْ
هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ أَفْلَكَهُ الْحَرِصُ
وَإِنْ مَلَكَهُ الْيَأْسُ قَتَلَهُ
الْأَسْفُ وَإِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ
إِشْتَدَّ بِهِ الْغَيْظُ وَإِنْ أَسْعَدَهُ
الرِّضَا نَسِيَ التَّحْفِظَ وَإِنْ
نَالَ الْخَوْفَ شَفَلَهُ الْخَدَرُ
وَإِنْ أَسْعَلَهُ الْآمَنُ اسْتَلَبَتْهُ
الْغِرَّةُ وَإِنْ أَفَادَ مَا لَا أَطْعَاهُ
الْغِنَى وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ
فَضَحَا الْجُرْعُ وَإِنْ عَضَّتْهُ
الْفَاقَةُ شَفَلَهُ الْبِلَاءُ وَإِنْ
جَهَدَهُ الْجُوعُ قَعَدَ بِهِ
الضَّعْفُ وَإِنْ أَفْرَطَ بِهِ الشَّبَعُ
كَظَلَّتْهُ الْبِطْنَةُ فَكُلُّ تَقْصِيرٍ
بِهِ مُضِرٌّ وَكُلُّ إِفْرَاطٍ لَهُ
مُفْسِدٌ

اسے تکلیف دینے بغیر نہیں رہتی لہذا ہر ایک تقصیر اور کمی اسے نقصان پہنچانے والی ہے اور ہر ایک افراط (حد سے گزر جانا) اسے فائدہ کرنے والی ہے۔

جو شخص ہم اہلبیت کو محبوب رکھتا ہے اس کو

(۳۲) مَنْ أَحَبَّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ

فقر کا لباس پہننے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

فَلْيَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَابًا

اللہ سبحانہ کے حکم کو وہی قائم رکھ سکتا ہے جو

(۳۳) لَا يُقِيمُ أَمْرَ اللَّهِ سُبْحَانَ

خلقت کے ساتھ بہارات پیش آئے اور اس کا مطیع

إِلَّا مَنْ لَا يُضَارِعُ

نہ ہو اور جاپائے طمع کی پیروی کرنے والا نہ ہو۔

وَلَا يَتَّبِعُ الْمَطَامِعَ

کوئی مال عقل سے زیادہ نفع بخش نہیں۔ کوئی

(۳۴) لَا مَالٌ أَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ

تنہائی تجبر سے زیادہ دشمناک نہیں، کوئی

وَرَأَوْ حِدَّةَ أَوْ حَشْشُ مِنَ الْعَجْبِ

عقل مندی تدبیر و تدبیر کے برابر نہیں کوئی

وَلَا عَقْلٌ كَالْتَدْبِيرِ وَلَا كَرَمٌ

بزرگی تقویٰ و پرہیزگاری کے برابر نہیں کوئی

كَالتَّقْوَىٰ وَلَا قَرِينٌ كَحُسْنِ الْخُلُقِ

مصاحب حسن خلق جیسا نہیں، کوئی میراث

وَرَأَوْ مِيرَاثًا كَالْأَذْبِ وَلَا قَائِدٌ

ادب کے برابر نہیں، کوئی پیشرو و توفیق

كَالتَّوْفِيقِ وَلَا تَجَارَةٌ كَالْعَمَلِ الصَّالِحِ

خداوندی کے برابر نہیں، کوئی تجارت

وَلَا رِجْحٌ كَالثَّوَابِ وَلَا وَرَعٌ

عمل صالح کے برابر نہیں، شبہات

كَالْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبُهَةِ وَلَا زُهْدٌ

کے وقت ٹھیر جانے سے عمدہ کوئی

كَالزُّهْدِ فِي الْحَرَامِ وَلَا عِلْمٌ

پرہیزگاری نہیں محرمات سے بچنے کے برابر

كَالتَّفَكُّرِ وَلَا عِبَادَةٌ كَأَدَاءِ الْفَرَائِضِ

کوئی زہد نہیں اور کوئی علم تفکر کے برابر

وَلَا إِيْمَانٌ كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ

نہیں کوئی عبادت فرائض کی ادائیگی کے برابر نہیں

وَلَا حَسَبٌ كَالتَّوَّاضِعِ وَلَا

شَرَفٌ كَالْعِلْمِ وَلَا عِزٌّ كَالْحِلْمِ
وَلَا مُطَافَرَةٌ أَوْ ثَقٌّ مِنَ الْمَشَاوِرَةِ
کوئی ایمان حیا و صبر کے برابر نہیں۔ کوئی
حسب (بزرگی) تواضع کے برابر نہیں، کوئی
شرف علم، اور کوئی عزت حلم کے برابر نہیں، کوئی معاون و مددگار مشورہ کرنے
سے زیادہ مضبوط نہیں۔

(۳۵) كَمْ مِّنْ مُّسْتَدْرَجٍ
بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَمَغْرُورٍ
بِالسَّيْرِ عَلَيْهِ وَمَقْتُونٍ
بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ وَمَا بَدَّلَ
اللَّهُ أَحَدًا بِمِثْلٍ إِلَّا مُلَاءِمَةً
بہت سے صاحب جاہ و شرف ایسے ہیں
جن پر اللہ نے احسان کیا ہے مگر وہ نافرمانی
کرتے ہیں بہت سے اسی بات پر مغرور ہیں کہ
اللہ نے انکی پردہ پوشی کر رکھی ہے بہت سے اسی
بات پر مفتون ہیں کہ لوگ انکی شان میں نیک اقوال
بیان کرتے ہیں، خوب یاد رکھو اللہ نے ہر ایک کو مہلت دی ہے اور آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔

(۳۶) مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ
لَيِّنٌ مَّسَّهَا دَ السَّمُّ النَّاقِعُ
فِي جَوْفِهَا يَرْتَهِي إِلَيْهَا الْغَرُّ
الْجَاهِلُ وَيَخْذُرُهَا ذُ وَاللَّبَّ
الْعَاقِلُ
دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو چھونے سے
تو ملامت و نرم معلوم ہوتا ہے مگر اسکی کچلیوں میں
زہر بھرا ہوا ہے جو قاتل و مہلک ہے فریب خوردہ
جاہل تو اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور
عقل مند دانا انسان اس سے بچتا ہے۔

(۳۷) نَسَّانَ مَا بَيْنَ عَمَلَيْنِ عَمَلٌ
تَذْهَبُ لَدُّنَهُ وَيَبْقَى تَبِعُهُ وَعَمَلٌ
تَذْهَبُ مَوْدُونَتُهُ وَيَبْقَى أَجْرُهُ
دو کاموں میں کس قدر فرق ہے ایک کام تو وہ
ہے جس کی لذت فنا ہو جاتی ہے اور تکلیف باقی
رہتی ہے دوسرا وہ ہے جس کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے
اور اجر و ثواب باقی رہتا ہے۔

(۳۸) وَعَجِبْتُ لِلمُتَكَبِّرِ الَّذِي
كَانَ بِالْأُمْسِ نُظْفَةً وَيَكُونُ
عَدَا جِيفَةً وَعَجِبْتُ لِمَنْ شَاءَ
فِي اللَّهِ وَهُوَ يَرَى خَلْقَ اللَّهِ وَ
عَجِبْتُ لِمَنْ نَسِيَ الْمَوْتَ وَهُوَ
يَرَى الْمَوْتَى وَعَجِبْتُ لِعَامِرِ
دَارِ الْفَنَاءِ وَتَارِكِ دَارِ الْبَقَاءِ

مجھے غرور و تکبر کرنے والے کی حالت پر سخت
تعجب ہے کہ وہ کل تو ایک قطرہ مٹی تھا اور بروز
فرد ایک مردار ہو جائے گا، اور اس شخص پر بھی سخت
تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود میں شک کرتا ہے
حالانکہ وہ اللہ کی مخلوق کو دیکھ رہا ہے اور اس شخص
پر بھی سخت تعجب ہے جو اپنی موت کو بھول بیٹھا حالانکہ
وہ مرنے والوں کو دیکھتا ہے، اور اس پر بھی سخت

تعجب ہے جو خالی گھر کی تعمیر میں مصروف ہے اور باقی رہنے والے مکان کو چھوڑے ہوئے ہے۔

(۳۹) الْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ الْعِلْمُ
يَحْرُسُكَ وَأَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ
وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ وَالْعِلْمُ
يَزْكُو عَلَى الْإِنْفَاقِ -

علم مال سے بہتر ہے، کیونکہ مال کی حفاظت
تجھے کرنی پڑتی ہے، اور علم تیری حفاظت کرتا ہے
مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے، اور علم
خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

(۴۰) الْعِلْمُ دِينٌ يَدَانِ بِهِ يَكْسِبُ
إِلَى لِسَانِ الطَّاعَةِ فِي حَيَاتِهِمْ وَ
جَمِيلُ الْأَحْدَفِ شَدِيدُ بَعْدِ وَفَاتِهِ
وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ
هَلَكَ خَزَائِنُ الْأَمْوَالِ وَهُمْ أَحْيَاءُ
وَالْعُلَمَاءُ بَاتُونَ مَا بَقِيَ الدُّهْرُ
أَعْيَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ وَأَمْثَالُهُمْ فِي الْقُلُوبِ
مَوْجُودَةٌ -

علم دین (کا علم) ہے، اسی علم کے سبب انسان
اپنی زندگی میں اطاعت الہی حاصل کرتا ہے اور اسکی
وفات کے بعد اس کا ذکر خیر ہوتا ہے، علم حاکم ہے اور مال
محکوم علیہ، مال جمع کرنے والے مصائب میں گرفتار
ہیں حالانکہ وہ دنیا میں زندہ ہیں، اور علماء باقی رہیں
گے جب تک زمانہ باقی ہے، اگرچہ انکے جسم مفقود ہو
جائیں گے مگر ان کی باتیں دلوں میں موجود رہیں گی۔

ان لوگوں میں سے نہ ہو جو بغیر عمل کے آخرت میں بخشش کی امید رکھتے ہیں اور

امید پر بھروسہ کرتے ہوئے توبہ میں تاخیر کرتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں باتیں تو زیادہ ونکی سی کرتے ہیں، اور عمل پختہ دنیاواروں کے سے کرتے ہیں، اگر انہیں دولت دنیا عطا کی جائے تو سیر نہیں ہوتے، اور اگر دنیا کو ان سے روکا جائے تو قناعت نہیں کرتے جو کچھ انہیں دیا گیا ہے اس پر شکر نہیں کرتے اور زیادتی کے طلبگار ہیں لوگوں کو برائی سے روکتے ہیں مگر خود باز نہیں رہتے اور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں، اور خود نہیں کرتے نیکیوں کو دوست رکھتے ہیں مگر ان کے سے عمل نہیں کرتے، گنہگاروں سے بغض رکھتے ہیں اور خود بھی انہیں میں سے ہیں۔ اپنے بہت زیادہ گناہوں کی وجہ سے موت کو مکر وہ سمجھتے ہیں اور ان گناہوں پر قائم ہیں جو موت کی کراہت کا سبب ہے اگر بیمار ہوں تو نادوم ہوتے ہیں اور اگر

(۴۱) لَا تَكُنْ مِمَّنْ يَرْجُو الْآخِرَةَ
بِغَيْرِ الْعَمَلِ وَيَرْجَى التَّوْبَةَ
بِطُولِ الْأَمَلِ يَقُولُ فِي الدُّنْيَا
بِقَوْلِ الزَّاهِدِينَ وَبِعَمَدٍ فِيهَا
بِعَمَدِ الرَّاعِينَ إِنْ أُعْطِيَ مِنْهَا
لَمْ يَشْبِعْ وَإِنْ مَنِعَ مِنْهَا لَمْ يَقْنَعْ
يَعْجِزُ عَنْ شُكْرِ مَا أُوتِيَ وَيَتَّبِعِي
الزِّيَادَةَ فِيمَا بَقِيَ يَنْهَى وَلَا يَنْتَهَى
وَيَأْمُرُ بِمَا لَا يَأْتِي بِحَبِّ الصَّالِحِينَ
وَلَا يَعْمَدُ عَلَيْهِمْ وَبِغَضِّ الْمَذْنِبِينَ
وَهُوَ أَحَدُهُمْ يَكْرَهُ الْمَوْتَ لِكَثْرَةِ
ذُنُوبِهِ يُقِيمُ عَلَى مَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ لَهُ
إِنْ سَقَمَ ظَلَّ نَادِمًا إِنْ صَحَّ أَمِنَ
لَا يَهْيَأُ عَجَبٌ بِنَفْسِهِ إِذَا عُوْفِي
وَلَقِيْطًا إِذَا ابْتُلِيَ إِنْ أَصَابَ بَلَاءٌ
دَعَا مُضْطَرًّا وَإِنْ نَالَ سُخَاءٌ
أَعْرَضَ مُخْتَرًّا تَغْلِبُهُ نَفْسُهُ
عَلَى مَا يَنْطُرُ وَلَا تَغْلِبُهَا عَلَى مَا
يَسْتَيْقِنُ يَخَافُ عَلَى غَيْرِهِ بِأَذْنِي

صحت مند ہوں تو بخوف ہو کر کہو سب
 میں مستغرق ہوتے ہیں، جب عافیت سے
 ہوتے ہیں تو غرور و تکبر کرتے ہیں، اور
 جب آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ناامید
 ہو جاتے ہیں، اگر کوئی مصیبت آتی ہے
 تو سب چین ہو کر دعا کرتے ہیں اور
 اگر خوشحالی میں ہوتے ہیں تو غرور کرتے اور
 اعراض کرتے ہیں۔ جو وہ گمان کرتے
 ہیں ان کا نفس اسی پر غالب ہے
 اور یقینی چیزوں پر غالب نہیں ہے،
 اگر کوئی دوسرا چھوٹا گناہ بھی کرے تو
 اس کے لئے خطرہ محسوس کرتے
 ہیں اور خود اس سے بڑے گناہ چھوٹا ب
 کی امید رکھتے ہیں۔ اگر مالدار ہو جاتے
 ہیں تو اترتے ہیں اور غربت آجاتی
 ہے تو ناامید و کمزور ہو جاتے ہیں
 عمل میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور جب
 مانگتے ہیں تو بہت زیادہ۔ اگر شہوت
 درپیش ہو تو فوراً کر گزرتے ہیں

مِنْ ذَنْبِهِ وَيَرْجُو لِنَفْسِهِ
 بِأَكْثَرٍ مِنْ غَنِيهِ إِنْ اسْتَفْنَى
 بَطْرًا وَفِتْنًا وَإِنْ افْتَقَرَ قَبِيحًا
 وَوَهْدًا يُفَصِّرُ إِذَا عَمِلَ وَ
 يُبَالِغُ إِذَا سَأَلَ إِنْ عَرَضَتْ
 لَهُ شَهْوَةٌ اسْلَفَ النُّعْصِيَّةَ
 وَسَوَّى التَّوْبَةَ وَإِنْ عَرِثَتْ
 مِحْنَةٌ انْفَرَجَ عَنْ شَرَائِطِ
 الْمِلَّةِ يَصِفُ الْعِبْرَةَ وَلَا
 يَعْتَبِرُ وَيُبَالِغُ فِي الْمَوْعِظَةِ
 وَلَا يَتَعِظُ نَهْوًا بِالْقَوْلِ مُدْبِلٌ
 وَمِنْ الْعَبَلِ مُقِلٌّ يَنَافِسُ
 فِيمَا يَفْنَى وَيَسَاهِمُ فِيمَا يَبْقَى
 يَرَى الْغَنَمَ مَخْرَمًا وَالْغَرَمَ
 مُغْنَمًا يَخْشَى الْمَوْتَ وَلَا يُبَادِرُ
 الْفَوْتَ يَسْتَعْظِمُ مِنْ مَعْصِيَةِ
 غَيْرِهِ مَا يَسْتَهْلِكُ أَكْثَرًا مِنْهُ
 مِنْ نَفْسِهِ وَيَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ
 مَا يَخْتَصِرُهُ مِنْ طَاعَةِ غَيْرِهِ

فَهُوَ عَلَىٰ لِنَاسٍ طَاعِنٌ وَلِنَفْسِهِ
 مَدَاهِنٌ اللَّهُمَّ مَعَ الْأَغْنِيَاءِ
 أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ
 يَحْكُمُ عَلَىٰ غَيْرِهِ لِنَفْسِهِ
 وَلَا يَحْكُمُ عَلَيْهَا لِغَيْرِهِ
 وَيُرْسِلُ غَيْرَهُ دُعَاؤُ نَفْسِهِ
 فَهُوَ يُطَاعُ وَيَعْصَىٰ وَيَسْتَوْفَىٰ
 وَلَا يُؤْفَىٰ وَيَخْشَىٰ الْخَلْقَ فِي غَيْرِ
 رَبِّهِ وَلَا يَخْشَىٰ رَبَّهُ فِي خَلْقِهِ

اور توبہ جلدی نہیں کرتے، اگر تکلیف آتی ہے
 تو صبر و ثبات اختیار نہیں کرتے، عبرتناک
 واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن خود عبرت
 حاصل نہیں کرتے، دوسروں کو نصیحت
 کرتے ہیں اور خود نصیحت حاصل نہیں کرتے
 باتیں بڑی بڑی کرتے ہیں اور عمل بہت کم
 کرتے ہیں۔ فانی چیزوں کے حرصیں ہیں اور
 باقی چیزوں کے معاملہ میں نرم ہیں، نیک
 کاموں کو تاوان اور بُرے کاموں کو اچھا

سمجھتے ہیں، موت سے ڈرتے ہیں لیکن وقت کے ہاتھ سے جانے کا ان کو خیال نہیں
 جس گناہ کو اپنے لئے چھوٹا سمجھتے ہیں، اگر وہی گناہ غیر سے سرزد ہو تو اسے بہت بڑا
 سمجھتے ہیں جس عبادت و اطاعت کو اپنے لئے بہت بڑی سمجھتے ہیں، اگر وہی عبادت
 و اطاعت غیر سے واقع ہو تو اسے حقیر تصور کرتے ہیں لوگوں پر طعن کرتے ہیں اور اپنے
 نفس کی خاطر و مدارت میں مشغول ہیں۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الہی کرنے سے
 امیروں کے ساتھ رہ کر لغو اور عبث کاموں میں مشغول رہنا انہیں زیادہ پسند ہے
 اپنے ذاتی مفاد کے لئے دوسروں پر حکم کرتے ہیں، اور دوسروں کے مفاد کے لئے
 اپنے نفس پر حکم نہیں کرتے۔ دوسروں کو رشد و ہدایت کا سبق دیتے ہیں اور اپنے نفس
 کو گمراہ کرتے ہیں۔ ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور خود وہ نافرمان ہیں۔ دوسروں سے
 وعدہ و فانی کے طالب، اور خود وفا نہیں کرتے، اپنے رب سے نہ ڈرنے کی وجہ

سے مخلوق سے ڈرتے ہیں، اور مخلوق سے ڈرنے کے سبب سے اپنے خدا سے نہیں ڈرتے۔

(۲۲) عَذِبُكُمْ بِطَاعَتِي
مَنْ لَا تَعْذُرُونَ بِجَهَائِهِ
(۲۳) لِكُلِّ امْرِي عَاقِبَةٌ حُلُوةٌ اَوْ مُرَّةٌ
(۲۴) قَدْ بَصُرْتُ مَا لَا ابْصُرْتُمْ
وَقَدْ هَدَيْتُمْ مِمَّنْ اِهْتَدَيْتُمْ
تم پر اس شخص کی اطاعت لازم ہے جس پر تم جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے۔
ہر ایک کام کا انجام ضروری ہے شیریں ہو یا تلخ،
اگر تم صاحب بصیرت ہو گئے ہو تو دوسرے کو بھی صاحب بصیرت بنا سکتے ہو اور اگر تم ہدایت پا چکے ہو تو دوسرے کو بھی ہدایت کر سکتے ہو۔

(۲۵) لَطَاعَةُ الْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ
(۲۶) كَمْ مِمَّنْ اَكَلَتْ مَنَعَتْ اَكْلَاتٍ
مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی میں نہیں ہے
بعض اوقات ایک مضر طعام کا کھانا بہت سے کھانوں کو روک دیتا ہے۔

(۲۷) كُلُّ وَعَاءٍ يَضِيْقُ مِمَّا
جُعِلَ فِيهِ اِلَّا وَعَاءُ الْعِلْمِ
قَاتِنَةٌ يَتَّسِعُ
ہر برتن میں جس قدر کوئی چیز ڈالی جائے۔ اسی قدر وہ تنگ ہوتا چلا جاتا ہے مگر ظرف علم میں جس قدر زیادتی کی جائے اسی قدر وسیع ہوتا چلا جاتا ہے
بندوں پر ظلم و زیادتی کرنا آخرت کے لئے بہت برا توشہ ہے۔

(۲۸) يَتَسَّرُ الزَّادُ اِلَى الْمَعَادِ الْعُدْوَانِ
عَلَى الْعِبَادِ
(۲۹) مِنْ اَشْرَفِ اَعْمَالِ الْكَرِيمِ
غَفْلَتُهُ عَمَّا يَعْلَمُ
کریم کا نہایت ہی عمدہ فعل یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ان عیوب کی طرف التفات نہیں کرتا جو اسے معلوم ہیں۔

خاموشی اختیار کرنے سے سہیت پیدا ہوتی ہے عدل
انصاف کرنے سے لوگوں کے ساتھ اتفاق و موافقات
پیدا ہوتی ہے، احسان و اکرام کرنے سے مرتبہ زیادہ
ہوتا ہے، تواضع کرنے سے نعمتوں کی تکمیل ہوتی ہے
تکالیف برداشت کرنے سے شرف و بزرگی
واجب ہو جاتی ہے، میانہ روی سے دشمن
مغلوب ہو جاتے ہیں، جاہل و نادان کے مقابلہ
میں علم اختیار کرنے سے دردگار بڑھ جاتے ہیں
طمع کرنے والا زلت و خواری کی قید میں ہے
متکبر، بزدلی، بخل، مردوں کے لئے نہایت
بری نصیحتیں ہیں مگر عورت کے لئے بہت اچھی
کیونکہ جب وہ متکبر ہوگی تو کسی کو اپنے نفس
پر قابو نہیں دے گی اور جب وہ بخیل ہوگی تو
اپنے اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت
کرنے لگی، اور جب وہ بزدل ہوگی تو ہر چیز سے
جو اس سے معترض ہوگی ڈر کر الگ رہے گی۔
ایک گروہ اللہ کی عبادت کرتا ہے کسی چیز کی
رغبت رکھتے ہوئے تو یہ عبادت تاجر و بیکر
ہے اور ایک گروہ اللہ کی عبادت کرتا ہے عذاب

(۵۱) بِكَثْرَةِ الصَّامِتِ تَكُونُ
الرَّهْبَةُ وَبِالنَّصْفَةِ يَكْتُمُ
الْمُؤَاصِلُونَ وَبِالْإِفْضَالِ تَعْظُمُ
الْأَقْدَارُ وَبِالتَّوَاضُّعِ تَنْمُو التَّعْمَةُ
وَبِالْإِحْتِمَالِ الْمُونُ يَحِبُّ السُّودُ
وَبِالسَّيْرَةِ الْعَادِلَةِ يَقْهَرُ الْمَنَاوِي
وَبِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِيهِ تَكْتُمُ
الْأَنْصَارُ عَلَيْهِ

(۵۱) الطَّامِعُ فِي وِثَاقِ الدُّلِّ
(۵۲) الزَّهْوُ وَالْجُبْنُ وَالْبُخْلُ
فَإِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ مَزْهُوتَةً لَمْ
تُمْكِنْ مِنْ نَفْسِهَا وَإِذَا كَانَتْ بَخِيلَةً
حَفِظَتْ مَالَهَا وَإِذَا كَانَتْ بَعْدَهَا وَإِذَا
كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ
كُلِّ شَيْءٍ يَعْرِضُ لَهَا

(۵۳) إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَغْبَةً
فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ وَإِنْ قَوْمًا
عَبَدُوا اللَّهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ

وَاتِّقُوا مَا عِبَدُوا اللَّهَ
شُكْرًا فَتِلْكَ

عِبَادَةٌ الزَّحْرَابِ

(۵۴) أَخْزَرُوا الْفُقَارَ لِلنِّعَمِ

فَمَا كُنُّ شَارِدِينَ بِمَرْدُودٍ

(۵۵) مَنْ طَلَبَ بِكَ خَيْرًا

فَصَدَّقَ ظَنَّهُ

(۵۶) أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ مَا أَلْمَحْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِ

(۵۷) مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةٌ الْآخِرَةُ

وَحَلَاوَةٌ الدُّنْيَا مَرَارَةٌ الْآخِرَةُ

(۵۸) إِذَا أَمْلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا بِاللَّهِ

بِالصَّدُقَةِ

(۵۹) الْوَفَاءُ لِأَهْلِ الْغَدْرِ عَدْرٌ

عِنْدَ اللَّهِ وَالْغَدْرُ بِأَهْلِ

الْغَدْرِ وَفَاءٌ عِنْدَ اللَّهِ

(۶۰) أَحَبُّ حَبِيبِكَ لَهْوَانًا مَا

عَسَى أَنْ يَتَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا

وَالْبَغِيضُ بَغِيضُكَ لَهْوَانًا مَا

عَسَى أَنْ يَتَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا

سے ڈرتے ہوئے تو یہ عبادت غلاموں کی سی

ہے، اور ایک گروہ اللہ کی عبادت کرتا ہے شکر

ادا کرتے ہوئے تو یہ عبادت آزاد لوگوں کی ہے،

نعمت کو (بسبب کفران نعمت) بھگا دینے سے

خبر کرو کیونکہ ہر ایک بھگا ہوا واپس نہیں آیا کرتا

جو شخص تیرے متعلق نیک گمان رکھتا ہے

تو اس کے گمان کی تصدیق کر۔

افضل عمل وہ ہے جس کے لئے تو اپنے نفس پر

جبر کرے دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے

اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے۔

جب تم فقیر و محتاج ہو جاؤ تو اللہ کے ساتھ

صدقہ دے کر تجارت کرو یعنی صدقہ کرو!

اہل ظلم و ستم کے ساتھ وفا کرنا اللہ تعالیٰ کے

نزدیک ظلم ہے، اور اہل ظلم و ستم کے ساتھ

سخن حق و جفا کرنا اللہ کے نزدیک وفا ہے۔

اپنے دوست کے ساتھ دوستی میں مبالغہ نہ

کر شاید وہ کسی دن تیرا دشمن ہو جائے اور

اپنے دشمن کیساتھ دشمنی میں مبالغہ نہ کر شاید وہ کسی

دن تیرا دوست ہو جائے

وہ مقطورا عمل جسے تو ہمیشہ کرتا ہے اس زیادہ عمل سے
افضل ہے جسے تو نے بلول اور دل برداشتہ ہو کر چھوڑ دیا،
تمہارے اور نصیحتوں کے درمیان تمہاری غفلت
کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

آپ سے قضا و قدر کے متعلق پوچھا گیا۔
فرمایا یہ ایک تاریک راستہ ہے اس پر نہ چلو۔
یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ!
یہ ایک اللہ کا بھید ہے اسکے حال کرنے میں
تکلیف نہ اٹھاؤ!

اگر اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی پر عذاب و عقوبت
کا وعدہ نہ بھی فرماتا تو بھی یہی واجب تھا کہ
اسکی نعمتوں کا شکرا ادا کرنے کے لحاظ سے اسکی
نافرمانی نہ کی جاتی۔

خلوتوں میں بھی اللہ کی نافرمانیوں سے بچو
کیونکہ ان پر گواہی دینے والا خود حاکم ہے
جس نے گناہ کے سبب سے فتح حاصل کی
اس نے فی الحقیقت فتح نہیں پائی، اور جو
ظلم و ستم کے ساتھ غالب ہو وہ حقیقہ مغلوب ہے۔

بغیر عمل کے دعا کرنے والا ایسا ہے

(۶۱) قَلِيلٌ تَدُومُ عَلَيْهِ رَحِي
مِنْ كَثِيرٍ مَمْلُوءٍ

(۶۲) بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْمَوْعِظَةِ
حِجَابٌ مِنَ الْعِزَّةِ

(۶۳) سُئِلَ عَنِ الْقَدْرِ فَقَالَ
طَرِيقٌ مُظْلِمٌ فَلَا تَسْلُكُوهُ
وَبَحْرٌ عَمِيقٌ فَلَا تَلْجُؤْهُ
وَسِرٌّ لِلَّهِ فَلَا تَتَكَلَّفُوهُ

(۶۴) لَوْلَمْ يَتَوَعَّدِ اللَّهُ
عَلَى مَعْصِيَتِهِ لَكَانَ
يَجِبُ أَنْ لَا يُعْصَى
شُكْرًا لِلنِّعْمَةِ

(۶۵) اتَّقُوا مَعَاصِيَ اللَّهِ فِي
الْخَلَوَاتِ فَإِنَّ الشَّاهِدَ لَهُوَ الْحَاكِمُ

(۶۶) مَا ظَفِرَ مِنْ ظَفِيرِ الْإِثْمِ بِهِ
وَالْغَالِبُ بِالشَّرِّ مَغْلُوبٌ

ظلم و ستم کے ساتھ غالب ہو وہ حقیقہ مغلوب ہے۔

(۶۷) أَلَدَّ أَعْمَى بِدَلَا عَمَلٍ

جیسا کہ بغیر کمان کے تیر اندازی
کرنے والا۔

سوال نہ کرنا فقیر کی زینت ہے اور
شکر کرنا مالدار کی زینت
عدل و انصاف کا دن ظالم پر مظلوم کے
ستم رسیدہ ہونے کے دن سے زیادہ سخت ہوگا
سخت ترین گناہ وہ ہے جسے گنہگار
ہلکا و معمولی سمجھے۔

جس شخص نے اپنے نفس کے عیب کی طرف
نظر کی وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہا
سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تو لوگوں کے
ان عیوب کی گرفت کرنے جو تجھ میں موجود ہیں
عرض کیا گیا کہ اگر ایک شخص کو کسی مکان میں بند
کر کے دروازہ بند کر دیا جائے تو اس کو
رزق کہاں سے حاصل ہوگا بہ فرمایا جہاں
سے اس کی اجل آئے گی!

علم و عمل دونوں قریب قریب ہیں
جسے علم ہے وہ عمل بھی کرتا ہے علم عمل کو
پکارتا ہے، اگر اس نے اس کی آواز کو

كَالشَّاهِقِ يَدَاوَتَرُ

(۶۸) الْعَفَافُ زِينَةُ الْفَقِيرِ
وَالشُّكْرُ زِينَةُ الْغَنِيِّ
(۶۹) يَوْمَ الْعَذَابِ عَلَى الظَّالِمِ أَشَدُّ
مِنْ يَوْمِ الْبُخُورِ عَلَى الْمَظْلُومِ
(۷۰) أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَهَانَ
بِهِ صَاحِبُهُ

(۷۱) مَنْ نَظَرَ فِي عَيْبِ نَفْسِهِ
إِسْتَعْلَى عَنْ عَيْبِ غَيْرِهِ
(۷۲) أَكْبَرُ الْعَيْبِ أَنْ تَعِيبَ
مَا فِيكَ مِثْلَهُ

(۷۳) قِيلَ لَوْ سَدُّ عَلَى رَجُلٍ
بَابَ بَيْتِهِ وَتَرَكَ فِيهِ مِنْ
أَيْنَ كَانَ يَأْتِيهِ سُرْقُهُ
فَقَالَ مِنْ حَيْثُ يَأْتِيهِ أَجَلُهُ
(۷۴) الْعِلْمُ مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ
فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ وَالْعِلْمُ
يَهْتَفُ بِالْعَمَلِ فَإِنْ أَجَابَهُ

وَالْأَرْضَ تَحَدَّ عَنْهُ

(۶۵) أَرْوَاقٌ مِنَ النَّعْمِ سَعَةُ الْمَالِ

وَأَفْضَلُ مِنْ سَعَةِ الْمَالِ صِحَّةُ الْبَدَنِ

وَأَفْضَلُ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ

(۶۶) مَنْ صَارَ عَ الْحَقِّ صَرَ عَدَا

(۶۷) التَّقَى رَيْسُ الْأَخْلَاقِ

(۶۸) إِنَّمَا هُوَ عِيدٌ لِمَنْ

قَبِلَ اللَّهُ حِيَامَهُ وَشَكَرَ

قِيَامَهُ وَكُلَّ يَوْمٍ لَا يُعْصَى

اللَّهُ فِيهِ فَهُوَ عِيدٌ

(۶۹) أَلَزُّهُدُ كُلُّهُ بَيْنَ كَلِمَتَيْنِ

مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَ

بِرِّكِيَاءٍ تَأْسُؤُ عَلَى مَا فَاتَكُمْ

وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ

وَمَنْ لَمْ يَأْسُ عَلَى الْمَاضِي

وَلَمْ يَفْرَحْ بِالْآخِرِ

فَقَدْ أَخَذَ الزُّهُدَ

بِطَرَفَيْهِ

(۷۰) مَلَهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ

سن لیا تو خیر ورنہ علم کو شرح کر جاتا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ وسعت مال ایک نعمت ہے

اور وسعت مال سے افضل تندرستی ہے اور

تندرستی سے افضل قلب کی پرہیزگاری ہے

جو حق سے مقابلہ کرے گا حق اسے بچھاڑ دے گا

پرہیزگاری تمام اخلاق کی سربراہ ہے۔

بلاشبہ عید اس شخص کے لئے ہے جس کے

روزے اللہ نے قبول فرمائے اور جسے اس

کے قیام کا ثواب عطا فرمایا گیا ہے اور ہر وہ

دن جس میں گناہ نہیں کیا جاتا یوم عید ہے۔

تمام کا تمام زہد قرآن کے دو کلموں کے

درمیان بیان ہوا ہے، اللہ فرماتا ہے

وہ مال دنیا جو تمہیں نہیں ملا اس پر افسوس

نہ کرو، اور جو تمہیں مل گیا ہے اس پر خوش

و شادمان نہ ہو پس جو شخص گذشتہ پر اندوہناک

نہ ہو اور آئندہ سے اسے کوئی خوشی نہ ہو

تو اس نے زہد کے دونوں گوشوں کو تھام

لیا (یعنی ابتداء و انتہا کو پایا)

روکھو کے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے

ایک طالب علم، دوسرا طالب دنیا
ظلم و ستم میں سبقت کر نیوالا کل قیامت
کے روز غم و غصہ کے سبب اپنے ہاتھ چبانے لگا
جس نے اپنے بھید کو چھپا یا خیر و صلاح
اس کے ہاتھ میں ہے۔

سناوت و خشش ناموس کی نگہبان ہے
علم و بردباری نادان کے ہونٹ سی دیتی ہے
معاف کرنا دشمن پر فتح پانے کی زکوٰۃ ہے
انقلاب حالات میں مردوں کی اسلیت
معلوم ہوتی ہے۔

تیرا خط تیرے پیام کو اچھی طرح پہچانیوالا
ہے بلنسبت اسکے جو تیری طرف سے کچھ زبانی بیان کرے
لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جبکہ قرآن ان
میں بطور رسم باقی رہے گا، اسلام کا نام ہی رہ
جائے گا، انکی مسجدیں بلحاظ تعمیر تو معمور ہوں
گی مگر بلحاظ ہدایت خراب و برباد، انہیں سکونت
کرنے والے اور تعمیر کرنیوالے شہر سیرتین اہل
زمین ہونگے انہیں سے فتنہ و فساد کا ظہور ہوگا
اور بد کرداریاں انہیں گھر کر جائیں گی جو شخص

طَالِبٌ عِلْمٍ وَطَالِبٌ دُنْيَا
(۸۱) لِلظَّالِمِ الْبَادِكُ
غَدًا بِكَفِّهِ عَصَّةً
(۸۲) مَنْ كَتَمَ سِرًّا كَانَتْ
الْخَيْرُ بِيَدِهِ

(۸۳) الْجُودُ حَارِسُ الْأَعْرَاضِ
وَالْحِلْمُ فِدَاءُ السَّفِيهِ
وَالْعَفْوُ زَكَاةُ الظُّفْرِ
(۸۴) فِي تَقَلُّبِ الْأَحْوَالِ عِلْمُهُ
جَوَابُهُ الرِّجَالِ

(۸۵) كِتَابُكَ أَبْلَغُ مَا
يَنْطَرُقُ عَنْكَ
(۸۶) يَا تَبِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَنْتَهِي
فِيهِمْ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمٌ وَمِنْ
الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمٌ وَمَسَاجِدُهُمْ يَوْمئِذٍ
عَامِرَةٌ مِنَ الْبِنَاءِ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدَى
سَكَتُهُمْ أَعْمَارٌ هَاشِدٌ أَهْلُ الْأَرْضِ
مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَالْيَهُودُ وَالنَّصَارَةُ
يُرَدُّونَ مِنْ شَدِّهَا فِيهَا وَيَسْرُقُونَ

مَنْ تَأَخَّرَ عَنْهَا إِلَيْهَا

گناہ سے الگ ہوگا۔ اسے اس کی طرف

لوٹائیں گے اور جو گنہگاری سے پیچھے رہ جائے

گا اسے گنہگاری کی طرف نہکائیں گے۔

(۸۷) قَالَ لَهُ بَعْضُ الْيَهُودِ

مَا دَفَنْتُمْ نَبِيَكُمْ حَتَّىٰ تَخْتَلِفْتُمْ

فِيهِ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ

إِنَّمَا ائْتَلَفْنَا عِنْدَ لَا فِیْهِ وَلَكِنَّكُمْ

مَا جَعَلْتُمْ أَرْجُلَكُمْ مِنَ الْبَحْرِ

حَتَّىٰ قُلْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ

اجْعَلْ لَنَا إِلَهًُا كَمَا لَهُمُ إِلَهُةٌ

فَقَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ

بعض یہودیوں نے آپ سے بطور اعتراض کہا کہ

ابھی آپ کے نبی دفن بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ لوگوں نے

انکی ذات میں اختلاف شروع کر دیا ہے فرمایا ہم نے ان

کے ارشادات کے مفاہیم میں اختلاف کیا نہ کہ ان کی

نبوت و رسالت یا شان میں اختلاف کیا لیکن تم

لوگ وہ ہو کہ ابھی تمہارے پاؤں دریا کے پانی سے

خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ تم نے اپنے نبی سے کہا تھا کہ

ہمارے لئے ایسا ہی خدا پیدا کر دیجئے جیسا کہ بت پرستوں

کے خدا ہیں (حالانکہ تم نے دریا سے گزرتے وقت خدا کی قدرت کا اپنی آنکھوں سے معائنہ کر لیا تھا)

تو تمہارے نبی نے فرمایا تھا کہ بے شک تم ایک جاہل قوم ہو!

خداوند عالم کو بزرگ و برتر سمجھ لیں۔ مخلوقات

کو تیری نگاہوں میں حقیر کر دے گا۔

غیرت مند آدمی کبھی زنا نہیں کرتا۔

جو شخص کسی قوم کے فعل سے راضی ہو تو گویا

اس کے ساتھ وہ خود بھی اس فعل میں داخل

ہو گیا، اور ہر ایک باطل میں داخل ہونے

(۸۸) عِظْمُ الْخَائِقِ عِنْدَكَ

يُصَغِّرُ الْمَخْلُوقَ فِي عَيْنِكَ

(۸۹) مَا زِلْتُمْ غِيُورٌ قَطُّ

(۹۰) أَرْضِي بِفِعْلِ قَوْمٍ

كَأَنَّكَ أَخِذٌ فِيهِ مَعَهُمْ وَعَلَىٰ كُلِّ

دَاخِلٍ فِي بَاطِلٍ إِثْمَانٌ إِنَّهُمُ الْعَمَلُ بِهِ

وَإِثْمُ الرِّضَابِ

(۹۱) مَنْ نَظَرَ فِي عِيُوبِ

النَّاسِ نَأَنكَرَ هَاتِمًا رَضِيهَا

لِنَفْسِهِ فَذَبَكَ الْأَحْنَقُ

(۹۲) التَّصْبِيرُ فِي حُسْنِ الْعَمَلِ

ذَوَاتُ ثِقَتٍ بِالثَّوَابِ عَلَيْهِ غَبْرٌ

(۹۳) لَا شَرَفَ أَعْلَى مِنْ

الْإِسْلَامِ وَالْأَعِزَّةُ أَعَزُّ مِنَ

التَّقْوَى وَلَا مَعْقِلَ حُسْنِ

مِنَ الْوَسْوَاعِ وَلَا شَفِيئَةَ أَنْجَحُ

مِنَ التَّوْبَةِ وَلَا كَنْزًا غَنَى

مِنَ الْقِنَاعَةِ

(۹۴) الْجِرْصُ وَالْكِبْرُ وَالْحَسَدُ

دَوَاعٍ إِلَى التَّفَحُّمِ فِي الذُّلُوبِ

(۹۵) الدَّهْرُ يَوْمَانِ، يَوْمٌ

لَكَ، وَيَوْمٌ عَلَيْكَ فَإِذَا كَانَ

عَلَيْكَ فَاصْبِرْ !

والے پردو گناہ ہیں، ایک تو عمل باطل کے

کزیکا اور دوسرا عمل باطل پر راضی ہونے کا۔

جس شخص نے لوگوں کے عیب کو دیکھا، انہیں برا

جانا پھر اپنے نفس کے لئے انہیں عیوب کو اختیار

کر لیا، وہ احمق ہے۔

حسن عمل میں کوتاہی کرنا سخت غلطی ہے جب

کہ تجھے اس پر ثواب ملنے کا یقین ہے۔

کوئی شرف اسلام سے اعلیٰ نہیں کوئی عزت

تقوے سے زیادہ معزز نہیں کوئی حصار زبرد و

درع سے زیادہ محکم و استوار نہیں، کوئی شفیع

توبہ سے زیادہ کامیاب نہیں۔

اور کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ

غنی نہیں۔

حرص، تکبر اور حسد گناہوں کی

طرف بلانے والے ہیں۔

زمانے کے دو دن ہیں ایک تیرے نفع کا

دوسرا تیرے نقصان کا جب تیرے نفع کا ہو تو

ناشکری نہ کر اور نہ اس پر اترا، اور جب تیرے

نقصان کا ہو تو صبر کو ہاتھ سے جانے دے یعنی صبر کر۔

(۹۶) مَا أَحْسَنَ تَوَاضَعًا لِغَنِيَاءٍ
 لِفُقَرَاءٍ طَلَبًا لِمَا عِنْدَ اللَّهِ
 وَأَحْسَنَ مِنْهُ تَيْدُ الْفُقَرَاءِ
 عَلَى الْغَنِيَاءِ إِنْ كَانَا عَلَى اللَّهِ
 (۹۷) إِنْ أَوْلِيَائِ اللَّهِ هُمْ
 الَّذِينَ نَظَرُوا إِلَى بَاطِنِ
 الدُّنْيَا إِذَا نَظَرَ النَّاسُ
 إِلَى ظَاهِرِهَا وَاسْتَفَلُوا
 بِأَجْلِهَا إِذَا اسْتَفَلَ النَّاسُ
 بِعَاجِلِهَا فَأَمَّا تَوَاضَعًا
 مَا خَشُوا أَنْ يُبَيِّنَهُمْ وَتَرَكَوْا
 مِنْهَا مَا عَلِمُوا أَنَّ سَيِّئُ كُرْهُمُ
 وَرَأَوْا اسْتِكْنَارَ غَيْرِهِمْ مِنْهَا
 اسْتَفْلَاءً لَا وَرَكَ كُرْهُمُ لَهَا فَوَتَا
 أَعْدَاءُ مَا سَأَلَهُمُ النَّاسُ وَسَلَّمُ
 مَا عَادَى النَّاسُ بِهِمْ عِلْمُ الْكِتَابِ
 وَبِهِ عِلْمُؤُا وَبِهِمْ قَامَ الْكِتَابِ
 وَبِهِ قَامُوا إِلَّا يَرُونَ مَرْجُوًّا نَوْقًا
 يَرْجُونَ وَلَا فُحُوًّا فَوْقَ مَا يَخْفُونَ

ثواب خداوندی طلب کرنے کیلئے امرار کا فقر
 کے ساتھ تواضع پیش آنا کیا اچھی بات ہے اور
 فقر کا اللہ پر توکل کرتے ہوئے امرار کے سامنے
 فروتنی و عاجزی نہ کرنا اس سے بھی اچھی بات ہے
 اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کے باطن پر
 نظر رکھتے ہیں جبکہ لوگ دنیا کے ظاہر پر نظر دیتے
 ہیں، اور وہ اپنی آخرت میں مشغول ہوتے ہیں۔
 جبکہ لوگ اپنی دنیا میں مشغول ہوتے ہیں، اور وہ
 خواہش نفسانی کو مار دیتے ہیں جس سے اندیشہ
 ہوتا ہے کہ یہ انہیں تباہ کر دے گی اور دنیا کی
 اس چیز کو ترک دیتے ہیں جسے جان لیتے ہیں کہ وہ
 عنقریب ان سے الگ ہو جائے گی، دنیا کا وہ
 مال جو ان کے غیروں کی نگاہ میں کثیر ہوتا ہے
 اس کو قلیل خیال کرتے ہیں، جب لوگ دنیا کو
 پالیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں، کہ دنیا ان کے ہاتھ سے
 جاتی رہی، وہ لوگوں کی مصالحت کے دشمن ہیں
 اور لوگ انکی مصالحت کے دشمن ہیں کتاب اللہ
 کا علم ان کے ساتھ ہے، اور وہ اسکو جانتے ہیں
 اور کتاب اللہ انکی ساتھ قائم رہے اور وہ اسکی ساتھ قائم

کسی امیدوار کو اس سے بالاتر نہیں دیکھتے جس کی یہ امید کرتے ہیں اور نہ کسی ڈر لے والے کو اس سے بلند دیکھتے ہیں جس سے یہ ڈرتے ہیں۔

(۹۸) اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا بٹیا میری چار وصیتیں یاد رکھ! اگر ان پر عمل کرے گا تو نقصان نہیں اٹھائے گا!

بلاشبہ سب سے بڑی غما عقل ہے
سب سے بڑی احتیاج حماقت و بے عقلی ہے
سب سے بڑی وحشت تکبر و غرور ہے
سب سے بڑی ہزرگی حسنِ خلق ہے
بٹیا احمق کی دوستی سے پرہیز کرنا کیونکہ وہ
ارادہ تو کرے گا کہ تجھے نفع پہنچائے مگر
نادانی کی وجہ سے تجھے نقصان پہنچائے گا
اور خنیل کی دوستی سے بھی بچنا کیونکہ جب تجھے
اس کی مدد کی ضرورت ہوگی۔ وہ تیری
اعانت سے دستبردار ہو کر تجھ سے دور ہو
جائے گا۔ اور ناجبر کی دوستی سے بھی بچنا کیونکہ
وہ ایک معمولی سی قیمت کے بدلے
تجھے بیچ دے گا اور کذاب کی دوستی سے
بھی بچنا کیونکہ کذاب سراب کی مانند ہے

إِنَّ أَغْنَى الْغِنَى الْعَقْلُ وَ
أَكْبَرُ الْفَقْرِ الْحَمَقُ وَ أَوْحَشُ
أَوْحَشَةِ الْعُجْبِ وَ الْكِرْمُ
الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلُقِ يَا بَنِيَّ
إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْأَحْمَقِ
فَإِنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَنْفَعَكَ
فِيضْرَكَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ
الْبَخِيلِ فَإِنَّهُ يَبْعُدُ عَنْكَ
أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ وَ إِيَّاكَ
وَ مُصَادَقَةَ الْفَاجِرِ فَإِنَّهُ يَبِيْعُكَ
بِالْثَّافِهِ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ
الْكَذَّابِ فَإِنَّهُ كَالسَّرَابِ
يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيدَ وَ يَبْعِدُ
عَلَيْكَ الْقَرِيبَ

لہذا وہ بعید کو تجھ پر قریب اور قریب کو تجھ پر بعید ظاہر کرے گا

(۹۹) دُسِّدَ عَنِ الْإِيْمَانِ فَقَالَ
 الْإِيْمَانُ عَلَى أَرْبَعٍ دَعَائِمٌ عَلَى الصَّبْرِ
 وَالْيَقِيْنِ وَالْعَدْلِ وَالْجِهَادِ
 وَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ
 عَلَى الشُّوْقِ وَالْمَشْفَقِ وَالزُّهْدِ
 وَالْتَرَدِّ فَمِنْ أَشْتَأَقَ إِلَى الْجَنَّةِ
 سَدَّ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَمَنْ أَشْفَقَ
 مِنَ النَّارِ اجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ
 وَمَنْ زَهَّدَ فِي الدُّنْيَا اسْتَرْهَانَ
 بِالْمُصِيبَاتِ، وَمَنْ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ
 سَارَعَ إِلَى الْخَيْرَاتِ، وَالْيَقِيْنُ مِنْهَا
 عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى تَبْصُرَةِ الْفِطْنَةِ
 وَتَأَوُّلِ الْحِكْمَةِ وَمَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ
 دُسِّدَ الْأَوْلِيَاءُ فَمَنْ تَبَقَّرَ الْفِطْنَةَ
 تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ، وَمَنْ تَبَيَّنَتْ
 لَهُ الْحِكْمَةُ عَرَفَ الْعِبْرَةَ، وَمَنْ
 عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَكَانَتْهَا كَانَتْ فِي الْأَوْلِيَاءِ
 وَالْعَدْلُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى
 غَايِضِ الْفَهْمِ وَغَوْرِ الْعِلْمِ وَزُهْرَةِ الْحِلْمِ

آپ سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا
 ایمان چار ستونوں پر قائم ہے اور وہ یہ ہیں
 صبر، یقین، عدل، جہاد، اور صبر کی چار
 شاخیں ہیں شوق، خوف، زہد، انتظار تو جو
 شخص جنت کا مشتاق ہو اس نے شہوات کو
 چھوڑ دیا۔ اور جو شخص دوزخ سے ڈرا۔ اس
 نے محرمات سے اجتناب کیا اور جس نے
 دنیا میں زہد کیا مصیبتیں اس پر آسان ہو
 گئیں اور جو موت کے انتظار میں رہا اس نے
 بھلائیوں کی طرف عجلت کی۔ اسی طرح یقین
 کی بھی چار شاخیں ہیں: نگاہ زیرک، تاویل حکمت
 نصیحت عبرت، پہلوں کا طریقہ، پس جس شخص نے
 غور و فکر سے سمجھا اس کے لئے حکمت ظاہر ہوئی
 اور جس کے لئے حکمت ظاہر ہو گئی اس نے عبرت
 کو پہچان لیا اور جس نے عبرت کو پہچان لیا وہ گویا
 پہلے لوگوں میں سے ہو گیا۔ اسی طرح عدل کے
 بھی چار شعبے ہیں عقل و فہم میں پیر جانا، علم
 کے ظاہر و باطن کو پہنچنا، حکم کو روشن کرنا،
 حکم کو قائم رکھنا۔ پس جس شخص نے عقل و فہم سے

جانا اس نے علم کے ظاہر و باطن کو جان لیا اور
 جس نے علم کے ظاہر و باطن کو جان لیا اس
 نے شریعت کے مطابق حکم صادر کیا، اور جس
 نے علم اختیار کیا وہ اپنے کام میں تفسیر نہیں
 کرے گا، اور لوگوں میں تعریف کے ساتھ رہے
 گا۔ اسی طرح جہاد کے بھی چار شعبے ہیں نیکی کا
 حکم کرنا برائی سے منع کرنا، میدان جنگ یعنی
 لڑائی کے وقت سپاہی اختیار کرنا، منافرانوں سے
 نفرت و دشمنی کرنا پس جس شخص نے نیکی کا حکم کیا
 اس نے مومنین کو مضبوط کر دی، اور جس نے
 مقام جنگ میں صداقت اختیار کی اس نے حق
 ادا کر دیا، اور جس نے فاسقین سے دشمنی رکھی اور
 اللہ کے لئے ان پر غضبناک ہوا قیامت کے دن
 اللہ فاسقوں پر غضبناک ہوتے ہوئے اس

وَمَسَاخَةِ الْجِلْمِ: فَمَنْ فَهِمَ
 عِلْمَهُ نَمُورَ الْعِلْمِ، وَمَنْ عِلْمَهُ غُورَ الْعِلْمِ
 صَدَرَ عَنْ شَرِّ الْعِلْمِ رَه، وَمَنْ
 حَلَمَ لَمْ يُفَرِّطْ فِي أَمْرِهِ وَعَاشَى فِي
 النَّاسِ حَمِيدًا - وَالْجِهَادُ مِنْهَا
 عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ، عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ
 وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالصِّدْقِ فِي
 الْمَوَاطِنِ رَأَى وَشَتَانَ الْفَاسِقِينَ فَمَنْ
 أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ شَدَّ ظُهُورَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَمَنْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ أَرْخَمَ نُوفَ
 الْكَافِرِينَ، وَمَنْ صَدَقَ فِي الْمَوَاطِنِ
 قَضَى مَا عَلَيْهِ، وَمَنْ شَتَى الْفَاسِقِينَ
 وَغَضِبَ لِلَّهِ غَضِبَ اللَّهُ لَهُ وَارْضَا
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ

پر خوش ہوگا اور اس کو خوش کرے گا۔

اے اللہ کے بندے کسی گناہ کی وجہ سے کسی کی
 عیب جوئی نہ کرنا وہ بخش دیا گیا ہو، اور تو
 اپنے نفس پر مغیرہ گناہ سے بھی بے خوف نہ رہ
 کیا عجب کہ اسی کے سبب تجھ پر عذاب کیا جائے!

(۱۰۰) يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَعْجَلْ فِي عَيْبِ
 أَحَدٍ يَدُّ نَبِيٍّ قَلْعَةٌ مَغْفُورٌ لَهُ وَلَا
 تَأْمَنْ عَلَى نَفْسِكَ حَتَّى تُرْمَعِصِيَّةٌ
 فَلَعَلَّكَ مُعَذَّبٌ عَلَيْهِ

تلب کی معرفت زبان کے اقرار اور ارکان
کے عمل کا نام ایمان ہے

اے جابر دین و دنیا چار آدمیوں کے سبب سے
قائم ہے (۱) عالم جو اپنے علم کا استعمال کرتا ہو
(۲) جاہل جو علم کے حاصل کرنے میں شرم
محسوس نہ کرتا ہو (۳) سخی جو اپنے احسان میں بخل
نہ کرتا ہو (۴) فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے
عوض نہ بچتا ہو، پس جس وقت عالم نے
اپنے علم کو ضائع کیا جاہل نے علم حاصل
کرنے میں شرم و عار محسوس کی اور غنی و

سخی نے خیرات و احسان کرنے میں بخل کیا اور فقیر نے آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دیا (تو

دین و دنیا قائم نہیں رہیں گے)

تحقیق مجھ سے بیعت کی ہے ان لوگوں نے
جنہوں نے ابو بکر و عمر و عثمان سے بیعت
کی تھی انہیں شراط پرچن پران سے بیعت
کی تھی لہذا اب نہ کسی حاضر کو چاہئے کہ وہ
کسی اور کو اختیار کرے اور نہ کسی غائب کو
چاہئے کہ وہ میری خلافت کو رد کرے سوا
اس کے نہیں کہ مشورہ خلافت کا حق مہاجرین

(۱۰۱) اَلْاٰیْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَ
اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ
(۱۰۲) يَا جَابِرُ قَوْمُ الدِّينِ دَا الدُّنْيَا
يَا رُبَعِيَّ عَالِمٌ مُسْتَعْمِلٌ عِلْمُهُ وَ جَاهِلٌ
لَا يَسْتَنْكِفُ اِنْ يَتَّعَلَّمَ وَ جَوَادٍ لَّا
يَبْخَلُ بِمَعْرُوفِهِ وَ فَقِيرٌ لَا يَبِيعُ اٰخِرَتَهُ
بِدُنْيَاةٍ يَا ذَا ضَيْعِ الْعَالَمِ عِلْمُهُ
اَسْتَنْكَفَ الْجَاهِدُ اِنْ يَتَّعَلَّمَ وَاِذَا
بَخِدَ الْغَنِيُّ بِمَعْرُوفِهِ بَاعَ الْفَقِيرُ
اٰخِرَتَهُ بِدُنْيَاةٍ

(۱۰۴) اِنَّهُ بِالْعِنَى الْقَوْمِ الَّذِينَ
بِالْعُرْوَةِ الْبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ عَلٰى مَا
بِالْعُرْوَةِ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ
اَنْ يَخْتَارَ وَاِلَّا لِلْغَائِبِ اَنْ يَرُدَّ وَاِنَّ
اِنَّمَا الشُّوْرَى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ
فَاِنْ اجْتَمَعُوْا عَلٰى الرَّجْلِ وَسَمُوْهُ اِمَامًا
كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ بِرِضَائِكَ اَنْ يَخْرُجَ

وانصار کو ہے پس اگر مہاجرین و انصار
کسی شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو
امامت و خلافت کیلئے نامزد کریں تو وہ
خدا کا پسندیدہ امام ہوتا ہے۔ پھر اگر

کوئی شخص مہاجرین و انصار کے امرا جماع سے نکلے، کوئی اعتراض کرتے ہوئے، یا کوئی
نئی بات نکالتے ہوئے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو پھر اس اجماع کی طرف واپس
لائیں جس سے وہ نکلا ہے، اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے قتال کریں، کیونکہ اس نے ایمان
والوں کے طریقے کے خلاف کی پیروی کی، اور اللہ اس کو اسی طرف پھیرے گا جہر
وہ پھرا۔

بشیک میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی تو انکی نظیر دکھائی
نہیں دیتا وہ اس حالت میں صبح کرتے تھے
کہ الجھتے ہوئے بال غبار آلود چہرے
بشیک ان کی راتیں تیا و سجد میں گذرتی
تھیں، کبھی ان کی پیشانیاں صرف سجد
ہوتی تھیں اور کبھی رخسارے، وہ اپنے
معاد کے ذکر سے ایسے بے حس و حرکت ہو
جاتے تھے جیسے بقیہ تہذیب، سجدوں کے
طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان

عَنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بَطْعِنٌ أَوْ بَدْعَةٌ
رُدْفَةٌ إِلَى مَا خَرَجَ مِنْهُ نَائِلِي
فَاتْلُوهُ عَلَىٰ اتِّبَاعِهِ غَيْرِ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ وَوَلَاةٌ مَا تَوَلَّيَ

(۱۰۵) لَقَدْ رَأَيْتُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نَمَا ارْتَمَى أَحَدًا مِنْكُمْ يُشْبَهُهُمْ
لَقَدْ كَانُوا يُصْبِحُونَ شَعْشَا
غُبْرًا وَقَدْ بَاتُوا سَجْدًا وَقِيَامًا
يُرَاجِحُونَ بَيْنَ جَبَاهِهِمْ وَ
خُدُودِهِمْ وَيَقِفُونَ عَلَىٰ مِثْلِ الْجَنَدِ
مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ كَأَنَّ بَيْنَ
أَعْيُنِهِمْ رُكْبَ الْمَعْرَىٰ مِنْ طَوْلِ
سُجُودِهِمْ إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَلَّمَتْ

أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبْلُغَ جُيُوبَهُمْ
 وَمَا دُونَ ذَلِكَ مِنَ الشَّجَرِ
 يَوْمَ الرِّيحِ الْعَاصِفِ حَوْفًا
 مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ
 خوف و عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے جیسے سخت آندھی کے وقت
 درخت جنبش کیا کرتے ہیں۔

ف۔ ۱۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تمام ارشادات شیعہ مذہب کی
 معتبر کتاب نہج البلاغہ سے نقل کئے گئے ہیں، اوپر کے دو ارشادات
 خاص طور پر قابل غور ہیں۔

پہلے ارشاد مبارک سے ثابت ہوا کہ انتخاب خلیفہ کا حق مہاجرین و انصاریوں
 کو تھا اور ان کا منتخب شدہ خلیفہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ خلیفہ ہوتا ہے، پھر جو اس کی
 مخالفت کرے اور اس کو نہ مانے وہ مفسد اور ایمان والوں کے راستے سے ہٹا ہوا
 ہے معلوم ہوا تینوں خلفاء برحق تھے کیونکہ ان کو بھی مہاجرین و انصاریوں نے ہی بالاتفاق
 منتخب کیا تھا۔

دوسرے ارشاد مبارک سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے
 فضائل، تقویٰ، پرہیزگاری اظہر من الشمس ہے۔ یہاں تک کہ حضرت علی اپنے تمام
 معتقدین ساتھیوں سے فرما رہے ہیں کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بظیر
 تھے کہ تم میں کوئی ان کا شیل و نظیر نظر نہیں آتا متعصب اور ضدی قسم کے لوگوں

عہ فضائل صحابہ اور مسند خلافت وغیرہ کی تحقیق کے لئے مولف کا رسالہ نجوم الہدایت ضرور پڑھیں (زیر طبع ہے)

سے تو کوئی توقع نہیں ہے، وہ تو غلط تاویل کر لیں گے لیکن مصنف مزاج حضرات سے پوری پوری توقع ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کر کے صحابہ کرام کی عظمت کا اعتراف کریں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ البقیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان ارشادات عالیہ سے مسلمانوں کو مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

ناچ

محمد شفیع الخطیب اور کاروی کراچی

خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی

کی دیگر میان افروز تصانیف

(۱) ذی کربیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احلیہ شریف از سر انور تاپائے مبارک
ہر عضو کے خصائص و معجزات کا بیان۔ آجکل کے بعض اختلافی مسائل کا قرآن
و حدیث کی روشنی میں حل پیش کیا گیا ہے۔ کتابت و طباعت نہایت عمدہ۔

(۲) ذی کرب حسیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کی تخلیق سے لے کر بعثت
و نبوت تک مفصل حالات نیز حیدر مسائل نہایت عالمانہ و محققانہ طور پیش
کئے گئے ہیں۔

(۳) راہ عقیدت: عراق، شام، بیت المقدس، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور ان
کے مضافات کے تمام مقامات مقدسہ کے تفصیلی حالات اور زیارت کا بیان۔

(۴) سفینہ نوح (حصہ اول) اہلبیت اطہار کے فضائل و کمالات خصوصاً حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے فضائل اور بعض ضروری مسائل کا بیان کتابت و طباعت نہایت عمدہ۔

(۵) سفینہ نوح (حصہ دوم) حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کی زندگی کے پاکیزہ حالات آپ
کے فضائل، پردہ باغ فدک وغیرہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے فضائل۔ آجکل
کی عریانی، فیشن پرستی وغیرہ پر بہترین بحث عورتوں کے لئے خصوصاً یہ کتاب
بہت مفید ہے۔

(۶) راہ حق: مسند صلوة و سلام۔ ندائے یارسول اللہ اور یا غوث اور انبیاء و اولیاء

سے مدد مانگنے کا بہترین ثبوت و مخالفین کا سخت رد۔

(۷) ثواب لعبادات الی ارواح الاموات: مسئلہ ایصال ثواب۔ فاتحہ خوانی وغیرہ کا بے نظیر بیان۔ کتابت و طباعت نہایت عمدہ۔

(۸) بوکات میلاد شریف و سلام و قیام: میلاد شریف کرنے اور کھڑے ہو کر سلام

پڑھنے کا بہترین ثبوت۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب۔ کتابت و طباعت عمدہ۔

(۹) نماز متارجمہ مع ضروری مسائل: نماز پنجگانہ، عیدیں، جمعہ، جنازہ اور دیگر نوافل

نمازوں اور نماز غسل و وضو بتیم کے مسائل۔ نماز پڑھنے کی برکتیں۔ چھوڑنے کی

وعیدیں اور مسنون دعاؤں کا بیان۔ دوزخوں میں نہایت عمدہ کتابت و طباعت

(۱۰) درس توحید اپنے آئینہ میں: توحید و شرک کا بیان۔ مخالفین کا شاندار دلچسپ

ردخوار نہیں کے اکابر علماء کی کتب سے نہایت لاجواب کتاب ہے لکھائی چھپائی عمدہ۔

(۱۱) انگوٹھے چومنے کا مسئلہ: آذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نہ کر درود

شریف پڑھنے اور انگوٹھے چومنے کا بیان۔ کتابت و طباعت بہت نفیس

(۱۲) لغت حبیب: مختلف نعمتوں کا مجموعہ۔ لغت حوان حضرات کے لئے بے نظیر تحفہ

کتابت و طباعت نہایت عمدہ۔

(۱۳) امام پاک اور ید پلید: نیریدی ٹولہ کے پیدا کردہ شبہات کا نہایت

مدلل و مسکت جواب شہادت کر بلا کا تفصیلی بیان۔ بے نظیر کتابت ہے۔ زیر طبع ہے۔

(۱۴) مختلف مضامین کا مجموعہ: زیر طبع ہے۔

ملنے کا
پتہ: } ۵۳۔ بی سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۳

سلام

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ
 یعنی اُس افضل المخلوق بعد الرسل
 اصد الصادقین سید المتقین
 وہ عمر جنس کے اعدا پر شید اسقر
 فارق حق و باطل، امام الہدیٰ
 ترجمان نبی ہم زبان نبی
 کعبہ دین و ایمان کے دونوں ستوں
 زاہد مسجد احمدی پر ورود!
 درمنثور قرآن کی سبک بھری!
 یعنی عثمان صاحب قلمیہ
 مرتضیٰ شریح الشریعہ
 اصل نسل صفا و عبودیت
 شیر شمشیر زن شہادہ خیر شکن



عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
 ثانی آئینہ ہجرت پہ لاکھوں سلام
 چشم و کوش و زارت پہ لاکھوں سلام
 اُس خدادوست حضرت پہ لاکھوں سلام
 تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
 جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام
 ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
 دولتِ حبشِ عسرت پہ لاکھوں سلام
 زونجِ دونورِ عفت پہ لاکھوں سلام
 حلقہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
 ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
 بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
 پر تو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس مسئلے نے دیکھا انہیں اک نظر
 اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

ماہنامہ طب صدیقی سیر آرٹ برس کراچی



Handwritten text in Urdu script, possibly a signature or a note, located on the right edge of the page.

اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا



1768

سُفِيْنَةُ رَوْحِ

حصہ اول

مؤلفہ

محمد شفیع الخطیب اوکاڑوی، کراچی

ملنے کا پتہ

نوانی منزل ۵۳ - بی، سندھی مسلم سوسائٹی - کراچی